

عمران سیریز
اگانا
مظہر کلیم
ایم۔ اے

صلاحیتیں نہیں ہو سکتیں۔ امید ہے آپ میری بات کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

عارف والا سے افتخار حسین لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول انتہائی شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ کے ناول پڑھتے ہوئے میں یوں محسوس کرتا ہوں جیسے میری نظروں کے سامنے باقاعدہ فلم چل رہی ہو اور یہ بات میں نے صرف آپ کے ناولوں میں ہی محسوس کی ہے پھر ایسا ہے کہ آپ کے ناولوں کے قارئین کا حلقہ انتہائی تیزی سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے اس لئے آپ واقعی مبارکباد کے مستحق ہیں"۔

محترم افتخار حسین صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میری ناول لکھتے ہوئے ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ ناول کی کسی سچوئیشن میں کوئی جھول پیدا نہ ہو اور ناول کا ٹمپو ایک مخصوص رفتار سے شروع سے آخر تک قائم رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ناول پڑھتے ہوئے نہ کہیں ذہنی جھٹکے لگتے ہیں اور نہ ہی آپ کو بوریت محسوس ہوتی ہے اور کہانی کا ہر لمحہ کسی فلم کے سین کی طرح مکمل انداز میں آپ کی نظروں سے گزرتا چلا جاتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

اب صرف چند لمحے باقی تھے۔ موت اور زندگی کے درمیان صرف چند لمحوں کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ اس کا تمام جسم پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ موت کی دہشت اس کے اعصاب کو چٹخا رہی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغ بم کی طرح پھٹ جائے گا اور اس کے ہزاروں ٹکڑے اس چھوٹے سے کمرے میں بکھر جائیں گے۔ آدھا گھنٹہ پیشتر کرنل واسطی کو ایک بیڈ پر مضبوطی سے باندھا گیا تھا۔ پھر اس کے عین سینے پر ایک بم رکھ کر اس کا لمبا فیتہ بیڈ سے ہوتا ہوا دیوار کے ساتھ چلا گیا تھا۔ فیتے کے سرے کو آگ لگا کر وہ سب کمرے سے چلے گئے تھے۔ دروازہ بند کر دیا گیا تھا اور زندگی کا دروازہ اس پر ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا تھا۔ آگ دھیرے دھیرے سلگ رہی تھی۔ آگ بم کی طرف بڑھ رہی تھی۔ دھیرے دھیرے دبے قدموں موت کے بے آواز قدم اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ

آگ جب بم کے پاس پہنچے گی تو بم یکلخت پھٹے گا اور پھر بم کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کے ٹکڑے بھی کمرے میں بکھر جائیں گے۔ اس نے بے اختیار جسم کو حرکت دینے کی بھرپور کوشش کی لیکن اسے اس مضبوطی سے باندھا گیا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک خوفناک موت اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس کا دل آنے والے لمحوں کے خطرے کے پیش نظر اس بری طرح دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینہ پھاڑ کر باہر نکل جائے گا۔ اس کی خوف اور دہشت سے بھرپور نظریں سلگتے ہوئے فیتے پر جمی ہوئی تھیں جو دھیرے دھیرے سلگ رہا تھا اور مسلسل آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی نظریں بلیڈ بن جائیں اور اس سلگتے ہوئے فیتے کو کاٹ دیں لیکن وہ بے بس تھا، مجبور تھا۔ زندگی میں اس سے بڑی بے بسی سے وہ کبھی دوچار نہیں ہوا تھا۔ آگ اب بم کے قریب پہنچ چکی تھی۔ بس اب چند لمحوں کی دیر تھی پھر آگ بم تک پہنچ جاتی اور پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں بچا سکتی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے دل کی دھڑکن رک گئی ہو اور وہ مر رہا ہو۔ اس کی خوفزدہ نظریں بم پر گڑی ہوئی تھیں اور پھر وہ قیامت خیز لمحہ آن پہنچا۔ آگ بم کو لگ چکی تھی اور دوسرے لمحے بم پھٹ گیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کمرے میں دھواں ہی دھواں پھیل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور تین نقاب پوش کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ بیڈ پر پڑے ہوئے آدمی کے قریب آئے۔ ایک نقاب پوش نے آگے بڑھ کر اس کی نبض

پر ہاتھ رکھا۔

"خوف کی زیادتی سے مر چکا ہے"....... نقاب پوش سرد لہجے میں بولا۔

"اس کے جسم کو رسیوں سے آزاد کرو اور پھر اسے اٹھا کر واپس اس کی خواب گاہ میں ڈال دو"....... نقاب پوش نے ایک کو حکم دیا۔

"ترکیب خاصی کارگر رہی ہے باس"....... ایک نقاب پوش نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ دھوئیں کے بم سے زیادہ بم کی دہشت نے اس کا کام تمام کر دیا ہے"....... باس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ کرنل واسطی کے مردہ جسم کو اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

عمران کے زوردار خراٹوں سے کمرہ گونج رہا تھا۔ دن کافی چڑھ آیا تھا مگر عمران آج لمبی تانے سویا ہوا تھا۔ سلیمان کئی دفعہ آکر دیکھ گیا تھا۔ اس نے آوازیں بھی دیں مگر عمران تو گھوڑے بیچ کر سویا ہوا تھا۔ وہ بھلا سلیمان کی آواز پر کان کیوں دھرتا۔ اس کے خراٹے تیز سے تیز ہوتے چلے گئے۔ سلیمان بھی سمجھتا تھا کہ یہ سب کچھ اسے جلانے کے لئے کیا جا رہا ہے تاکہ ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے اور سلیمان کو دوبارہ گرم کرنا پڑے۔ وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے عمران کو جاگنے پر مجبور کر دیا جائے لیکن اسے کوئی ایسی ترکیب نہیں سوجھ رہی تھی۔ زبردستی وہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ کچھ بھی ہو بہرحال وہ عمران کا ملازم تھا اور پھر عمران کے خراٹوں میں ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز بھی شامل ہو گئی۔ ایک لمحے کے لئے عمران کے خراٹے بند ہوئے۔ شاید وہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ گھنٹی ٹیلی فون کی ہے یا کال

بیل بجی ہے۔ ایک لمحے کے سکوت کے بعد خراٹے پھر سٹارٹ ہو گئے۔ اس بار آواز پہلے سے بھی بلند تھی۔ ادھر گھنٹی وقفے وقفے کے بعد لگاتار بجتی چلی جا رہی تھی۔ سلیمان نے جیسے ہی گھنٹی کی آواز سنی وہ تیزی سے کمرے میں آیا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر عمران کے کان سے لگا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو عمران صاحب میں طاہر بول رہا ہوں"...... بلیک زیرو کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی لیکن اس کے خراٹوں میں کوئی رکاوٹ نہ آئی وہ بدستور خراٹے لے رہا تھا۔ ٹیلی فون کے ذریعے یقیناً اس کے خراٹے بلیک زیرو تک بھی پہنچ چکے تھے۔

"عمران صاحب پلیز انتہائی خطرناک بات ہو گئی ہے۔ جوزف کو اغوا کر لیا گیا ہے"...... بلیک زیرو کے لہجے میں پریشانی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا شاید عمران اپنی عادت کے مطابق اسے تنگ کرنے کے لئے جواب میں خراٹے نشر کر رہا ہے۔ جوزف کے اغوا کی خبر سن کر عمران کے خراٹے قدرے مدھم پڑ گئے جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ سلیمان سے شکست کھا جائے یا مقابلہ جاری رکھے۔

"عمران صاحب جوزف کو شدید زخمی کر کے اغوا کیا گیا ہے اور سارے لان پر خون کے قطرے موجود ہیں"...... بلیک زیرو نے ایک اور انکشاف کیا اور اب عمران کو شکست تسلیم کر ہی لینی پڑی۔

"کیا کہہ رہے ہو طاہر۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... عمران یہ بات سن کر اچھل پڑا۔ دوسرے لمحے رسیور اس کے ہاتھ میں تھا۔ سلیمان

مقابلہ جیت چکا تھا۔ عمران کے اٹھتے ہی وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں عمران صاحب۔ صبح جب میں اٹھ کر باہر نکلا تو جوزف غائب تھا۔ یہ چونکہ نئی بات تھی اس لئے قدرتی طور پر مجھے تشویش ہوئی۔ جوزف نے آج تک کبھی ڈیوٹی سے غفلت نہیں برتی تھی۔ چنانچہ میں نے اسے تلاش کرنا شروع کر دیا لیکن وہ کہیں نہ ملا۔ پھر مجھے کوٹھی کے لان میں جدوجہد کے آثار اور خون کے قطرے ملے جو رانا ہاؤس کے پھاٹک تک چلے گئے تھے۔ پھاٹک کے باہر کسی کار کے ٹائروں کے نشانات بھی موجود ہیں اس لئے آپ کو فون کیا ہے"...... بلیک زیرو نے ایک ہی سانس میں تمام تفصیل بتلا دی۔ شاید اسے خطرہ ہو کہ کہیں عمران کے خراٹے دوبارہ شروع نہ ہو جائیں۔

"لیکن طاہر جوزف کو اغوا کرنے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ کیا تم نے رانا ہاؤس کو چیک کیا۔ کہیں رانا ہاؤس کی تلاشی تو نہیں لی گئی"...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی ہاں جناب۔ میں نے اس امکان پر بھی غور کیا تھا لیکن رانا ہاؤس کی ہر چیز اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھاک ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا میں خود آ رہا ہوں۔ تم ایک بار پھر باریک بینی سے رانا ہاؤس کے ہر کمرے پر نظر دوڑاؤ"...... عمران نے جواب دیا اور پھر

رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر وہ چند لمحے تک بستر پر بیٹھا کچھ سوچتا رہا اور پھر اتر کر تیزی سے باتھ روم میں گھس گیا۔ باتھ روم میں اس نے زیادہ دیر نہیں لگائی۔ جلد ہی کپڑے تبدیل کر کے وہ باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر غور و فکر کے آثار نمایاں تھے۔

"صاحب ناشتہ تیار ہے"...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر ہانک لگائی۔

"صرف چائے کی ایک پیالی لا دو"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"مم۔ مم۔ مگر میں نے تو انڈے، توس، مکھن اور جیلی سب کچھ تیار کر رکھا ہے"...... سلیمان عمران کی اس اچانک اور بے پناہ سنجیدگی سے گھبرا گیا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... عمران نے اسے ڈانٹ دیا اور پھر چند لمحے بعد سلیمان نے خاموشی سے ایک چائے کی پیالی لا کر میز پر رکھ دی۔ عمران چائے کی چسکیاں لیتا رہا اور خاموشی سے معاملے پر غور و فکر کرتا رہا۔ دراصل وہ یکدم اس لئے سنجیدہ ہو گیا تھا کہ جوزف کا زبردستی اغوا ایک انوکھا واقعہ ہے۔ آج تک اس سے پہلے جوزف کو کبھی اغوا نہیں کیا گیا تھا اور پھر جوزف کا اغوا کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ ویسے وہ حیران بھی تھا کہ جوزف کو اغوا کرنے سے مجرموں کا مقصد کیا تھا۔ چائے سے فارغ ہو کر وہ فلیٹ سے نیچے اترا اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بھاگ

رہی تھی۔ رانا ہاؤس کے گیٹ میں کار موڑتے ہی اسے سامنے برآمدے میں بلیک زیرو ٹہلتا ہوا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور غور و فکر کے آثار نمایاں تھے۔ پورچ میں کار روک کر عمران نیچے اتر آیا۔ بلیک زیرو آگے بڑھا۔

" طاہر یہ کسی بردہ فروش کا کام نہ ہو"....... عمران جس پر یکایک سنجیدگی کا دورہ پڑا تھا اب دوبارہ اپنی اصل حالت میں آچکا تھا۔ چنانچہ اس نے بلیک زیرو کو دیکھتے ہی فقرہ کس دیا اور طاہر بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔ جوزف کے ساتھ بردہ فروشی کا لفظ ہی مضحکہ خیز تھا۔

" عمران صاحب ویسے حیرت انگیز واقعہ ہے۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے جوزف کو کس طرح اغوا کیا ہو گا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" بھئی ایک عدد ثانی اور پھر بازار سے مٹھائی لے دینے کا وعدہ ہی کافی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ لان کی طرف مڑ گیا۔ بلیک زیرو بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چل دیا۔ لان میں واقعی جا بجا خون کے قطرات موجود تھے اور یہ خون کے قطرے کوٹھی کے پھاٹک تک چلے گئے تھے۔ عمران بغور ان خون کے قطروں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کوٹھی کے پھاٹک کے باہر موجود کار کے ٹائروں کے نشان جو اب کافی حد تک مدہم ہو چکے تھے بغور دیکھے اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا وہ دوبارہ کوٹھی کے اندر چل

دیا۔

" کوئی اندازہ لگایا عمران صاحب"....... بلیک زیرو جو بڑی دلچسپی سے عمران کی حرکات کو دیکھ رہا تھا نے اس سے پوچھا۔

" اگر کہو تو شرلاک ہومز کی طرح ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر مجرموں کا حسب نسب، ان کے آباؤ اجداد کا حسب نسب اور ان کی آئندہ سات پشتوں کے حال احوال سے بھی مطلع کر دوں"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر مسکرا دیا۔ وہ کیا جواب دیتا اس کا سوال ہی اتنا بچکانہ تھا۔

" جوزف پہرہ دینے کے دوران برآمدے میں بیٹھا تھا"....... عمران نے برآمدے کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ اس کونے میں"....... بلیک زیرو نے بائیں کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ عمران نے بغور اس جگہ کو دیکھا تو وہاں شراب کی تین خالی بوتلوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔

" کوئی خالی بوتل اور بھی کہیں سے ملی ہے"....... عمران نے سوال کیا۔

" نہیں جناب۔ یہی تین خالی بوتلیں یہاں پڑی تھیں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ہونہہ"....... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اندر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

" بلیک زیرو ناشتہ تو کراؤ"....... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہی

فرمائش جھاڑ دی۔

" کیوں۔ کیا آج کل سلیمان سے ناراضگی چل رہی ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ سلیمان بیمار ہے اسے شادی کا بخار چڑھا ہوا ہے اس لئے میں بیماری میں اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا"...... عمران نے جواب دیا۔

" آپ کی شادی یا اس کی اپنی"...... بلیک زیرو نے وضاحت چاہی۔

" دونوں کی۔ لیکن آپس میں نہیں کہیں تم غلط نہ سمجھ لو"۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" میں ابھی ناشتہ تیار کر کے لے آتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ ڈرائنگ روم سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے کافی پرتکلف ناشتہ تیار کر لیا تھا۔

" جوزف کو رات کے دو بجے سے تین بجے کے دوران اغوا کیا گیا ہے"...... عمران نے ناشتہ کے دوران انکشاف کیا اور بلیک زیرو اس انکشاف پر چونک پڑا۔

" اور اسے اغوا کرنے والے افریقہ کے کسی قبیلے کے باشندے ہیں اور تعداد میں چار تھے"...... عمران نے ایک اور انکشاف کیا اور بلیک زیرو مزید حیرت زدہ رہ گیا۔

" زخمی جوزف نہیں ہوا بلکہ حملہ آوروں میں سے کوئی ہوا ہے"۔

عمران آج شاید انکشافات کے موڈ میں تھا۔ بلیک زیرو نے اب مزید حیرت زدہ ہونے کا ارادہ چھوڑ دیا۔

" اور جوزف کو اغوا نہیں کیا گیا بلکہ وہ دوستانہ انداز میں ان کے ساتھ گیا ہے"...... عمران نے چسکی لیتے ہوئے کہا اور اب بلیک زیرو خاموش نہ رہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جوزف ڈیوٹی چھوڑ کر کبھی اپنی مرضی سے نہیں جا سکتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہونا تو نہیں چاہئے لیکن ہوا ایسے ہی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" کیا آپ وضاحت کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" جس قدر تکلیف تم نے ناشتہ تیار کرنے میں اٹھائی ہے اس کے بدلے میں اتنے ہی انکشافات کافی ہیں"...... عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ وضاحت ہونی چاہئے۔ اگر آپ چاہیں تو میں وضاحت کے بدلے میں آپ کو مزید ناشتہ کھلا سکتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے بابا نہیں۔ کیوں میری عادت خراب کرنے لگے ہو اگر سلیمان کو پتہ چل گیا کہ میں اب اتنا ناشتہ کرنے لگا ہوں تو وہ خودکشی کر لے گا"...... عمران نے کہا۔

" پھر بھی وضاحت تو ہونی چاہئے"...... بلیک زیرو بھی اپنی بات

پر اڑ گیا۔

"اچھا تو سنو۔ پہلا انکشاف اس بنا پر کیا گیا ہے کہ جوزف پوری رات میں چھ بوتلیں پیتا ہے۔ تین وہ پی چکا تھا چوتھی وہ پی رہا تھا کہ یہ واقعہ ہوا۔ اب تم خود اندازہ کر لو کہ رات دس بجے سے اگر وہ پینا شروع کرے تو تین بوتلیں کب ختم ہوں گی۔ تقریباً دو بجے رات تک۔ اب یہ نہیں معلوم کہ چوتھی بوتل وہ کتنی پی چکا تھا۔ چنانچہ ہم ایک گھنٹے کا وقفہ فرض کر لیتے ہیں یعنی اغوا کا وقت دو بجے سے تین بجے کے دوران۔ کیا خیال ہے"...... عمران نے کہا۔

"بالکل صحیح اندازہ لگایا ہے آپ نے"...... بلیک زیرو نے تحسین آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"اب دوسرے انکشاف کے متعلق سنو۔ حملہ آوروں کے پاؤں کے نشانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جوتوں میں سخت تکلیف محسوس کر رہے تھے اور پھر ایک کے سوا باقی تین کا یہی حال تھا۔ ہمارے ملک میں تو ایسے لوگ موجود نہیں جو جوتے پہننے کے عادی نہ ہوں اور پھر اس دھڑلے کے مجرم ہوں کہ جوزف جیسے دیوزاد پر ہاتھ ڈال سکیں۔ ظاہر ہے ایسے لوگ افریقہ کے کسی وحشی قبیلے کے ہو سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ بہرحال تیسرے انکشاف کی طرف چلیئے"۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ویسے اس وضاحت نے اسے مکمل طور پر مطمئن نہیں کیا تھا۔

"اب رہا تیسرا انکشاف تو وہ اس بنا پر کیا گیا ہے کہ خون کے قطرے باقاعدہ وقفوں سے گرے ہیں۔ جتنا چلنے میں قدم کا فاصلہ ہوتا ہے اتنا ہی فاصلہ قطروں کے درمیان اور پھر یہ وقفہ اتنا باقاعدہ ہے کہ زخمی ہونے والا شخص معلوم ہوتا ہے بڑے آرام سے واپس گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خون حملہ آوروں میں سے کسی کا ہے۔ جوزف زخمی ہونے کے بعد اس طرح اطمینان سے چل کر نہ جاتا۔ یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے"...... عمران نے کہا۔

"بالکل صحیح۔ آپ نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا ہے"...... بلیک زیرو نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"اب چوتھے انکشاف کے متعلق سنو۔ جوزف ان کے ساتھ اپنی مرضی سے گیا ہے۔ وہ چوتھی بوتل جو ابھی خالی نہیں ہوئی تھی وہ ساتھ لے گیا ہے بلکہ بقایا دو بوتلیں بھی وہ ساتھ لے گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود گیا ہے۔ اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی گئی۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بھی قدرے صحیح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حملہ آور ہی چوتھی اور بقایا بوتلیں ساتھ لے گئے ہوں"...... بلیک زیرو نے ہچکچاتے ہوئے اعتراض کیا۔

"نہیں۔ اگر جوزف کو زبردستی لے جایا جاتا تو بذات خود یہ اتنا مشکل اور کٹھن کام ہے کہ انہیں بوتلیں لے جانے کا ہوش ہی نہ رہتا۔ پھر وہ تمام آثار مٹانے کے لئے یہ تین خالی بوتلیں بھی ساتھ

لے جاتے"...... عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ"...... بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔

"آیا خیال شریف میں"...... عمران نے اسے خاموش دیکھ کر کہا۔

"عمران صاحب آج تو آپ نے شرلاک ہومز کو بھی مات کر دیا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہیں نہیں معلوم بلیک زیرو۔ کمال ہے"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"کیا"...... بلیک زیرو چونک پڑا۔

"شرلاک ہومز پچھلے جنم میں میرا ہی نام تھا"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے انکشاف کیا۔

"یقیناً یقیناً اور میں ڈاکٹر واٹسن ہوں گا"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔

"تم اٹنڈ کرو"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"کون بول رہا ہے"...... اس نے احتیاطاً اپنے متعلق کچھ بتلانے سے احتراز کرتے ہوئے پوچھا۔

"جوزف بول رہا ہوں طاہر صاحب"...... دوسری طرف سے بولنے والے جوزف نے بلیک زیرو کی آواز پہچان لی تھی۔

"جوزف تم۔ تم کہاں چلے گئے ہو اور اب کہاں سے بول رہے ہو"۔ بلیک زیرو اس غیر متوقع کال پر اچھل پڑا۔ عمران نے جو جوزف کا نام سنا تو وہ بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔ ویسے اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ شاید وہ اپنے اندازے کی درستگی پر مسکرا رہا تھا۔

"طاہر صاحب باس کے متعلق معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ میں نے ان سے ایک نہایت ضروری بات کرنی ہے"...... جوزف بلیک زیرو کی بات اڑا گیا۔

"وہ اپنے فلیٹ پر ہوں گے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"وہاں میں نے ٹیلی فون کیا ہے لیکن وہ بلڈی فول سلیمان کوئی ڈھنگ کا جواب ہی نہیں دیتا"...... جوزف کی شاید سلیمان نے خاصی درگت بنائی تھی۔

"تمہیں کیا کام ہے مجھے بتاؤ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں طاہر صاحب معافی چاہتا ہوں یہ بات صرف باس سے ہی ہو سکتی ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"اچھا تو بات کرو وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران کا اشارہ پا کر کہا اور پھر رسیور عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔

"او شب تار کے بچے۔ سرکنڈوں پر منڈلاتی ہوئی روحوں کو اماوس کی رات کے پچھلے پہر تمہاری کھوپڑی پر ناچ کرتے ہوئے میں

دیکھ رہا ہوں"...... عمران نے رسیور لیتے ہی کہا۔

"باس فار گاڈ سیک مجھے بددعا نہ دو۔ باس میں مرجاؤں گا۔ باس کہہ دو کہ تم نے یہ منظر نہیں دیکھا۔ گڈ باس"...... جوزف کی خوف سے لرزتی ہوئی آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی۔

"پھر جو صحیح صحیح بات ہے بتا دو۔ تم ڈیوٹی پر سے کہاں چلے گئے تھے اور وہ چار ساتھی جن کے ساتھ تم گئے ہو اور جن میں سے ایک زخمی ہو گیا تھا اور جو تمہارے ہموطن ہیں وہ کون ہیں اور تمہیں رات کے اڑھائی بجے آکر کیوں لے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ باس تم عظیم ہو۔ تم عظیم وچ ڈاکٹر ہو۔ تم رات کے تاریک پردوں میں ہونے والے تمام واقعات سے باخبر رہتے ہو۔ باس میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں"...... جوزف کی آواز میں تحسین کے ساتھ خوف کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ شاید عمران کے اندازے حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئے تھے۔

"بس بس اب مکھن مت لگاؤ۔ بتلاؤ یہ سب کیا چکر ہے ورنہ میں سرکنڈوں والی روحیں"...... عمران نے کہا۔

"باس فار گاڈ سیک خاموش ہو جاؤ۔ میں سب کچھ بتلاتا ہوں مگر باس کیا تم کلیٹن روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ تک آنے کی تکلیف کرو گے میرے ساتھی جن کے ساتھ میں آیا ہوں زبانی تم سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... جوزف نے جواب دیا۔

"انہیں یہیں لے آؤ"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ بات ہی ایسی ہے کہ تمہارا وہاں آنا ضروری ہے۔ باس اپنے حقیر غلام جوزف کی بات مان لو میں نے اپنے ساتھیوں کے سامنے تمہاری عظمت کے بڑے گیت گائے ہیں۔ باس"...... جوزف اب باقاعدہ خوشامد پر اتر آیا تھا۔

"اچھا اچھا۔ اب زیادہ باتیں نہ بناؤ میں آرہا ہوں"...... عمران نے جواب دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"بلیک زیرو جوزف کو کوئی اہم مسئلہ درپیش ہے ورنہ وہ مجھے بلانے پر اصرار نہ کرتا۔ میں جا رہا ہوں کلیٹن روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ میں۔ وہاں سے واپسی پر دانش منزل آجاؤں گا۔ تم وہیں پہنچ جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"بہت بہتر جناب"...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا اور پھر عمران اٹھ کر کار کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں میں اس کی کار سڑک پر تیزی سے بھاگتی ہوئی کلیٹن روڈ کی طرف دوڑ رہی تھی۔

صبح کے اخباروں میں شہ سرخیوں کے ساتھ مشہور شکاری اور ریٹائر کرنل واسطی کی موت کی خبروں کو شائع کیا گیا تھا۔ وہ آج صبح اپنی خواب گاہ میں مردہ پائے گئے۔ ان کے چہرے پر شدید خوف اور دہشت کے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ مرنے سے پہلے انتہائی دہشت زدہ ہوں۔ ویسے ابتدائی اندازے کے مطابق ان کی موت دل کی حرکت بند ہو جانے سے ہوئی ہے۔ کرنل واسطی مشہور شکاری اور سیاح تھے ابھی حال ہی میں افریقہ کی طویل سیاحت سے واپس آئے تھے۔ ان کے پسماندگان میں صرف ایک لڑکا ہے جو یہاں مقامی طور پر تجارت کرتا ہے۔ اس کے بیان کے مطابق کرنل واسطی جب سے اس سیاحت سے واپس آئے تھے بے حد پریشان اور خوفزدہ تھے۔ وہ جب سے آئے تھے زیادہ تر اپنے کمرے میں بند رہتے تھے اور ہر وقت پستول کو اپنے ساتھ رکھتے تھے جیسے انہیں کسی نادیدہ قوت سے جان

کا خوف ہو۔ ان کے بیٹے نے کئی بار ان سے ان کی موجودہ حالت کے متعلق پوچھا مگر وہ ٹال گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ ملک میں واپس آنے کے بعد وہ دو تین بار وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سے ملاقات کر چکے ہیں۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض دفتر میں بیٹھا بغور اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔ کرنل واسطی کی موت کی خبر اور پھر سر سلطان سے ان کی ملاقات کا حال پڑھ کر وہ چونک پڑا کیونکہ اسے یہ بلا اپنے گلے پڑتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ کرنل واسطی اور سر سلطان کے دیرینہ تعلقات سے وہ غافل نہ تھا اور پھر وہ اچانک چونک پڑا جب چپڑاسی نے اندر داخل ہو کر بتایا کہ صاحب آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ اس نے بے دلی سے اخبار میز پر رکھا اور پھر کیپ کو اچھی طرح سر پر جما کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سر عبدالرحمن کے دفتر کی طرف بڑھنے لگا۔ دروازے پر موجود چپڑاسی نے اسے سلام کیا اور پھر آگے بڑھ کر پردہ ہٹا دیا۔ فیاض اندر داخل ہوا۔ سر عبدالرحمن کسی فائل کے مطالعے میں مصروف تھے۔ انہوں نے چونک کر فیاض کو دیکھا اور پھر فیاض کے سلام کا جواب دے کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ فیاض خاموشی سے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ سر عبدالرحمن نے چند لمحوں بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر کے ایک طرف رکھی اور بغور فیاض کی طرف دیکھنے لگا۔ فیاض ان کی تیز نظروں سے گھبرا کر نظریں چرانے لگا۔

"فیاض تم اخبار میں کرنل واسطی کے متعلق پڑھ چکے ہو گے"۔

سر عبدالرحمن نے فیاض کو نظریں چراتے دیکھ کر کہا۔

"جی ہاں۔ جی ہاں ابھی پڑھا ہے جناب"...... فیاض نے گڑبڑا کر جواب دیا۔

"تو سنو۔ کرنل واسطی کا وجود حکومت کے لئے بے حد اہم تھا۔ اسے پراسرار طور پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ گو پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق اس کی موت دہشت اور خوف کی زیادتی سے حرکت قلب بند ہونا ظاہر کیا گیا ہے لیکن حکومت کے خیال میں یہ قتل کی واردات ہے اور معاملہ کچھ زیادہ ہی سنگین ہے۔ جتنا بظاہر نظر آرہا ہے اس لئے تمہیں اس کی موت کا راز حل کرنا ہے۔ وزارت داخلہ نے کیس کی اہمیت کے پیش نظر فوری احکام صادر کئے ہیں اور اب کیس پولیس سے لے کر ہمارے حوالے کر دیا گیا ہے۔ یہ اس کیس کی فائل ہے"...... سر عبدالرحمن نے وہی فائل جس کا وہ مطالعہ کر رہے تھے اٹھا کر فیاض کے سامنے رکھ دی۔

"تم نے پوری جانفشانی اور محنت سے اس کیس پر کام کرنا ہے۔ حکومت کو فوری طور پر قاتلوں کا پتہ چاہئے اس کے لئے اگر تم اس نالائق کی مدد بھی حاصل کرو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بہرحال کیس جلد از جلد مکمل ہونا چاہئے"...... سر عبدالرحمن نے طنزیہ لہجے میں کہا اور فیاض نے جھینپ کر نظریں جھکا لیں۔

"یہ فائل لے جاؤ اور ابھی سے اس کیس پر کام شروع کر دو۔ ہاں یہ سن لو میں ناکامی کی بات نہیں سنوں گا۔ یا تو قاتلوں کا پتہ چلا کر

میرے پاس آنا یا پھر اپنا استعفیٰ لے کر۔ میں تیسری بات نہیں سنوں گا"...... سر عبدالرحمن نے بات ختم کر دی۔

"بہت بہتر جناب۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا"...... فیاض نے فائل اٹھا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور سر عبدالرحمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فیاض فائل اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ خواہ مخواہ کی مصیبت گلے پڑی اور پھر آج تو سر عبدالرحمن نے عمران کے متعلق واضح طنز کی تھی اور فیاض اس بات پر دل ہی دل میں کھول رہا تھا۔ وہ فائل لئے اپنے آفس میں آکر بیٹھ گیا۔ اس نے فائل پڑھی لیکن اس میں اس سے زیادہ تفصیلات نہیں تھیں جتنی وہ پہلے اخبار میں پڑھ چکا تھا۔ اس نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ وہ یہ کیس عمران کی مدد کے بغیر حل کرے گا اور عبدالرحمن صاحب پر یہ ثابت کر دے گا کہ اس کے متعلق ان کا اندازہ غلط ہے۔ اس میں اتنی صلاحیتیں ہیں کہ وہ عمران کی مدد کے بغیر بھی کیس حل کر سکتا ہے۔ اس فیصلے سے اس کے ذہن پر پڑا ہوا بوجھ اٹھ گیا۔ اب وہ خوش و خرم تھا۔ اس نے فائل میں کرنل واسطی کی کوٹھی کا پتہ دیکھا اور پھر گھنٹی بجا دی۔ چند لمحوں بعد چپراسی اندر داخل ہوا۔

"انسپکٹر شاہد کو سلام بولو"...... فیاض نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا اور چپراسی سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد انسپکٹر شاہد کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے بڑے زوردار انداز میں سیلوٹ کیا اور فیاض خوش ہو گیا۔ اسے اس قسم کی فرمانبرداری ہمیشہ پسند آتی تھی۔

"بیٹھو بیٹھو"...... اس نے قدرے نرم لہجے میں انسپکٹر کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور انسپکٹر شاہد کرسی پر مسکراتا ہوا بیٹھ گیا۔ وہ بھی فیاض کی طبیعت کو سمجھتا تھا۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ اگر سیلوٹ زوردار نہ ہو تو کرسی پر بیٹھنا کبھی نصیب نہیں ہوتا۔

"انسپکٹر۔ یہ کرنل واسطی کے قتل کی فائل ہے۔ کیس ہمارے محکمے کو ٹرانسفر ہو چکا ہے اور باس کا حکم ہے کہ قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے اس لئے تم فائل پر ایک نظر ڈال لو اور پھر پوری ذہانت اور مستعدی سے کام کرو۔ میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا"...... فیاض کے لہجے میں تحکم کا عنصر بے حد نمایاں تھا۔

"بہتر سر۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ کیس جلد از جلد حل ہو جائے"...... انسپکٹر شاہد نے انکساری سے بھرپور لہجے میں جواب دیا اور پھر فائل کھول کر پڑھنے لگا۔ فائل پڑھنے کے بعد اس نے اسے دوبارہ بند کر کے بڑے ادب سے فیاض کے سامنے رکھ دی۔

"اب چلو کوٹھی چل کر موقع کا معائنہ کریں"...... فیاض نے کہا اور انسپکٹر شاہد اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ کرنل واسطی کی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ گیٹ پر ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ فیاض کی شکل دیکھ کر اس نے بڑی پھرتی سے سیلوٹ کیا۔

"پھاٹک کھولو"...... فیاض نے کہا اور سپاہی نے جلدی سے آگے بڑھ کر گیٹ کھول دیا۔ فیاض جیپ اندر لئے چلا گیا۔ پورچ میں

فیاض نے جیپ روکی اور پھر وہ اور انسپکٹر شاہد باہر نکل آئے۔ برآمدے میں موجود ایک سپاہی نے انہیں سیلوٹ کیا۔

"کرنل واسطی کی لاش کس کمرے میں پائی گئی ہے"...... فیاض نے رعب دار لہجے میں پوچھا۔

"چلیئے جناب میں دکھاتا ہوں"...... سپاہی نے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر اس کمرے کے سامنے پہنچ گیا۔ دروازے پر تالا پڑا ہوا تھا۔ سپاہی نے تالا کھولا اور پھر مؤدبانہ طور پر ایک طرف ہو گیا۔ یہ ایک خواب گاہ تھی۔ خاصی سجی سجائی پلنگ پر پولیس نے نشان بنائے تھے تاکہ لاش کی پوزیشن واضح ہو سکے۔ فیاض بغور ہر چیز کو دیکھتا رہا لیکن کمرے میں کوئی قابل ذکر بات نہیں تھی۔ نہ ہی کسی قسم کے نشانات موجود تھے۔ سپاہی بھی ان کے پیچھے کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔

"کیا یہ دروازہ کھلا ہوا تھا"...... فیاض نے سپاہی سے سوال کیا۔

"جی ہاں جناب۔ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا"...... سپاہی نے جواب دیا۔

"ہونہہ"...... فیاض خاموش ہو گیا۔

"انسپکٹر کمرے کی تلاشی لو"...... فیاض نے انسپکٹر شاہد کو حکم دیا تو انسپکٹر شاہد آگے بڑھا اور اس نے تمام کمرے کی تلاشی لے ڈالی لیکن کوئی بھی قابل ذکر چیز نہیں ملی۔

"کوٹھی میں کون کون رہتا ہے"...... فیاض نے پوچھا۔

"اس میں صرف کرنل واسطی اکیلے رہتے تھے۔ ان کا لڑکا اپنی علیحدہ کوٹھی میں بچوں سمیت رہتا ہے"...... سپاہی نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ کوئی ملازم بھی نہیں"...... فیاض نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ کرنل واسطی کوئی ملازم نہیں رکھتے تھے"۔ سپاہی نے جواب دیا۔

"چلو انسپکٹر واپس چلیں"...... فیاض نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گئے۔ فیاض سوچ رہا تھا کہ مسئلہ کافی پیچیدہ ہے کوئی سراغ بظاہر نظر نہیں آتا اب اس کا دل اس فیصلے پر ڈانواں ڈول ہو رہا تھا کہ وہ عمران کی مدد نہیں لے گا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کی مدد کے بغیر یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ادھر عبدالرحمن صاحب نے برطرفی کا الٹی میٹم بھی دے دیا تھا لیکن وہ اپنی شکست تسلیم کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر اس نے فیصلہ کیا کہ عمران سے ایک دفعہ مدد کے لئے کہے گا اگر وہ آسانی سے رضامند ہو گیا تو ٹھیک ورنہ زیادہ زور نہیں دے گا۔ اس فیصلے پر اس کا دل مطمئن ہو گیا۔ اس نے شاہد کو ڈراپ کیا اور جیپ عمران کے فلیٹ کی طرف موڑ دی۔

"کم ان"...... ایک رعب دار آواز گونجی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک سیاہ پوش اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر شخص کو سلام کیا۔

"کیا رپورٹ لائے ہو"...... صوفے پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"باس ابھی تک معاملہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ کرنل واسطی کا کیس انٹیلی جنس کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض اس پر تحقیق کر رہا ہے۔ ویسے حکومت اسے قتل کا کیس قرار دے رہی ہے"...... سیاہ پوش نے رپورٹ دی۔

"کس بنا پر"...... باس نے سوال کیا۔

"کوئی وجہ فی الحال ظاہر نہیں ہوئی۔ لیکن پتہ چلا ہے کہ وہ وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سے دو تین بار ملاقات کر چکے

ہیں اور اس نے انہیں کوئی منصوبہ بھی دیا ہے خزانے کے سلسلے میں۔ حکومت اس منصوبے کی بنا پر ان کی موت کو قتل قرار دے رہی ہے"...... سیاہ پوش نے جواب دیا۔

"ہونہہ"...... باس خاموش ہو گیا۔

"اس منصوبے کی تفصیلات کا علم ہوا ہے"...... باس نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"کوشش کی جا رہی ہے لیکن ابھی تک پوری تفصیلات کا علم نہیں ہوا۔ حکومت اسے ٹاپ سیکرٹ رکھ رہی ہے"...... سیاہ پوش نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ جتنی جلدی ہو سکے اس منصوبے کی تفصیلات کا علم ہونا چاہئے تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ کرنل واسطی نے کیا انکشاف کئے ہیں"...... باس نے کہا۔

"اوکے باس"...... سیاہ پوش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو"...... باس نے کہا اور سیاہ پوش سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ باس چند لمحے تو خاموش رہا پھر اس نے پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی سلسلہ مل گیا۔

"گولڈ مین سپیکنگ"...... باس نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ مارٹن سپیکنگ"...... دوسری طرف سے مارٹن کی

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... باس نے پوچھا۔

"باس انہوں نے یہاں کی ایک کوٹھی رانا ہاؤس میں ایک نیگرو کو دریافت کیا ہے اور پھر وہ اس کوٹھی میں داخل ہوئے۔ نیگرو نے ان میں سے ایک کو زخمی کر دیا لیکن پھر وہ ان کے ساتھ اپنی مرضی سے چلا گیا۔ اس وقت وہ کلیئن روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ میں موجود ہیں۔ وہ نیگرو بھی وہیں ہے۔ پھر وہاں ایک مقامی نوجوان بھی پہنچا ہے وہ سب اندر باتیں کر رہے تھے"...... مارٹن نے کہا۔

"تم نے معلوم کیا کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہیں"...... گولڈ مین نے پوچھا۔

"میں نے کوٹھی میں داخل ہونے کی بے حد کوشش کی مگر اندر داخل نہیں ہو سکا"...... مارٹن نے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"مارٹن یہ میں کیا سن رہا ہوں"...... گولڈ مین کے لہجے میں سانپ جیسی پھنکار تھی۔

"سر۔ سر۔ مم۔ میں"...... مارٹن ہکلا گیا۔ وہ بات بھی پوری نہ کر سکا۔

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ مجھے مکمل رپورٹ چاہئے کہ ان کے درمیان کیا کیا باتیں ہو رہی ہیں"...... گولڈ مین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے سر۔ میں ابھی اندر جاتا ہوں اور ہر قیمت پر آپ کو

رپورٹ پیش کروں گا"...... مارٹن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں"...... گولڈ مین نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ پورچ میں موجود کار کا دروازہ کھول کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر اس کی کار تیز رفتاری سے سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ جلد ہی وہ کلفٹن روڈ پر پہنچ گیا۔ کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ سے کافی دور اس نے کار ایک درخت کے نیچے روکی اور پھر اتر کر کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بالکل غیر متعلقہ انداز میں کوٹھی کے سامنے سے گزر گیا۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ اندر خاموشی طاری تھی۔ ویسے سامنے گیلری میں ایک نیگرو کی موجودگی کو وہ نظر انداز نہ کر سکا۔ کافی دور جا کر وہ ایک چھوٹی سی گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کی پشت کی طرف آ نکلا۔ اس نے دور سے ہی کوٹھی کی پشتی دیوار کے قریب ایک نیگرو کو دیکھ لیا۔ واقعی اس کوٹھی پر سخت پہرہ تھا لیکن مارٹن کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے وہ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو چکا ہے وہ اب رک کر نیگرو کو اپنے اوپر شک کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا اس لئے لاپرواہی سے اس کے پاس سے گزرتا چلا گیا۔ نیگرو نے اسے بڑے غور سے دیکھا لیکن کوئی حرکت نہیں کی۔ اور وہ وہاں سے گزر کر ایک اور گلی سے ہوتا ہوا دوبارہ سڑک پر پہنچ گیا۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ کیا اسے کوٹھی کے اندر داخل ہونا چاہئے یا نہیں۔ یہ ٹھیک تھا کہ مارٹن کوٹھی کے اندر پہنچ چکا ہے لیکن اب

یہاں کی صورت حال دیکھ کر اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ معاملہ اس کی امیدوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ مارٹن واقعی سخت خطرے میں تھا اور وہ ان کی گفتگو ہر صورت میں سننا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے کوٹھی کے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے لئے اس نے کوٹھی کے ساتھ والی کوٹھی کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا اور پھر وہ برابر والی کوٹھی میں داخل ہوا۔ دونوں کوٹھیوں کی درمیانی دیوار مشترکہ تھی۔ جس کوٹھی میں وہ داخل ہوا تھا وہاں باہر کوئی آدمی موجود نہیں تھا اس لئے وہ خاموشی سے دیوار پھاند گیا۔

عمران نے کار کلیٹن روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ کے گیٹ پر جا روکی۔ پھاٹک بند تھا۔ اس نے دو بار ہارن دیا تو پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور پھر جوزف کی شکل نظر آئی۔

"پھاٹک کھولو شب تار کی اولاد"...... عمران نے کار کی کھڑکی سے سر نکال کر کہا اور دوسرے لمحے پھاٹک بے آواز کھلتا چلا گیا۔ عمران کار اندر لے گیا۔ جوزف پھاٹک بند کر کے اس کے پیچھے چلا آیا۔ عمران نے کار پورچ میں جا روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ برآمدے میں ایک لمبا تڑنگا سڈول جسم والا حبشی موجود تھا۔ گو اس کے جسم پر سوٹ موجود تھا لیکن پہلی نظر میں صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ تکلف اسے بہت گراں گزر رہا ہے۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کی چمک نمایاں تھی۔

"ام۔آن"...... اس نے عمران کو دیکھتے ہی اٹک اٹک کر کہا۔

"ایک بار پھر کہو دوست۔ آج پہلی بار اپنا صحیح نام سنا ہے"...... عمران اسے بھی چھیڑنے سے باز نہ آیا لیکن حبشی خاموش رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ عمران کی بات سمجھ ہی نہ سکا ہو۔ اتنے میں جوزف لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا قریب پہنچ گیا۔

"باس آپ گریٹ ہیں"...... جوزف نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"جوزف پانچ سو ڈنڈ فوراً"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور جوزف کے چہرے پر زردی چھا گئی۔

"بب۔ بب۔ باس فار گاڈ"...... جوزف کی ساری خوشی خاک میں مل گئی۔ اسے شاید ہم وطنوں کے سامنے یہ سزا گراں گزر رہی تھی۔

"اچھا معاف کیا۔ اب بتاؤ چکر کیا ہے"...... عمران بھی شاید موڈ میں تھا اس لئے اس نے فوراً معافی دے دی۔

"باس۔ باس گڈ باس۔ تھینک یو باس"...... جوزف ایک دم خوش ہو گیا۔ بے پناہ خوشی کے اظہار کے لئے شاید اسے کوئی فقرہ نہیں سوجھ رہا تھا۔ اتنے میں کوٹھی کے اندر سے ایک لحیم شحیم حبشی باہر نکل آیا۔ اس کے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"ہیلو مسٹر عمران۔ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے تکلیف فرمائی"...... نیگرو نے بڑی فصیح انگریزی میں کہا۔

"تکلیف۔ یعنی مجھے تکلیف ہوئی۔ اوہ پھر تو مجھے ابھی ڈاکٹر سے

مشورہ کرنا چاہئے کہیں تکلیف بڑھ نہ جائے ورنہ میں بے موت مارا جاؤں گا"....... عمران ایک دم گھبرا گیا جیسے واقعی وہ بے پناہ تکلیف محسوس کر رہا ہو۔ نیگرو کے چہرے پر تعجب کے بے پناہ اثرات پھیل گئے۔ وہ شاید عمران کی ٹائپ نہ سمجھ سکا تھا۔

"مم۔ مگر میں نے تو اخلاقاً کہا تھا ورنہ"....... اس نے بوکھلا کر کہا۔

"اخلاقی تکلیف۔ اوہ پھر تو معاملہ بہت سیریس ہے۔ اخلاقی تکلیف تو آدمی کو بداخلاق کر دیتی ہے۔ اوہ میرے خدا۔ جوزف سرکنڈوں پر منڈلانے والی روح تیرے سر پر طبلہ بجائے۔ تو نے مجھے کہاں پھنسا دیا"....... عمران کی اداکاری بے داغ تھی۔

"بب۔ باس میری بات سنیئے۔ مذاق نہ کیجئے بڑا سیریس معاملہ ہے"....... جوزف نے عمران کے بے وقت مذاق سے گھبرا کر کہا۔

"ارے مجھے اخلاقی تکلیف ہو رہی ہے تو کہہ رہا ہے مذاق کر رہا ہوں۔ پوچھ لو اپنے بھائی سے وہی تو کہہ رہے ہیں"....... عمران نے جوزف پر آنکھیں نکالیں۔

"آپ چلیئے اندر مجھ سے غلطی ہوئی۔ مجھے واقعی تکلیف کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے تھا"....... نیگرو نے جان چھڑانے کے لئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا چلو غلطی ہو گئی تب ٹھیک ہے۔ انسان غلطی کا پتلا ہے"....... عمران نے فراخدلی سے معاف کر دیا۔ اب وہ بھی بوریت

محسوس کرنے لگا تھا۔ جوزف اور نیگرو عمران کو لے کر اندر کمرے میں آ گئے۔

"تشریف رکھیئے جناب"....... نیگرو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے بیٹھنے کے لئے کہا۔ عمران خاموشی سے بیٹھ گیا۔ یہ کوٹھی کا ڈرائنگ روم تھا۔

"کیا قصہ ہے جوزف"....... عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

"باس ان کا نام چوگاشے ہے یہ افریقہ کے وسط میں گھنے جنگلوں کے اندر رہنے والے ایک وحشی قبیلے انگانا کے سردار ہیں۔ انگانا قبیلہ آدم خور ہے اور یہ قبیلہ اپنی وحشت و بربریت کے لئے پورے افریقہ میں مشہور ہے"....... جوزف نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ آدم خور بھائی مجھے تو معاف کر دو۔ میرا گوشت تو سخت کڑوا ہے۔ بدذائقہ ہے"....... عمران نے لرزتے ہوئے چوگاشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور چوگاشے بے اختیار ہنس پڑا۔ ویسے اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے جیسے اسے الجھن ہو رہی ہو کہ جس آدمی کی جوزف نے اتنی تعریفیں کی تھیں کیا یہ شخص واقعی ہی ایسا ہے۔ عمران کے چہرے پر حماقتوں کی دبیز تہیں چھائی ہوئی تھیں اور اس وقت تو خوف سے اس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔

"باس۔ فار گاڈ سنجیدگی سے بات سن لو۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے"۔ جوزف عمران کی اداکاری سے جھنجلا گیا۔ وہ چوگاشے کی حالت سمجھ رہا تھا اور اسے سخت شرمندگی ہو رہی تھی۔ ویسے وہ انہیں عمران کے

مسخرہ پن کے متعلق کافی کچھ بتا چکا تھا۔

"مگر جوزف۔ آدم خور۔ باپ رے باپ"....... عمران نے خوفزدہ نظروں سے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"موسیو چوگاشے آدم خور نہیں ہیں باس اس لئے آپ خوفزدہ ہونے کی اداکاری ختم کر دیں۔ جوزف نے جواب دیا۔

"اچھا۔ اچھا چلو خوشی ہوئی سن کر"....... عمران نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی جیسے اس کی جان بچ گئی ہو۔

"موسیو چوگاشے کے والد جب سردار تھے تو ایک پادری وہاں اتفاق سے جا پہنچا۔ ان کا قبیلہ اپنی روایات کے مطابق انہیں انکانا دیوی کی بھینٹ چڑھانے لگا لیکن اس کی خوش قسمتی سے اس دن شدید طوفان آیا اور جنگل کو آگ لگ گئی۔ یہ قبیلہ آگ سے بے حد ڈرتا ہے اس لئے قبیلے نے اس پادری کو دیوتاؤں کا منظور نظر سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہ پادری وہیں رہ پڑا۔ آہستہ آہستہ اس نے موسیو چوگاشے کے والد کو تہذیب اور انسانیت کا درس دینا شروع کر دیا۔ موسیو چوگاشے کے والد بے حد سمجھ دار انسان تھے۔ ان پر پادری کی تعلیمات کا اچھا اثر ہوا۔ پادری جب واپس جانے لگا تو اس کے بے حد اصرار پر موسیو چوگاشے کے والد نے موسیو چوگاشے کو ان کے ساتھ تعلیم و تربیت کے لئے بھیج دیا اس طرح موسیو چوگاشے نے وحشی قبیلے کے سردار ہونے کے باوجود مہذب معاشرے میں پرورش پائی۔ ایک سال پہلے انہیں اطلاع ملی کہ ان کے والد فوت ہو گئے ہیں اور

سرداری پر ان کے چچا نے قبضہ کر لیا ہے اور ان کے خاندان پر ظلم ڈھا رہا ہے تو یہ واپس گئے لیکن وہاں کے حالات بدل چکے تھے۔ قبیلہ پہلے سے زیادہ وحشی اور آدم خور ہو چکا تھا لیکن اس کے سردار بدل چکے تھے۔ وہاں سفید فام گھس آئے تھے۔ انہوں نے چند شعبدے دکھلا کر قبیلے کو مرعوب کر لیا تھا۔ ان کا چچا ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن چکا تھا۔ اصلی سردار وہی سفید فام تھے۔ چونکہ اب موسیو چوگاشے اصل سردار تھے اس لئے پہلے پہل تو انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا لیکن ایک رات انہوں نے وہاں کے سفید فاموں کی گفتگو سن لی۔ اس سے ان پر یہ راز منکشف ہوا کہ وہاں کسی جگہ انکانا قبیلہ کا آبائی خزانہ مدفون ہے۔ جس جگہ ان کا آبائی خزانہ مدفون ہے وہاں یورینیم کے ذخائر ہیں۔ یہ سفید فام وہاں سے یورینیم نکالنا چاہتے ہیں اور انہوں نے وہاں مشینری بھی خفیہ طور پر فٹ کر لی ہے۔ اسکے ساتھ ہی چونکہ انہیں موسیو چوگاشے سے خطرہ تھا کہ یہ پڑھے لکھے ہیں یہ یورینیم کے بارے میں جانتے ہوں گے تو وہ انہیں جان سے مارنے کی سازش کر رہے تھے۔ یہ وہاں سے روپوش ہو گئے لیکن سفید فاموں کے نمائندے ان کے پیچھے لگے رہے۔ اب آپ چھپتے چھپاتے یہاں پہنچ گئے لیکن وہ لوگ ان کے پیچھے یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ ان پر دو تین بار قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے پھر ان کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔ ہمارا قبیلہ چونکہ ان کے قبیلے کا ہمسایہ اور دوست تھا اس لئے موسیو چوگاشے اور میں بچپن کے ساتھی اور دوست ہیں اور پھر موسیو چوگاشے پادری کے

ساتھ چلے گئے اور اب میں بھی وہاں سے نکل کر مہذب معاشرے میں پہنچ گیا اس لئے جونہی ان کی نظر مجھ پر پڑی یہ رات کو مجھے ملنے کے لئے آئے۔ میں نے انہیں کچھ اور سمجھ کر ان پر گولی چلا دی لیکن پھر پہچان لینے کے بعد میں ان کے ساتھ چلا آیا۔ اب یہ آپ سے مدد چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے آپ کی طرف سے وعدہ کر لیا ہے"...... جوزف مکمل رپورٹ دینے کے بعد خاموش ہو گیا۔

"کیسی مدد"...... عمران جو یہ رام کہانی سن رہا تھا فوراً بولا کیونکہ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ اس سارے قصے میں اس کی کہاں ضرورت پڑ گئی ہے۔

"میں بتاتا ہوں موسیو عمران۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے قبیلے کو مہذب اور تہذیب یافتہ بناؤں۔ انہیں انسانیت کا درس دوں لیکن یہ سفید فام مجھے وہاں ٹھہرنے نہیں دیتے۔ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تاکہ قبیلہ بدستور وحشی اور آدم خور رہے۔ تاکہ کوئی اور پارٹی یورینیم اور اس خزانے کے لئے ادھر کا رخ نہ کرے اور وہ اطمینان سے یورینیم وہاں سے نکالتے رہیں۔ اب وہ مجھے ہر قیمت پر قتل کرنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں"...... عمران نے چوگاشے کی بات درمیان میں کاٹ دی۔

"آپ چاہتے ہوں گے"...... عمران یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف اور چوگاشے حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے عمران نے جھپٹ کر سائیڈ کے دروازے کو جھٹکے سے کھول دیا۔ ایک سفید

فام اندر آ گرا۔ وہ شاید اس دروازے کے ساتھ کان لگائے باتیں سن رہا تھا۔ اچانک جھٹکے کی وجہ سے وہ سنبھل نہ سکا۔ جوزف اور چوگاشے حیرت زدہ رہ گئے۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص ان کے نزدیک کھڑا ان کی باتیں سن رہا ہو گا۔ غیر ملکی اندر گرتے ہی پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جوزف تمہارے بازوؤں کو زنگ لگ چکا ہے شاید"۔ عمران نے ہانک لگائی اور جوزف جو ششدر کھڑا غیر ملکی کو دیکھ رہا تھا عمران کی بات سنتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ دوسرے لمحے وہ جھپٹ کر غیر ملکی کے مقابل آ گیا۔

"تیار ہو جاؤ سفید کتے۔ آج میں باس کو اپنے جوہر دکھاتا ہوں"...... جوزف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"آؤ موسیو چوگاشے ہم دونوں بیٹھ کر گپیں ماریں"...... عمران نے چوگاشے سے مخاطب ہو کر کہا اور چوگاشے چونک پڑا۔ ادھر جوزف اور غیر ملکی آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو کینہ توز نظروں سے گھور رہے تھے۔ دوسرے لمحے جوزف نے فلائنگ کک غیر ملکی کے سینے پر ماری لیکن غیر ملکی پھرتیلا تھا وہ انتہائی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا اور جوزف اڑتا ہوا سامنے دیوار کے قریب جا گرا۔ دوسرے لمحے غیر ملکی نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ سیدھا جوزف سے ٹکرایا مگر جوزف کا غصہ اب اپنی آخری سطح کو چھو رہا تھا۔ چوگاشے اور عمران کے سامنے اس کی زبردست توہین ہوئی تھی۔ جوزف نے اسے

حقیر کھلونے کی طرح دوسری طرف اچھال دیا۔ اب وہ دونوں ایک
بار پھر آمنے سامنے تھے۔

"جوزف میں آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوں بے فکر رہو"...... عمر[illegible] کہا۔
جو صوفے پر بیٹھا تھا بول پڑا اور پھر جوزف نے اچانک پینترا بدلا [illegible]
غیر ملکی کی کراہ سے کمرہ گونج اٹھا۔ جوزف نے بڑا خوبصورت ڈاج [illegible]
تھا۔ ایک زور دار لفٹ ہک غیر ملکی کے جبڑے کو سہلا چکا تھا اور [illegible]
جوزف پر دیوانگی کا دورہ پڑ گیا۔ غیر ملکی نے بچنے کی بے حد کوشش [illegible]
تھی مگر جوزف کے پرزور حملوں نے اسے چند لمحوں میں بے دم کر [illegible]
تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کی ایک آنکھ ا[illegible]
جگہ چھوڑ چکی تھی۔ جوزف تو بجلی بنا ہوا تھا اور پھر ایک زور دار [illegible]
نے مقابل کو دو فٹ اونچا اچھال دیا۔ پھر وہ مردہ چھپکلی کی طرح [illegible]
فرش پر گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ جوزف نے بوٹ کی زور دار [illegible]
ٹھوکر اس کے جبڑے پر رسید کی۔

"بس۔ بس جوزف کھیل ختم"...... عمران نے جوزف کو روکا [illegible]
جوزف نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو روکا۔ وحشت اور غصے کی ا[illegible]
سے اس کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ ہو گیا تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر لمبے [illegible]
سانس لینے لگا۔ عمران نے اٹھ کر دروازہ بولٹ کیا اور پھر دوبا[illegible]
صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ چوگاشے خاموش بیٹھا یہ سب تماشا دیکھ [illegible]
تھا۔

"ہاں تو موسیو چوگاشے آپ کیا چاہتے ہیں"...... عمران نے ا[illegible]

[illegible] کو یوں نظرانداز کر دیا جیسے اس کا وجود ہی نہ ہو۔
"مگر یہ آدمی"...... چوگاشے نے اس غیر ملکی کی طرف دیکھتے

"اسے چھوڑو مجھے کمزور آدمیوں سے کوئی ہمدردی نہیں"۔ عمران
[illegible] سنجیدگی سے کہا اور چوگاشے کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ اس نے شاید
[illegible] کے فقرہ کو اپنے اوپر چوٹ سمجھا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے موسیو عمران۔ میں انکانا قبیلے کا سردار
[illegible] میں نے جان بوجھ کر اس لڑائی میں دخل نہیں دیا"۔ چوگاشے

"اوہ آپ غلط سمجھے ہیں۔ آپ کے متعلق نہیں کہہ رہا تھا"۔
[illegible] نے سنجیدگی سے کہا۔

"جوزف تم باہر جا کر خود نگرانی کرو۔ ہو سکتا ہے اس کا کوئی اور
ساتھی بھی ہو"...... عمران نے جوزف کو حکم دیا اور جوزف خاموشی
[illegible] دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"اب بتلایئے لیکن یہ یاد رکھیئے کہ میرا وقت بہت قیمتی ہے"۔
[illegible] اس خواہ مخواہ کی چکر بازی سے بور ہو چکا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ موسیو عمران کہ آپ ان سفید فاموں کو وہاں
[illegible] بھگا دیں اور میں قبیلے کا سردار بن جاؤں"...... چوگاشے نے کہا۔

"لیکن مجھے کیا تکلیف ہوئی ہے کہ میں اس چکر میں پھنسوں"۔
[illegible] نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ وہ یورینیم وہاں سے نکال کر اپنے ملک میں لے آئیں۔ کے ساتھ ہی میں آبائی خزانے سے بھی آپ کو حصہ دوں گا جو ار ڈالر کا بھی ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ بھی"...... چوگاشے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"مگر میں تو قلندر آدمی ہوں مجھے اربوں ڈالر سے کیا تعلق۔ دیتا ہے میں کھاتا ہوں۔ رہا یورینیم تو میرے ملک نے اس کا ڈالنا ہے"...... عمران نے ناگواری سے کہا۔

"بہرحال سوچ لیں یہ میری آخری آفر ہے۔ میرے پاس اس زیادہ کچھ نہیں"...... چوگاشے نے مایوسی سے جواب دیا۔

"اچھا بہتر ہے۔ میں دیکھوں گا کہ میں کیا کر سکتا ہوں"۔ عمر نے جواب دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر اسی لمحے ایک شعلہ سا لپکا چوگاشے کے حلق سے زوردار چیخ بلند ہوئی اور فرش پر گر کر تڑپنے لگ سائیلنسر لگے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی اس کی کمر میں گھس گئی تھی عمران پھرتی سے مڑا اور پھر اسے سامنے والے روشندان سے ایک سائے کی جھلک سی محسوس ہوئی۔ اس نے جھپٹ کر دروازہ کھولا باہر نکل آیا۔ دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف لپکا اور ایک گولی اس کے کان کے قریب سے ہوتی ہوئی گزر گئی۔

"میں عمران ہوں۔ چوگاشے کو قتل کر دیا گیا ہے۔ دوڑو قا اوپر چھت پر ہے"...... عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے جوزف کی حیرت بھری آواز آئی۔ پھر جوزف چیخ چیخ کر افریقی زبان میں بو

شاید وہ دوسرے نیگروؤں کو صورت حال بتا رہا تھا۔ پھر پوری نمی میں بھگدڑ مچ گئی۔ جوزف لپک کر عمران کے پیچھے بھاگا اور پھر دونوں سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے۔ جلد ہی وہ دونوں چھت پر پہنچ گئے ر اسی لمحے انہیں پائیں باغ میں گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں ر پھر جیسے ہی انہوں نے چھت کی منڈھیر سے جھانکا ایک سایہ ان کے سامنے ہی بندر کی طرح دیوار کی دوسری طرف کودتا دکھائی دیا۔ عمران نے پھرتی سے فائر کیا۔ فائر خالی گیا اور وہ سایہ بچ گیا تھا۔

"چلو نیچے چلیں"...... عمران نے ریوالور جیب میں ڈالا اور ہاتھ جھاڑتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ جوزف اس کے پیچھے تھا۔ کمرے میں چوگاشے کی لاش پڑی ہوئی تھی اس کے جسم سے خون بہہ کر اردگرد پھیل گیا تھا۔

"اب جنت میں حوروں کا سردار ہی بنے گا۔ یہاں کے کام کا تو نہیں رہا"...... عمران نے افسردہ لہجے میں کہا۔ چند لمحوں بعد تین نیگرو بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور پھر ایک جھٹکے سے رک گئے۔

"میں جا رہا ہوں جوزف تم یہاں سے فارغ ہو کر فلیٹ پر آ جانا"...... عمران نے جوزف سے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار واپس فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی مگر اس کے ذہن میں انکانا قبیلہ اور یورینیم گھوم رہا تھا۔

رحمانی اپنے کمرے میں ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"سر آپ کو صاحب یاد فرما رہے ہیں"...... چپڑاسی نے کمرے میں داخل ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا"...... رحمانی نے فائل سے سر اٹھا کر جواب دیا اور چپڑاسی باہر نکل گیا۔ رحمانی نے زیر مطالعہ فائل کو میز کی دراز میں رکھا، دراز کو مقفل کیا اور پھر کمرے پر ایک طائرانہ نظر ڈالتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ باہر بیٹھا ہوا چپڑاسی مؤدبانہ طور پر اٹھ کھڑا ہوا۔ رحمانی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑا چپڑاسی جو ابھی وہیں کھڑا تھا برق جیسی تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے اندر داخل ہو کر ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ لپک کر مسٹر رحمانی کی آفس ٹیبل کی طرف بڑھا۔ اس نے میز کی ٹاپ کے

لگا ہوا سرخ بٹن آف کر دیا اور پھر انتہائی تیزی سے ایک ...رے کی طرف لپکا۔ دروازے پر لگے ہوئے ہینڈل کو اس نے دو تین بار مخصوص طریقے سے مروڑا۔ جیب سے ایک چابی نکال کر ہینڈل کے نیچے بنے ہوئے سوراخ میں ڈالی۔ دوبارہ اسے گھماتے ہی ایک ہلکی سی کھٹک کی آواز آئی اور پھر ہینڈل گھماتے ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر ایک کافی بڑا ہال تھا جس میں الماریاں ہی الماریاں بنی ہوئی تھیں۔ ہر الماری پر سرخ رنگ سے صرف نمبر پڑے ہوئے تھے۔ چپڑاسی بیس نمبر کی الماری کی طرف بڑھا اور پھر اس نے الماری کی سائیڈ میں ایک جگہ کو اپنے انگوٹھے سے دبایا۔ پھر جیب سے وہی چابی نکال کر اس کے آٹومیٹک تالے میں ڈال دی۔ جلد ہی الماری کھل گئی۔ الماری میں موٹی موٹی فائلیں بڑی ترتیب سے چنی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک سبز رنگ کی فائل نکال لی۔ فائل کھول کر دیکھی اس میں دس بارہ کاغذ تھے۔ اس نے تیزی سے وہ کاغذ اس میں سے کھینچ لئے اور فائل دوبارہ اندر رکھ کر الماری بند کر دی۔ تالا بند کیا اور دوبارہ اسی جگہ کو انگوٹھے سے دبا دیا۔ تقریباً بھاگتا ہوا وہ دوبارہ دروازے کے پاس آیا۔ باہر نکل کر اس نے دوبارہ دروازہ بند کیا۔ جیب سے چابی نکال کر اس نے مخصوص انداز میں گھمائی۔ ہلکی سی کھٹک کی آواز سے تالا بند ہو چکا تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے میز کی ٹاپ کے نیچے لگا ہوا بٹن آن کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس سارے عمل میں اسے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ لگے

ہوں گے۔اس نے ہر کام بے حد پھرتی اور تیزی سے کیا تھا۔ باہر نکل کر اس نے اطمینان کا ایک سانس لیا۔ برآمدہ خالی تھا۔اس نے جیب سے وہ کاغذ نکالے اور پھر چابی بھی۔ دونوں قریب ہی لٹکی ہوئی ردی ڈالنے کی ٹوکری میں ڈال دیئے اور خود دروازے کے قریب پڑے ہوئے سٹول پر بیٹھ گیا۔اسی لمحے موڑ مڑ کر رحمانی صاحب بھی واپس آتے نظر آئے۔ رحمانی صاحب کو قریب آتا دیکھ کر وہ مؤدبانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔اس نے آگے بڑھ کر دروازے پر پڑا ہوا پردہ اٹھایا اور رحمانی صاحب سر ہلاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔اس نے پردہ چھوڑ دیا اور دوبارہ سٹول پر بیٹھ گیا۔ پھر ایک جمعدار برآمدے میں نظر آیا۔اس کے پاس ردی اکٹھا کرنے کا خاصا بڑا بیگ تھا۔ برآمدے میں لگی ہوئی ردی کی ٹوکریوں سے وہ کاغذ نکال نکال کر اس بیگ میں ڈالتا جاتا تھا۔ وہ جیسے ہی قریب آیا اس نے چپڑاسی کو بغور دیکھا اور چپڑاسی نے اسے آنکھ مار دی۔ وہ مسکراتا ہوا اس ردی کی ٹوکری کی طرف بڑھ گیا جس میں چپڑاسی نے وہ کاغذات اور چابی ڈالی تھی۔اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ٹوکری سے وہ کاغذات اور چابی نکال لی۔ ان دونوں چیزوں کو بجائے بیگ میں ڈالنے کے اس نے اپنی جیبوں میں ڈال لیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جلد ہی وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ چپڑاسی دوبارہ سٹول پر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے گہرے اثرات تھے۔اسی لمحے دروازے پر لگی ہوئی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ وہ پھرتی سے اٹھا اور پھر کمرے میں

خل ہو گیا۔

"یہ فائل دوسرے آفس میں دے آؤ"...... رحمانی صاحب نے ایک فائل اور رسید بک اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔اس نے وہ فائل اور دستخطوں والی کتاب اٹھائی اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب وہ مختلف برآمدوں سے گزر رہا تھا۔ پھر ایک موڑ مڑ کر وہ صدر دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں دروازے پر موجود مسلح سپاہی اس جمعدار کے بیگ کی تلاشی لے رہا تھا جو ردی اکٹھی کرتا پھر رہا تھا۔ ایک ایک کاغذ بغور دیکھا جا رہا تھا۔ جمعدار خاموشی سے کھڑا تھا۔اسے قریب آتا دیکھ کر سپاہی نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

"کہاں جا رہے ہو سراج"...... سپاہی نے چپڑاسی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یہ فائل دوسرے آفس میں دینی ہے"...... سراج نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سپاہی نے ساتھ پڑے ہوئے رجسٹر پر اس کا نام اور وقت کا اندراج کیا۔ فائل دیکھ کر اس کے نمبر درج کئے اور گیٹ کھول دیا۔

"کیا دیکھ رہے ہو سنتری جی، جانے بھی دو ردی کاغذات ہیں"...... سراج چپڑاسی نے مسکراتے ہوئے جمعدار کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا کریں بھائی ضابطے کی کارروائی تو کرنی ہی پڑتی ہے"۔ اچھا

جاؤ تم"...... اس نے سراج کو جواب دے کر جمعدار سے کہا اور جمعدار بیگ اٹھا کر باہر نکل گیا۔ دونوں اکٹھے ہی گیٹ سے باہر نکلے اور پھر دائیں طرف مڑ گئے۔

"جلدی چھٹکارا ہو گیا"...... جمعدار نے انگریزی میں پوچھا۔

"ہاں اتفاق سے رحمانی نے ایک فائل دوسرے آفس کو بھجوا دی ہے"...... چپڑاسی نے انگریزی میں جواب دیا۔ اب وہ آفس سے کافی فاصلے پر پہنچ گئے تھے۔ پھر ایک سیاہ رنگ کی کار ان کے قریب آ کر رکی۔

"کام ہو گیا برنارڈ"...... ڈرائیور جو غیر ملکی تھا نے چپڑاسی سے پوچھا۔

"ہاں"...... چپڑاسی نے جسے برنارڈ کے نام سے پکارا گیا تھا جواب دیا۔

"بیٹھو"...... ڈرائیور نے کہا اور پھر کار کا پچھلا دروازہ کھول کر چپڑاسی اور جمعدار دونوں اندر گھس گئے اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران جب فلیٹ میں داخل ہوا تو سامنے ہی ڈرائنگ روم میں فیاض کو بیٹھے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی لہرائی۔

"ہیلو سوپر فیاض بڑے دنوں بعد نظر آئے۔ میں بھی آج سوچ رہا تھا کہ تمہارے پاس آؤں۔ یار کیا کروں بڑا قرض چڑھ گیا ہے۔ بال بال سود خور پٹھان کے قرضے میں جکڑا ہوا ہے اور اب وہ روزانہ دروازے پر آ بیٹھتا ہے"...... عمران نے قریب پہنچ کر زبردستی مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"جب بھی میں آتا ہوں تم قرضے کی بھیرویں سنانی شروع کر دیتے ہو۔ کیا میں نے بنک کھولا ہوا ہے کہ ہر بار تمہیں رقم دیتا رہوں"۔ فیاض نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یار ناراض کیوں ہوتے ہو۔ اگر بھیرویں پسند نہیں تو ٹھمری، راگ ملہار، دیپک راگ، دادرا، جو کہو سنا سکتا ہوں البتہ وہ سود خور

پٹھان"...... عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"جہنم میں جائے۔ میرے پاس کوئی پیسہ نہیں۔ میرے لئے تو تم سود خور پٹھان بنے ہوئے ہو"...... فیاض بھی اکڑ گیا۔

"سلیمان ارے سلیمان"...... عمران نے سلیمان کو زور زور سے پکارنا شروع کیا اور خلاف معمول جلد ہی سلیمان کی صورت نظر آ گئی۔

"کیا بات ہے صاحب۔ نہ دودھ ہے۔ نہ پتی۔ نہ چینی۔ کچھ بھی نہیں ہے اس لئے چائے نہیں بن سکتی"...... سلیمان نے آتے ہی اپنا راگ الاپنا شروع کر دیا۔

"ارے سلیمان وہ جو پانچ ہزار روپیہ قرضہ ہے نا وہ اپنے سوپر فیاض صاحب ادا کر رہے ہیں۔ اللہ مسبب الاسباب ہے میں نے کہا نہیں تھا کہ تہجد کی نماز پڑھ کر دعا مانگنا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے قرضہ اتارنے کے لئے کسی فرشتے کو بھیج دیں گے"...... عمران نے سلیمان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"مگر میں تو"...... فیاض نے اس کی بات کاٹنی چاہی۔

"اب چائے بھی لے آ۔ اب یہ سچ مچ کے فرشتے تو نہیں جو چائے نہیں پیتے۔ آب کوثر پر ہی گزارا کر لیں گے"...... عمران نے فیاض کی بات کاٹ کر کہا۔

"ابھی لایا صاحب"...... سلیمان نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں پکے سور ہو۔ اب کہاں سے چائے پتی اور دودھ آ گیا"...... فیاض بے بسی سے ہنس پڑا۔

"صاحب فرشتوں کے لئے تو ہر چیز حاضر ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ فیاض مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے میرے سر سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔ واقعی قرضہ بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے"...... عمران نے کھیسیں نکالتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں کب تمہیں رقم دے رہا ہوں۔ تنخواہ سے میرا اپنا گزارہ مشکل سے ہوتا ہے"...... فیاض نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"گولڈن کلب کے تہہ خانے سے آنے والی رقم کون سی تجوری میں رکھتے ہو فیاض دی گریٹ"...... عمران نے بڑے رازدارانہ انداز میں پوچھا اور فیاض اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"مم مگر تمہیں کیسے معلوم"...... اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"اللہ والوں سے فرشتوں کی سرگرمیاں پوشیدہ نہیں رہتیں"۔ عمران نے بڑے بزرگانہ انداز میں جواب دیا اور فیاض نے پھرتی سے جیب سے بھاری بٹوا نکالا اور پھر سو، سو کے نوٹ عمران کے سامنے ڈال دیئے۔

"تم بے حد خطرناک آدمی ہو۔ اب تمہیں ہتھکڑیاں لگانی ہی پڑیں گی"...... اس نے بٹوہ جیب میں واپس رکھتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ فیاض صاحب۔ سمجھ لو میں تو گولڈن کلب کے متعلق کچھ جانتا ہی نہیں"...... عمران نے نوٹ ہاتھ میں پکڑ کر

مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض جھینپ گیا۔ اسی وقت سلیمان چائے کی ٹرے لئے اندر داخل ہوا۔

"یہ نوٹ رکھ لو سلیمان وہ سود خور پٹھان آئے تو اس کی ناک پر مار دینا"...... عمران نے وہ نوٹ سلیمان کو دیتے ہوئے کہا اور سلیمان نے لاپرواہی سے نوٹ لے کر جیب میں ڈال لئے۔ فیاض بے بسی سے دیکھتا رہ گیا سلیمان کے واپس جانے کے بعد عمران نے چائے کی دو پیالیاں بنائیں اور ایک پیالی فیاض کے سامنے رکھ دی۔

"ہاں اب بتلاؤ فیاض کیسے گزر رہی ہے آج کل"...... عمران نے چائے کی پیالی سے چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"تم کرنل واسطی کو جانتے ہو"...... فیاض فوراً موضوع پر آ گیا۔

"کون کرنل واسطی۔ جو بازار میں سرمہ، ہیرا پھیری بیچا کرتا تھا"...... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"بکو مت۔ تم کرنل واسطی کو ضرور جانتے ہو گے۔ جو مشہور شکاری اور سیاح ہے"...... فیاض نے جھنجھلا کر جواب دیا۔

"تو کیا ہوا اسے۔ کیا اس نے چار انچ کا شیر شکار کر لیا ہے یا کوئی نیا براعظم دریافت کر لیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"وہ قتل ہو گیا ہے"...... فیاض نے جیسے زوردار انکشاف کیا۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا بخشے بڑا نیک آدمی تھا۔ سارے شہر میں اس نے کنوئیں۔ سرائیں۔ مسجدیں بنوائی تھیں مگر ایک بات

ہے اس کے بنائے ہوئے کنوؤں سے پانی آج تک نکلا ہی نہیں۔ سراؤں کا کرایہ بہت زیادہ چارج کرتا تھا اور مسجدوں کا تم جانتے ہو آج کل کیا حال ہے"...... عمران کی باتوں کا چرخہ چل پڑا۔

"تم بات تو سنتے ہی نہیں، اپنی بھیرویں شروع کر دیتے ہو"۔ فیاض کا پارہ چڑھنا شروع ہو گیا۔

"کیا بات ہے فیاض۔ کیا ریڈیو پر تو ملازمت نہیں شروع کر دی بھیرویں بڑی یاد آ رہی ہے آج کل"...... عمران نے اس لہجے میں پوچھا جیسے ریڈیو میں ملازمت کرنے والوں سے اسے حد درجہ ہمدردی ہو۔

"تم سے تو بات کرنا مصیبت ہے۔ ادھر تمہارے والد بزرگوار تسمہ پا کی طرح جان سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے طعنے دینے پر کمر باندھ لی ہے"...... فیاض نے بیزاری سے جواب دیا۔

"کمر باندھ لی ہے۔ چلو اچھا ہوا ہے آج کل ان کی کمر کا گھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔ اب سمارٹ ہو جائیں گے۔ تم بھی سو پر کمر باندھنا شروع کر دو۔ بڑی اچھی ورزش ہے۔ کیا خیال ہے"...... عمران نے اسے مشورہ دے ڈالا۔

"تمہاری ایسی کی تیسی۔ بات سنتے نہیں۔ بکواس کئے جا رہے ہو۔ میں کہتا ہوں کرنل واسطی قتل ہو گیا ہے اور تمہارے والد نے مجھے برطرف کرنے کی دھمکی دے ڈالی ہے اگر یہ کیس حل نہ ہوا تو میری نوکری خطرے میں ہے"...... فیاض کا غصہ اب آخری ڈگری

تک پہنچ گیا تھا۔

"کتنے دولت کا خطرہ ہے"...... عمران نے بڑی معصومیت ۔ پوچھا اور فیاض کے منہ سے غصے سے جھاگ نکل پڑی۔

"میں تم سے سمجھ لوں گا۔ تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو۔ اگر ت ہی تمہیں ہتھکڑیاں نہ لگائیں تو میرا نام فیاض نہیں"...... فیاض غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یار یہی بات تو میں کہہ رہا ہوں۔ علم نجوم کے لحاظ سے تم نام منحوس ہے۔ بے شک کسی نجومی سے پوچھ لینا۔ سوا روپیہ مش فیس لے گا"...... عمران نے اسے مزید بانس پر چڑھا دیا۔

"شٹ اپ"...... فیاض غصے سے دھاڑا اور پھر پیر پٹختا ہوا فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

"صاحب آج چائے مہنگی نہیں پڑی"...... سلیمان اس کے جا ہی اندر داخل ہوا۔

"بھاگ جاؤ۔ تم نے اسے پتہ نہیں کیسی چائے پلا دی ہے۔ اس کے جگر کی گرمی بڑھ گئی تھی۔ میرا بڑا اچھا دوست تھا۔ وقت ۔ وقت کام آتا تھا خدا بخشے"...... عمران نے بڑی بے بسی سے کہا ا سلیمان مسکرا دیا۔

ریکارڈ روم میں گہری خاموشی طاری تھی۔ خالی فائل وہاں موجود سب لوگوں کا منہ چڑا رہی تھی۔ رحمانی کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد ہو تھا۔ اس کے ذہن میں لگاتار دھماکے ہو رہے تھے۔ کاغذات گم ہیں۔ کاغذات چرائے گئے ہیں۔ ایک مہیب چیخ اس کے کانوں سے بار ٹکرا رہی تھی۔ جیسے ویران حویلی میں چمگادڑ کی پھڑپھڑاہٹ کی ۔ اسے تمام ہال گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"مسٹر رحمانی یہ کیسے ہوا"...... سر سلطان کی بھاری اور گھمبیر نے کمرے کی خاموشی کا طلسم توڑا۔

"س۔ سر۔ سر ہر چیز اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ مم۔ میں کیا بتلا سکتا ں"...... رحمانی نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یہاں ہونے والی ہر حرکت کے آپ ذمہ دار ہیں"۔ سلطان کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"جج۔جج جی ہاں ۔جناب مگر"...... رحمانی ہکلا کر رہ گیا۔

"آپ کتنی دیر کمرے سے غائب رہے ہیں"...... سر عبدالر
نے جو وہیں موجود تھے۔سوال کیا۔

"زیادہ سے زیادہ دس منٹ"...... رحمانی نے جواب دیا۔

"آپ کس کے پاس گئے تھے۔جب کہ آپ کو معلوم ہے کمرے
یوں اکیلا چھوڑ کر جانا ہی بہت بڑی غلطی ہے"...... سر عبدالر
کے لہجے میں تلوار جیسی کاٹ تھی۔

"سر آج صبح سے ٹیلی فون خراب تھا۔میں نے شکایت بھی کی
لیکن ٹیلی فون ٹھیک نہیں ہوا۔سیکنڈ آفیسر جناب درانی صاحب
بلاوے پر میں ان کے آفس میں گیا تھا"...... رحمانی نے درانی
طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"سر ایک فائل کے سلسلے میں ڈسکس کرنا تھا۔اس لئے میں
انہیں بلایا تھا"...... درانی نے جواب دیا۔

"آپ کا چپڑاسی کہاں گیا ہے"...... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"جی آدھا گھنٹہ پہلے میں نے اسے سیکنڈ آفس میں ایک فائل د
کر بھیجا تھا۔مگر وہ ابھی تک واپس نہیں آیا۔سیکنڈ آفس سے پتہ
گیا مگر وہ وہاں نہیں پہنچا۔گیٹ پر اس کے جانے کا باقاعدہ اندرا
ہے"...... رحمانی نے تفصیلی جواب دیا۔

"کتنے عرصے سے وہ ملازم ہے"...... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"جی پچھلے دس سال سے"...... رحمانی نے جواب دیا۔

جب آپ واپس آئے تھے تو آپ نے الارم بٹن چیک کیا
سر سلطان نے پوچھا۔

جی ہاں وہ آن تھا"...... رحمانی نے جواب دیا۔

ہونہہ، اس کا مطلب ہے کاغذات باقاعدہ سازش کے تحت
ے گئے ہیں"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور ہال میں ایک بار پھر
خاموشی طاری ہو گئی۔کاغذات کی یوں پرسرار گمشدگی نے
ے وزارت خارجہ کے آفس میں ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔سر
رحمن نے تقریباً بیس منٹ پہلے فائل طلب کی تھی مگر جب
رپورٹ ملی کہ فائل خالی ہے۔کاغذات چرا لئے گئے ہیں تو وہ
پڑے فوری طور پر سر سلطان کو اطلاع دی گئی اور جس کے نتیجے
س وقت ریکارڈ روم میں تمام سرکردہ آفیسر موجود تھے۔

رحمانی صاحب جب تک تفتیش مکمل نہیں ہوتی آپ کو زیر
ست رکھا جاتا ہے"...... سر سلطان نے حکم دیا اور رحمانی کا چہرہ
پڑ گیا۔سر عبدالرحمن کے پیچھے کھڑے دو آفیسروں نے آگے بڑھ
حمانی کو دونوں بازوؤں سے تھاما اور اسے لئے کمرے سے باہر نکل
ے۔

سر عبدالرحمن آپ اس کیس کی تفتیش ہنگامی بنیادوں پر
یں اور مجھے رپورٹ دیں"...... سر سلطان نے بڑی سنجیدگی سے
عبدالرحمن کو کہا اور سر عبدالرحمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
لطان آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے اپنے آفس کی طرف بڑھ

گئے ۔ ان کا ذہن ابھی تک ان کاغذات کی پر اسرار گمشدگی میں الجھا
تھا۔ جیسے ہی وہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھے۔ میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ
کے ٹیلیفون کا بزر بجنے لگا۔ سر سلطان نے چونک کر سر اٹھایا اور
جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ مخصوص ٹیلی فون تھا۔ جس کا کنکشن
راست صدر مملکت سے تھا۔

"ہیلو سلطان سپیکنگ"...... سر سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں جناب"...... صدر کے
اے کی آواز آئی اور چند لمحوں بعد صدر مملکت کی آواز ان کے کان
تک پہنچ گئی۔ صدر مملکت کے لہجے میں بے پناہ وقار تھا۔

"یس سر"...... سر سلطان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا

"میں نے آج شام کرنل واسطی کی رپورٹ پر غور کرنے کے
اعلیٰ سطح کی میٹنگ کال کی ہے۔ آپ ایکسٹو کو بھی اطلاع دے د
اور وہ فائل لے کر خود بھی پہنچ جائیں۔ اس کے لئے باقاعدہ تحری
اطلاع آپ کو ابھی پہنچ جائے گی"...... صدر مملکت نے کہا۔

"تھینک یو سر۔ میں ایکسٹو کو اطلاع کر دوں گا"...... سر سلطا
نے جواب دیا۔

"ہاں اسی لئے میں نے آپ کو فون کیا تھا۔ کیونکہ ایکسٹو کے
تحریری دعوت نامہ ارسال نہیں کرنا چاہتا"...... صدر مملکت
اپنی کال کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر سر ایک بری خبر ہے۔ میں ابھی آپ کو اطلاع کرنے و

تھ۔ کرنل واسطی کی فائل سے کاغذات ابھی ابھی غائب کر دیئے گئے
۔ ریکارڈ آفس کا چپڑاسی بھی غائب ہے"...... سر سلطان نے خبر
ی۔

"اوہ۔ بہت برا ہوا۔ آپ جانتے ہیں سر سلطان۔ کرنل واسطی کی
ٹ ہمارے لئے کتنی اہم ہے"...... صدر مملکت کے لہجے میں
تشویش نمایاں تھی۔

"جی ہاں جناب سر عبدالرحمن تفتیش کر رہے ہیں۔ مگر ظاہری
تفتیش سے معلوم ہوتا ہے کہ کاغذات ایک باقاعدہ سازش کے تحت
غائب کئے گئے ہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"ہوں تو اس کا مطلب ہے کوئی غیر ملکی تنظیم یہاں کام کر رہی
ہے"...... صدر مملکت نے کہا۔

"معلوم تو ایسا ہوتا ہے جناب"...... سر سلطان نے دھیمے لہجے
میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میٹنگ بہرحال ہو گی۔ وہاں مزید اس معاملے پر غور
کیا جائے گا"...... صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب"...... سر سلطان نے جواب دیا اور دوسری طرف سے
رسیور رکھ دیا گیا۔ سر سلطان نے بھی تھکے تھکے انداز میں رسیور رکھا
اور پھر سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک باوردی چپڑاسی نے
انہیں ایک لفافہ دیا۔ چپڑاسی کے جانے کے بعد انہوں نے لفافہ کھولا
اور حسب توقع یہ میٹنگ کا دعوت نامہ تھا۔ وقت شام کے چھ بجے کا

تھا۔ انہوں نے لفافہ میز کی دراز میں رکھا اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"کون بدتمیز ہے معلوم نہیں میں جنات کی تسخیر کا وظیفہ پڑھ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے عمران کی زندگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"میں سلطان بول رہا ہوں عمران فوراً میری کوٹھی پہنچو۔ موسٹ امپارٹنٹ"...... سر سلطان نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"آپ اگر جنات کے سلطان بول رہے ہیں تو میں حاضر ہو سکتا ہوں ورنہ نہیں۔ مجبوری ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ مگر سر سلطان نے رسیور رکھ دیا کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران کی اوٹ پٹانگ گفتگو کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ رسیور رکھ کر وہ آفس سے اٹھے اور پھر ان کی کار کوٹھی کی طرف دوڑنے لگی۔ عمران کی طرف سے ہی یہ سخت ہدایت تھی کہ جب بھی ملیں۔ کوٹھی میں ملیں۔ اس لئے انہیں مجبوراً دفتر سے اٹھ کر کوٹھی جانا پڑا تھا۔ ان کے کوٹھی پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی ملازم نے عمران کی آمد کی اطلاع دی۔ وہ ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ عمران صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں۔ جیسے مراقبے میں ہو۔ سر سلطان کی آمد کی آہٹ سننے کے باوجود بھی اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔

"عمران"...... سر سلطان نے غصے بھرے لہجے میں پکارا۔

"یا اللہ مدد فرما۔ سلطان جنات سے ملاقات کا وقت ہے۔ بڑا کٹھن

ہے۔ میں ان کی بدصورتی کا سامنا کیسے کروں گا یا اللہ مدد فرما ۔ سلطان جنات کے دل کو نرم کر دے"۔ عمران نے آنکھیں بند کئے ہانک لگائی۔

"عمران بیٹے میں بے حد پریشان ہوں"...... سر سلطان نے گہری پریشانی سے کہا اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

"ارے آپ۔ توبہ توبہ میں بھی کتنا بے وقوف ہوں خواہ مخواہ چلہ کاٹتا رہا۔ ترک حیوانات جلالی و جمالی کرتا رہا۔ مجھے کیا پتہ ہے کہ آپ ہی شاہ جنات ہیں ورنہ کیا ضرورت تھی۔ اتنا بکھیڑا کرنے کی"...... عمران کے چہرے پر خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔

"عمران بیٹے شام چھ بجے صدر مملکت نے ہنگامی میٹنگ کال کی ہے تم نے بطور ایکسٹو اس میں شریک ہونا ہے"...... سر سلطان فوراً اپنے اصل موضوع پر آ گئے۔

"ارے وہ کیوں، کیا ان کو بھی شاہ جنات کی تسخیر کا وظیفہ چاہئے مگر ایک بات ہے، بڑا جلالی وظیفہ ہے"...... عمران چونک کر سیدھا ہو گیا ویسے اس کا دل کہہ رہا تھا کوئی اہم بات ہو گئی ہے ورنہ ہنگامی میٹنگ۔

"خدا کے لئے تم یہ وظیفے کا چکر ختم کرو۔ میں سخت پریشان ہوں اور تمہیں احساس ہی نہیں"...... سر سلطان بری طرح اکتا گئے تھے۔

"فرمائیے"...... عمران نے بھی سنجیدہ ہونے میں ہی عافیت سمجھی۔

"کرنل واسطی کے کیس کے متعلق تمہیں پتہ ہی ہو گا۔ کرنل

واسطی مشہور شکاری اور سیاح تھے۔ اس بار وہ ایک طویل سفر کے بعد واپس آئے تو انہوں نے حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی۔ میں نے اس رپورٹ کی اہمیت کے پیش نظر اسے صدر مملکت کو بھجوا دی ابھی ہم اس رپورٹ پر غور کر ہی رہے تھے کہ کرنل واسطی کی موت پراسرار طریقے پر واقع ہو گئی اور پھر وہ رپورٹ بھی میرے دفتر کے خفیہ ریکارڈ روم سے غائب کر دی گئی ہے"...... سر سلطان نے بڑی سنجیدگی سے وضاحت کی۔

"وہ رپورٹ کیا تھی"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

"کرنل واسطی نے بتایا تھا کہ افریقہ کے گھنے جنگلات میں ایک قبیلہ انکانا رہتا ہے جو بے حد وحشی اور آدم خور ہے۔ وہاں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر کرنل واسطی کو یورینیم کے ذخائر کا پتہ چلا تھا انہوں نے اپنی رپورٹ میں اس مقام کی وضاحت بھی کی تھی۔ انہوں نے تجویز پیش کی تھی کہ ان کی سرکردگی میں ایک ٹیم بھیجی جائے جو وہاں سے وہ ذخائر یہاں لے آئے۔ آج کل ہماری دنیا ایٹم کے دور سے گزر رہی ہے۔ ہمارا ہمسایہ اور دشمن ملک ایٹم بم بنانے کی تیاریاں کر رہا ہے اور بڑے بڑے ملک ان کی اس سلسلے میں مدد کر رہے ہیں۔ اس ملک سے مقابلے کے لئے ہم بھی ایٹمی طاقت بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن سارا چکر یورینیم کا پڑ جاتا ہے۔ ہمیں کوئی ملک بھی یورینیم دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور نہ ہمارے اتنے وسائل ہیں کہ ہم ان سے یورینیم کی کثیر مقدار خرید سکیں۔ اس لئے وقتی طور پر

ہم بے بس ہو کر رہ گئے ہیں لیکن کرنل واسطی کی رپورٹ نے اس مسئلے کو حل کر دیا تھا۔ مگر افسوس کرنل واسطی بھی ختم کر دیئے گئے اور وہ رپورٹ بھی غائب ہو گئی۔ اب ہم وہاں ہیں جہاں پہلے تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ یورینیم ہم حاصل کر لیں۔ مگر"...... سر سلطان خاموش ہو گئے۔

"کیوں۔ بے بس کیوں ہیں۔ ہم اب بھی وہ یورینیم حاصل کر سکتے ہیں"...... عمران بولا۔

"مگر دنیا کے کسی نقشے میں انکانا قبیلے کے جائے مقام کی نشاندہی نہیں کی گئی اور پھر جو کچھ کرنل واسطی جانتے تھے وہ اور کون جان سکتا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آج کی میٹنگ میں کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا"...... عمران نے انہیں دلاسا دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے۔ ویسے مجھے تو کوئی امید نظر نہیں آتی"۔ سر سلطان نے مایوسانہ لہجہ میں جواب دیا۔

"آپ کیوں مایوس ہوتے ہیں۔ میں شاہ جنات کا وظیفہ خواہ مخواہ تو پورا نہیں کر رہا۔ پلک جھپکنے میں یورینیم ہمارے ملک میں موجود ہو گا"...... عمران نے کہا اور سر سلطان بے بسی سے مسکرا دیئے۔

"اچھا اجازت میں میٹنگ میں پہنچ جاؤں گا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سر سلطان سے ہاتھ ملا کر باہر نکل گیا۔

"جوزف کو بلاؤ"...... عمران نے ایک کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ چند ہی لمحوں بعد جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا شاید چوگاشے کی موت سے اسے صدمہ پہنچا تھا۔

"باس میں آپ کے فلیٹ پر گیا تھا مگر آپ نہیں ملے"...... جوزف نے عمران کو فوجی سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ چوگاشے کے ساتھی کہاں ہیں"...... عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"باس آج وہ واپس جا رہے ہیں چوگاشے کی لاش لے کر"۔ جوزف نے اداس لہجے میں کہا۔

"جوزف کیا تم اپنے دوست کی موت کا انتقام نہیں لو گے"۔ عمران نے پوچھا اور جوزف چونک پڑا۔

"باس میری دلی خواہش ہے۔ مگر میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا"...... جوزف نے مدھم لہجے میں کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا اس کا انتقام لینے کے لئے"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور جوزف اچھل پڑا۔ خوشی سے اس کا چہرہ گلنار ہو گیا تھا۔

"باس۔ گریٹ باس"...... وہ بے اختیار ہو کر اچھلنے لگا۔

"اچھا اب شریف آدمیوں کی طرح یہاں کرسی پر بیٹھ جاؤ اور میرے چند سوالات کا جواب دو"...... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور جوزف نے حکم کی فوری تعمیل کی۔

"پوچھو باس۔ آج تم نے دل خوش کر دیا ہے۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا"...... جوزف کے لہجے میں خوشی کے ساتھ ساتھ تعجب کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ بلیک زیرو بھی حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اسے واقعی اس بات پر حیرت تھی کہ عمران کو اس معمولی سے معاملے میں یہاں اتنی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ کہ اس نے صرف جوزف کے دوست کا انتقام لینے کے لئے افریقہ کے خوفناک جنگل میں گھسنے کا فیصلہ کر لیا۔ ویسے اس کا دل کہہ رہا تھا۔ کہ معاملہ اتنا معمولی نہیں جتنا بظاہر ہے۔ ضرور کوئی گہرا چکر ہے۔ ورنہ عمران ایسا فیصلہ ہر گز نہ کرتا۔ لیکن جوزف کے سامنے وہ کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے خاموش رہا۔

"ہاں تو جوزف انکانا قبیلہ افریقہ میں کہاں واقع ہے"...... عمران

نے پہلا سوال کیا اور جوزف نے اس کے جواب میں پوری تفصیل سے انکانا قبیلے کا محل وقوع عمران کو سمجھا دیا۔ پھر عمران نے جوزف سے انکانا قبیلے کے متعلق دیگر سوالات کئے جن کے جواب جوزف نے بڑی تفصیل سے دیئے۔

"ایک بات ہے باس۔ مجھے وہاں سے آئے ہوئے کافی مدت گزر گئی ہے۔ اس لئے میں کہہ نہیں سکتا کہ اب وہاں کے حالات کیا ہیں"...... جوزف نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ میری ریڈی میڈ کھوپڑی ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر لے گی"...... عمران نے جواب دیا اور جوزف تحسین آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"اچھا اب تم چھٹی کرو اور چلنے کی تیاری کرو کسی بھی وقت تمہیں روانگی کا حکم دیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"بے فکر رہو باس۔ جوزف نے کون سا میک اپ کرنا ہے۔ بس جوزف تیار ہی ہے"۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا اب تم باہر جاؤ"...... عمران نے جان چھڑاتے ہوئے کہا اور جوزف اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"عمران صاحب یہ کیا چکر ہے"...... جوزف کے جاتے ہی بلیک زیرو نے پوچھا۔

"چکر ہی چکر ہے پیارے۔ یہ دنیا ایک چکر ہے۔ بلکہ گھن چکر ہے کیا خیال ہے مسٹر چکرم"...... عمران دوبارہ پٹڑی سے اتر گیا۔

"آپ اصل چکر بتلایئے۔ باقی سب چکر چھوڑیئے"...... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج کل بناسپتی کا زمانہ ہے اور تم اصل کی باتیں کر رہے ہو۔ نہ جانے کون سے زمانے کی روح ہے تم میں"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلیئے آپ بناسپتی ہی بتلا دیجئے"...... بلیک زیرو نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

"یار بلیک زیرو۔ ایک تجویز ہے۔ چھوڑیں اس سیکرٹ سروس کے چکر کو اور بناسپتی گھی کی مل لگا لیں۔ ایمان سے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ گھی کے ڈبوں پر چمگادڑ کی تصویر بنا دیں گے اور نام رکھیں گے۔ نور نظر بناسپتی گھی"...... عمران نے باقاعدہ نام کا اعلان بھی کر دیا۔

"اس کی خصوصیات پر بھی روشنی ڈالیں گے آپ"...... بلیک زیرو نے چمگادڑ اور نور نظر کی ترکیب پر ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں مروا رہے ہو چمگادڑ پر روشنی ڈلوا کر۔ اسے کیوں اپ سیٹ کرنا چاہتے ہو۔ ویسے خصوصیات بتلا دیتا ہوں۔ اس میں اے سے زیڈ تک تمام وٹامن شامل ہوں گے۔ شہ زور کھائیں تو فقیر زور بن جائیں۔ جن کو زیادہ نظر آنے کی شکایت ہو ان کے لئے تیر بہدف ثابت ہو گا۔ انشاء اللہ سورج بھی نظر آنا بند ہو جائے گا۔ پری کھائے تو چڑیل بن جائے۔ جوزف دی گریٹ کھائے تو یورپین نظر آئے۔

جاسوس کھائے تو مجرم بن جائے"...... عمران نے خصوصیات گننا شروع کیں۔

"بس بس اتنی ہی خصوصیات کافی ہیں"...... بلیک زیرو کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ عمران نے ایک نظر رسٹ واچ پر ڈالی اور پھر یکدم سنجیدہ ہو گیا۔

"ظاہر بات یہ ہے کہ ابھی صدر مملکت ایک میٹنگ کال کر رہے ہیں۔ میں نے بطور ایکسٹو اس میں شامل ہونا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں"...... بلیک زیرو ہنگامی میٹنگ کا سن کر چونک پڑا اور پھر عمران نے کرنل واسطی کی رپورٹ اور یورینیم کا تمام چکر اسے تفصیل سے بتلایا۔

"ٹھیک ہے اگر ہم یورینیم حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہمارا ملک بھی دفاعی لحاظ سے دنیا کی چند بڑی طاقتوں میں شامل ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو بے حد سنجیدہ تھا۔

"ہاں۔ اسی لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں یورینیم حاصل کرنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیئے"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ایک درخواست ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے بڑی لجاجت سے کہا۔

"لکھ کر پیش کرو"...... عمران کی سنجیدگی پھر غائب ہونا شروع

ہو گئی۔

"اس کیس میں آپ مجھے ضرور ساتھ لے چلیں"...... بلیک زیرو نے اسے دوبارہ مذاق کے موڈ میں آتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"یہاں کا کام کون سنبھالے گا"...... عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آج کل تو ویسے بھی امن و امان ہے۔ پھر ہم جلدی آ جائیں گے"...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

"اچھا میں غور کروں گا۔ پہلے جانے کا فیصلہ تو ہو جائے"۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

دروازہ کھلا اور گولڈ مین اندر داخل ہوا۔ کمرے میں بیٹھے ہوئے چار غیر ملکی اٹھ کھڑے ہوئے۔ گولڈ مین نے منہ پر نقاب چڑھایا ہوا تھا۔ گولڈ مین خاموشی سے آکر ایک بڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ چاروں غیر ملکی بھی بیٹھ گئے۔

"رپورٹ"...... گولڈ مین نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"کامیابی باس"...... کونے میں بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے مسرت سے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"گڈ"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں بھی مسرت کا عنصر نمایاں تھا۔ پھر اس غیر ملکی نے جیب سے چند تہہ کئے ہوئے کاغذ نکال کر گولڈ مین کی طرف بڑھا دیئے۔ گولڈ مین نے وہ کاغذ لئے اور پھر انہیں کھول کر بغور دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ ایک رپورٹ تھی۔ وہ کافی دیر تک ان کاغذات کا مطالعہ کرتا رہا۔ کمرے

ستور خاموشی طاری تھی۔ کاغذات پڑھ کر اس نے انہیں دوبارہ
کیا اور پھر انہیں جیب میں رکھ لیا۔

س کا مطلب ہے کرنل واسطی انکانا خزانے کی حقیقت جان گیا
گولڈ مین نے سرد لہجے میں کہا۔ غیر ملکیوں نے کوئی جواب
دیا۔ البتہ ان کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
ان کے لئے یہ اطلاع تشویشناک ہو۔

کیا یہ لوگ جرأت کریں گے کہ اس رپورٹ کے گم ہونے کے
و بھی انکانا قبیلے کا رخ کریں"...... گولڈ مین نے جیسے اپنے آپ
ت کرتے ہوئے کہا۔

کیا کہا جا سکتا ہے باس۔ ویسے مجھے امید نہیں کہ وہ بغیر کسی
سراغ کے موہوم سے نشان پر آدم خور قبیلے میں گھسنے کی
شش کریں گے"...... ایک غیر ملکی نے مؤدبانہ انداز میں جواب

معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ اس سلسلے میں کیا فیصلہ کرتے
...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

گر اس سلسلے میں کوئی میٹنگ ہوئی تب تو معلوم ہو جائے
غیر ملکی نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایسے اقدامات کئے ہوئے
...... ایک اور غیر ملکی نے کہا۔

یکن اگر میٹنگ نہ ہوئی تو ہم زیادہ دیر تک انتظار بھی تو نہیں
ئے۔ رپورٹ ہمیں مل گئی ہے اب ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل

جانا چاہئے۔ ہمارا مقصد حل ہو چکا ہے چوگاشے قتل ہو چکا ہے
گولڈ مین نے کہا۔

"چوگاشے قتل ہو چکا ہے"...... سب غیر ملکی یک دم چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر تذبذب اور مسرت کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"ہاں چوگاشے کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ویسے مجھے افسوس ہے ہمارا ایک ممبر بھی اپنے فرض پر قربان ہو چکا ہے"...... گولڈ مین نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ"...... غیر ملکیوں کے چہرے رنج سے زرد پڑ گئے۔

"مارٹن نے وطن کے لئے قربانی دے دی۔ وہ عظیم ہے ہم ا[...] کی عظمت کو سلام کرتے ہیں"...... گولڈ مین نے گمبھیر لہجے میں [...] اور پھر کمرے میں ایک سوگوار سی خاموشی چھا گئی۔ اچانک ا[...] خاموشی کے طلسم کو ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز نے درہم برہم کر دیا [...] سیٹی کی آواز سن کر سب چونک پڑے۔ گولڈ مین سیٹی کی آواز سن [...] تیزی سے کرسی سے اٹھا اور پھر وہ کمرے کے کونے میں رکھی ہو[...] الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر ایک ٹرانسمیٹر اٹھایا [...] یہ جدید قسم کا ٹرانسمیٹر تھا جو بظاہر ایک عام قسم کا ٹرانسمیٹر تھا۔ [...] کی آواز اس میں سے نکل رہی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور ا[...] کر کمرے کے درمیان پڑی ہوئی میز پر رکھا۔ سیٹی کی آواز بدستور نک[...] رہی تھی۔ گولڈ مین نے کرسی پر بیٹھ کر اس کی ایک ناب گھمائی

سیٹی کی آواز نکلنی بند ہو گئی اور ٹرانسمیٹر کا ڈائل روشن ہو گیا۔ گولڈ مین نے ایک اور ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے آواز نکلنی شروع ہو گئی۔

"ہیلو ہیلو، نمبر سکس سپیکنگ سر۔ اوور"...... نمبر سکس نے کہا۔

"یس گولڈ مین سپیکنگ۔ اوور"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

"باس دو گھنٹے بعد صدر مملکت کی زیر صدارت ایک ہنگامی میٹنگ ہو رہی ہے۔ جس میں انکانا کے سلسلے میں کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔ اوور"...... نمبر سکس نے اطلاع دی۔

"اوہ یہ واقعی اہم میٹنگ ہے۔ کیا اس کی رپورٹ حاصل کرنے کا کوئی انتظام کیا گیا ہے۔ اوور"...... گولڈ مین نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس باس میں نے ایک ڈکٹا فون اس میٹنگ ہال میں ایک خفیہ جگہ فٹ کروا دیا ہے۔ اس کا تعلق ٹیپ ریکارڈر سے ہے۔ آپ کو رپورٹ مل جائے گی۔ اوور"...... نمبر سکس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ویری گڈ نمبر سکس۔ ہم اس میٹنگ کی تمام تفاصیل کے منتظر ہیں۔ رپورٹ ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ چوگاشے کو قتل کر دیا گیا ہے"...... باس کی آواز میں مسرت تھی۔

"گڈ نیوز باس۔ آپ بے فکر رہیں میٹنگ کی تمام تفاصیل کا ٹیپ میں خود لے کر آ جاؤں گا۔ اوور"...... نمبر سکس نے جواب دیا۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل"...... گولڈ مین نے جواب دیا اور پھر ناب گھما دی ٹرانسمیٹر بند ہو گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور دوبارہ اسے الماری میں رکھ دیا۔ باقی لوگوں کے چہروں پر مسرت دوڑ رہی تھی شاید میٹنگ کی تفصیلی رپورٹ کے متعلق سن کر۔

"آپ تمام لوگ تیاریاں مکمل کر لیں۔ میٹنگ کی رپورٹ ملتے ہی ہم واپس چلے جائیں گے"...... گولڈ مین نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے باس۔ مگر واپسی کا پروگرام کیا ہے"...... ایک آدمی نے پوچھا۔

"ہم سب مختلف فلائٹس سے پہلے یہاں سے مختلف ملکوں میں جائینگے اور پھر وہاں سے اکٹھے ہو کر واپس افریقہ پہنچیں گے"...... گولڈ مین نے پروگرام بتلایا۔

"او کے باس"...... سب نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میٹنگ برخواست"...... گولڈ مین نے کہا اور پھر وہ سب اٹھ کر باری باری باہر چلے گئے۔

ایوان صدر میں ملٹری کے سخت ترین پہرے میں صدارتی میٹنگ ہو رہی تھی۔ میٹنگ میں اہم سرکاری شعبوں کے سربراہ موجود تھے صدر مملکت خود میٹنگ کی صدارت کر رہے تھے۔ عمران بھی حسب روایت نقاب لگائے بطور ایکسٹو وہاں موجود تھا۔ نقاب کے اندر بھی اس نے میک اپ کیا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں سارے ہال اور ممبران کا گہرا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ ضرور مجرموں نے اس میٹنگ کی کارروائی سننے کا انتظام کیا ہو گا۔ لیکن بظاہر کوئی چیز یا فرد مشکوک نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس لئے وہ خاموش تھا۔ سر سلطان نے میٹنگ کا مقصد اور رپورٹ پر مختصر روشنی ڈال کر کارروائی کا آغاز کیا۔ صدر مملکت نے آئندہ پروگرام کے متعلق ممبران سے رائے طلب کی۔ سب سے پہلے ایٹمی ریسرچ کے سربراہ سر ذاکر علی کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ایٹمی ہتھیاروں کی

موجودگی اپنے ملک کے لئے لازمی قرار دی اور کہا کہ بین الاقوامی حالات کے تحت ہمیں ہر قیمت پر جلد از جلد ایٹمی طاقت بننا چاہئے۔ مگر اصل مسئلہ یورینیم کا حصول ہے کوئی بھی ملک یورینیم اس کثیر مقدار میں دینے کو تیار نہیں۔ جس سے تمام ضروریات پوری ہو سکیں اور اگر کوئی دینے کے لئے تیار بھی ہو جائے تو ملک کے وسائل اتنے نہیں کہ وہ دنیا کی اس گراں قدر چیز کو خرید سکے۔ اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ اس رپورٹ پر گہرے غور و خوض کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔ سر ذاکر علی کی تقریر کے بعد دوسرے ممبران تقریر کرتے رہے۔ اب چونکہ مسئلہ یہ تھا کہ وہ رپورٹ جس کی بناء پر یہ میٹنگ ہوئی تھی۔ وہ بھی سرے سے غائب ہو چکی تھی اور انکانا قبیلہ کوئی مشہور و معروف قبیلہ نہیں تھا کہ مہذب دنیا اس کے تمام رسم و رواج اور اس کے محل وقوع سے اچھی طرح واقف ہو۔ اس قبیلے کا نام پہلی بار سننے میں آیا تھا۔ اس لئے اتنے مبہم سراغ پر کہ افریقہ کے گھنے جنگلات کے انتہائی مشرقی سمت ایک آدم خور قبیلہ انکانا موجود ہے۔ جہاں ایک پہاڑی میں یورینیم کافی مقدار میں موجود ہے۔ اس یورینیم کو حاصل کرنے کے لئے کوئی ٹیم بھیجنا مضحکہ خیز نظر آتا تھا۔ لیکن ادھر یورینیم بھی انتہائی ضروری تھا۔ اس لئے کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ صدر مملکت بار بار ایکسٹو کی طرف دیکھ رہے تھے جو خاموشی سے بیٹھا تمام بحث سن رہا تھا۔ آخر صدر مملکت سے نہ رہا گیا انہوں نے ایکسٹو کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھ ہی لیا۔

"مسٹر ایکسٹو۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے"...... صدر مملکت نے کہا۔

"میرے خیال میں کوئی ٹیم بھیجنا ضیاع اوقات اور اس ٹیم کے ممبروں سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے"...... ایکسٹو نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا اور سارے ممبران کے ساتھ ساتھ سر سلطان کا منہ بھی لٹک گیا۔ جیسے انہیں ایکسٹو کے اس فیصلے سے مایوسی ہوئی ہو۔

"لیکن مسٹر ایکسٹو ہمارے لئے یورینیم کا حصول انتہائی ضروری ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"مسٹر سلطان پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک شکاری جب سیاحت سے واپس آتا ہے تو ایک رپورٹ حکومت کو پیش کرتا ہے۔ جس میں افریقہ کے ایسے خطے کا ذکر ہے جو ابھی مہذب دنیا سے روشناس نہیں ہے وہاں وہ یورینیم کی موجودگی کا امکان پیش کرتا ہے۔ بعد میں وہ شکاری بھی خودکشی کر لیتا ہے یا اسے قتل کر دیا جاتا ہے اور پھر وہ رپورٹ بھی غائب کر دی جاتی ہے۔ اب بتلایئے جو ٹیم یہاں سے انکانا قبیلے میں جائے گی وہ کس طرح انکانا قبیلے میں پہنچے گی اور اگر گھومتی گھامتی وہاں جا بھی نکلی تو وہاں سے یورینیم نکال کر لے آنے کا مسئلہ کس طرح حل ہو گا۔ ہو سکتا ہے جب ٹیم وہاں پہنچے تو وہاں یورینیم موجود ہی نہ ہو۔ یہ ایسے سوالات ہیں جو بہت اہم ہیں اور ان سوالات کے پیش نظر میری یہ رائے ہے کہ ہم اس خام خیالی اور لالچ کو ترک کر دیں اور یورینیم کے حصول کا کوئی اور ذریعہ تلاش

کریں۔ اپنے کسی دوست ملک سے اس سلسلہ میں بات چیت مفید رہے گی"...... ایکسٹو نے اپنے فیصلے کی مفصل توجیہہ بھی کر دی۔ اس مدلل اور مفصل توجیہہ کو سن کر سب لوگوں کے سر جھک گئے اور پھر چند لمحوں بعد صدر مملکت نے خاموشی کے اس طلسم کو توڑا۔ انہوں نے یہ قطعی فیصلہ کر دیا کہ اس مسئلے کو یہیں ختم کر دیا جائے اور نہ کوئی ٹیم بھیجی جائے گی اور نہ ہی اس مسئلے پر آئندہ کوئی بات چیت ہو گی۔ البتہ انہوں نے سر سلطان اور سر عبدالرحمن کو یہ حکم ضرور دیا کہ وہ رپورٹ کی گمشدگی کے ذمہ دار افراد اور مجرموں کو فوراً گرفتار کریں اور تحقیقات کریں کہ آیا واقعی کرنل واسطی نے خودکشی کی ہے یا اسے پرسرار طریقے سے قتل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد میٹنگ برخواست کر دی گئی اور تمام ممبران ایک ایک کر کے میٹنگ ہال سے چلے گئے۔ ہر اس میٹنگ میں جس میں ایکسٹو شریک ہوتا تھا۔ یہ ایک اصول تھا کہ ایکسٹو سب سے آخر میں باہر جائے گا۔ کیونکہ باہر جا کر اسے لازمی نقاب اتارنا پڑتا تھا اور وہ ممبران کے سامنے ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ یہ اصول اپنایا گیا تھا کہ وہ سب سے آخر میں میٹنگ ہال سے باہر جائے۔ صدر مملکت۔ سر سلطان اور ایکسٹو جب ہال میں رہ گئے۔ تو خلاف معمول سر سلطان کی بجائے ایکسٹو اپنی سیٹ سے اٹھا۔ صدر مملکت اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔ ایکسٹو نے ایک چٹ صدر مملکت کے سامنے رکھ دی۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔

"براہ کرم خاموش رہیں"...... صدر مملکت نے مسکرا کر وہ چٹ سر سلطان کی طرف بڑھا دی۔ عمران کرسی سے اٹھ کر گہری نظروں سے ہال کو دیکھنے لگا۔ اس نے تمام ممبران کی کرسیوں کی نچلی سطح کا معائنہ کیا۔ میزوں کے نیچے دیکھا۔ صدر مملکت کو اشارے سے ہٹنے کے لئے کہا اور پھر صدر مملکت کی کرسی اور ڈائس کو بغور چیک کیا۔ سر سلطان کی کرسی کو دیکھا لیکن ڈکٹافون کہیں نظر نہیں آیا۔ وہ کافی پریشان تھا۔ اسے دراصل شک تھا کہ مجرم وزارت خارجہ کے ریکارڈ روم سے آسانی سے فائل اڑا سکتے ہیں ان کے لئے میٹنگ ہال میں کوئی ڈکٹافون یا ٹیپ ریکارڈر رکھنا کوئی مشکل نہیں۔ چنانچہ اسی شک کی بنا پر اس نے میٹنگ ہال میں خاص طور پر ٹیم بھیجنے سے انکار پر زور دیا تھا۔ لیکن اب گہری نظروں سے دیکھنے کے باوجود ایسا کوئی آلہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ عمران چند لمحے ہال میں خاموشی سے کھڑا سوچتا رہا اور پھر اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں آیا اور پھر وہ لپک کر اپنی کرسی کی طرف بڑھا۔ اس نے کرسی کو جونہی اٹھایا۔ کرسی کی نچلی سطح سے ایک مٹر کے دانے سے بڑا کیپسول نما آلہ چپٹا ہوا تھا۔ صدر مملکت اور سر سلطان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ عمران نے آہستگی سے وہ کرسی دوبارہ وہیں رکھ دی۔ مجرموں نے انتہائی نفسیاتی حربہ اختیار کیا تھا۔ انہوں نے خاص طور پر اس کرسی کے نیچے ڈکٹافون لگایا تھا۔ جو ایکسٹو کے لئے مخصوص تھی۔ تاکہ اگر ایکسٹو کو شک بھی گزرے تو وہ دوسروں کی کرسیاں دیکھتا رہ

جائے۔ اپنی کرسی کی طرف انسانی نفسیات کی بنا پر اس کا خیال بھی نہیں جاتا۔ ویسے یہ خطرناک بھی تھا۔ مجرم ڈکٹا فون کی بجائے ٹائم بم یا وائرلیس کنٹرول بم بھی فٹ کر سکتے تھے اور ایسا صدر مملکت کی کرسی کے ساتھ بھی کیا جا سکتا تھا۔

"کسی دوسرے کمرے میں چلیئے"...... عمران نے کاغذ پر لکھا اور صدر مملکت سر ہلا کر کھڑے ہو گئے اور تینوں اس ہال کے ایک خفیہ دروازے سے نکل کر ایک ایسے کمرے میں پہنچ گئے جو خاص طور پر صدر مملکت کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ یہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔

"ہاں مسٹر ایکسٹو۔ اب بتلائیے یہ چکر کیا ہے"...... صدر مملکت نے اس کمرے میں پہنچتے ہی ایکسٹو سے پوچھا۔

جناب بات یہ ہے کہ ایک غیر ملک جو پہلے ہی وہاں سے یورینیم نکال رہا ہے۔ نہیں چاہتا کہ ہمارے ملک کی کوئی ٹیم وہاں پہنچے۔ اس طرح وہ جگہ دوسرے ممالک کی نظروں میں بھی آجائے گی۔ اب اتفاقاً کرنل واسطی سیاحت کے دوران وہاں جا نکلا اور پھر اس کی قسمت یاوری کر گئی کہ وہ صحیح سلامت ان کے ہاتھ سے نکل کر یہاں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کرنل واسطی چونکہ ایک محب وطن باشعور شہری بھی تھا اس لئے اس نے پہلی فرصت میں اس بارے میں مکمل رپورٹ حکومت کو پیش کر دی اور وہاں تک لے جانے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ اب دوسری طرف اس غیر ملک نے

اپنے جاسوس کرنل واسطی کے پیچھے لگا دیئے جو اتفاق سے انکانا قبیلے کے ایک سردار موسیو چوگاشے کے پیچھے پیچھے ہمارے ملک میں پہنچ گئے۔

"انکانا قبیلہ کا سردار، اور یہاں"...... صدر مملکت اور سر سلطان دونوں بری طرح چونک پڑے۔

"جی ہاں۔ میری یہاں ان سے ملاقات ہو چکی ہے۔ قصہ یہ ہے کہ موسیو چوگاشے کے والد ایک پادری کے کافی زیر اثر آگئے تھے اس کے کہنے پر چوگاشے کے والد نے یعنی انکانا قبیلے کے سردار نے چوگاشے کو بچپن میں ہی یورپ تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ موسیو چوگاشے یہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ادھر ان کے والد فوت ہو گئے۔ اب قبیلے کی روایت کے مطابق سردار کا بیٹا ہی سردار بن سکتا تھا۔ لیکن سردار کے بھائی یعنی چوگاشے کے چچا نے یہ افواہ اڑا دی کہ چوگاشے مر چکا ہے ادھر چند غیر ملکی سائنس دان اس پادری کی رپورٹ پر اس پادری کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اور پھر پادری کی درخواست اور سائنس دانوں کے تحفوں نے سردار کو رام کر لیا اور اس طرح سائنسدانوں نے وہاں سے یورینیم کا ذخیرہ دریافت کر کے نکالنا شروع کر دیا۔ سردار کی موت کے بعد چوگاشے کے چچا نے پادری سے ساز باز کر لی اور چوگاشے کے چچا کو سردار بنا دیا گیا۔ اس طرح انہیں وہاں کام کرنے کی مزید کھلی چھٹی ہو گئی۔ اب اتفاق سے چوگاشے کو بھی ان باتوں کی سن گن مل گئی۔ وہ تعلیم چھوڑ کر وہاں پہنچ گیا لیکن وہاں سردار نے یعنی ان کے چچا نے انہیں مروا دینا چاہا۔ اس میں وہ پادری بھی جو اب

وہاں غیر ملکیوں کا سردار تھا شامل تھا۔ کیونکہ اسے پتہ تھا کہ چوگاشے کو یورینیم کی اہمیت کا صحیح احساس ہے۔ چنانچہ وہ رخنہ انداز کرے گا۔ موسیو چوگاشے اپنے چند جانثاروں کو لے کر جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگ پڑا اور پھر مختلف ملکوں سے ہوتا ہوا وہ یہاں پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے ہی جاسوسوں کا ایک گروہ بھی تھا۔ یہاں پہنچ کر ایک تو انہوں نے کرنل واسطی کو ختم کر دیا۔ اسے اس طرح قتل کیا گیا کہ وہ خودکشی معلوم ہو۔ پھر وہ رپورٹ بھی اڑا لی گئی اور ادھر ان کا داؤ چوگاشے پر بھی چل گیا۔ اسے بھی قتل کر دیا گیا اب وہ آزاد تھے۔ لیکن انہیں ایک بات کا انتظار تھا کہ حکومت اس رپورٹ کے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہے۔ اس لئے انہوں نے میٹنگ ہال میں ڈکٹا فون فٹ کیا۔ اس کی دوسری سائیڈ پر یقیناً ٹیپ چل رہا ہو گا اور میٹنگ کی تمام کارروائی ٹیپ ہو چکی ہو گی۔ مجھے چونکہ پہلے سے شک تھا۔ اس لئے میٹنگ میں، میں نے ٹیم بھیجنے کی بھرپور مخالفت کی تھی۔ تاکہ وہ لوگ مطمئن ہو جائیں لیکن میں لازمی طور پر اپنے ممبران پر مشتمل ٹیم وہاں بھیجوں گا۔ کیونکہ یورینیم کا حصول ہمارے لئے بے حد اہم ہے"...... ایکسٹو نے تفصیل بتلا کر ساتھ ہی فیصلہ بھی سنا دیا۔

"کمال ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ آپ پس منظر سے اتنی گہری واقفیت رکھتے ہیں"...... صدر نے حالات سننے کے بعد تحسین آمیز نظروں سے ایکسٹو کو دیکھتے ہوئے کہا اور سر سلطان کا سینہ فخر سے تن

گیا۔ عمران نے ایک نظر سر سلطان کی طرف دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔

"دراصل ہماری آنکھیں ہر وقت کھلی رہتی ہیں۔ اس لئے ہمیں حالات کا زیادہ علم رہتا ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ہمیں آپ پر اور آپ کے ڈیپارٹمنٹ پر فخر ہے"...... صدر نے جذبات سے مغلوب ہو کر کہا۔ عمران بھلا کیا جواب دیتا۔ خاموش رہا۔ چند لمحوں تک وہاں خاموشی رہی۔ پھر صدر مملکت نے کہا۔

"مسٹر ایکسٹو۔ آپ جن ممبران کی ٹیم وہاں بھیجیں گے کیا ان میں کوئی سائنسدان بھی شامل ہو گا"......

"جی ہاں یقیناً"...... عمران نے جواب دیا۔

"کتنے آدمی بھیجنے کا ارادہ ہے"...... صدر نے دوسرا سوال کیا۔

"یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں انتہائی سوچ سمجھ کر فیصلہ کروں گا"...... عمران نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"دراصل میں چاہتا تھا کہ اس ٹیم میں ملٹری انٹیلی جنس کے بھی چند آدمی شامل کر لئے جائیں"...... صدر مملکت نے اپنی تجویز پیش کی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن انہیں میرے آدمیوں کے ماتحت کام کرنا پڑے گا"...... عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"او کے ٹھیک ہے۔ میں آپ کے فیصلے سے متفق ہوں"۔ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان آپ مجھ سے اجازت نامے پر دستخط کرا لیں تاکہ رسمی

کارروائی ختم ہو جائے"۔

"بہتر جناب"...... سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر عمران اور سر سلطان صدر مملکت سے اجازت لے کر کمرے سے باہر نکل آئے۔

"عمران مجھے شام کو ملنا"...... سر سلطان نے باہر نکلتے ہی عمران سے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔

"بہتر، میں عمران کو آپ کے پاس روانہ کر دوں گا"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں جواب دیا اور سر سلطان مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

"ویری گڈ۔ معاملہ ہمارے حق میں بہتر ہی رہا"...... گولڈ مین نے ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ بند کرتے ہوئے کہا اور سامنے بیٹھے ہوئے غیر ملکیوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔

"اور ان کا یہ فیصلہ ہے بھی حق بجانب۔ مبہم سے کلیو پر وہ اتنا بڑا رسک کیسے لے سکتے تھے"...... ایک غیر ملکی نے رائے پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ بہرحال خطرہ تو تھا۔ یہ ایشیائی ہوتے تو سر پھرے ہیں۔ سوچتے سمجھتے نہیں۔ بس جذباتی فیصلے کرتے ہیں"۔ گولڈ مین نے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے باس"...... ایک نے پوچھا۔

"میں مرکز کو اپنی مفصل رپورٹ آج بھیجتا ہوں۔ کل ہم اس ملک سے چلے جائیں گے۔ میں مختلف فلائیٹس میں سیٹیں بک کرا

لوں گا اور پھر باری باری سب کو اطلاع مل جائے گی"....... گولڈ مین نے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اب میٹنگ برخواست کرنا چاہتا ہے۔ تمام غیر ملکی باری باری کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے جانے کے بعد گولڈ مین نے دروازہ بند کر دیا اور پھر اس نے ایک الماری کھول کر ٹرانسسٹر نما ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے لے کر دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا اور اس نے ٹرانسمیٹر کو میز پر رکھ کر اس کی ناب گھما کر اسے آن کیا اور مختلف نابیں گھمانے کے بعد جب ایک مخصوص ہندسے پر سوئی رک گئی تو اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر پشت پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ہلکی ہلکی آوازیں پیدا ہونے لگیں۔ یہ سمندر کے شور جیسی آوازیں تھیں۔ جلد ہی یہ آوازیں معدوم ہو گئیں۔ اب ایک صاف مگر انتہائی کرخت آواز ان پر غالب آ گئی۔

"ہیلو۔ ایچ کیو سنٹر سپیکنگ۔ اوور"....... یہ آواز سنتے ہی گولڈ مین نے پھرتی سے ہاتھ دوبارہ پشت کے بٹن پر رکھا اور پھر اسے دبا کر کہنے لگا۔

"ہیلو گولڈ مین فرام پی آپریشن سی سپیکنگ۔ اوور"....... گولڈ مین نے جواباً کہا۔ ویسے اس کا لہجہ قدرے مؤدبانہ تھا۔

"گولڈ مین ایک منٹ رکو۔ باس سے رابطہ قائم کیا جا رہا ہے۔ اوور"....... جواب ملا اور گولڈ مین خاموش بیٹھا رہا۔ سمندر کے شور کی آوازیں دوبارہ تیز ہو گئیں۔ چند لمحوں تک وہ آوازیں آئیں اور پھر

بھیڑیئے جیسی غراہٹ ابھری اور گولڈ مین یوں جھٹکے سے سیدھا ہو گیا جیسے اسے شاک لگا ہو۔

"باس سپیکنگ۔ رپورٹ دو۔ اوور"....... وہی بھیڑیئے جیسی آواز سنائی دی۔

"گولڈ مین فرام پی آپریشن سی سپیکنگ سر۔ مشن کامیاب رہا ہے۔ سی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ڈبلیو کو موت کے گھاٹ اتارا جا چکا ہے ویسے ہم نے اسے اس طرح قتل کیا ہے کہ سو فیصد خودکشی کا کیس بنے۔ مگر وہ پہلے ہی اوپر رپورٹ دے چکے تھے۔ چنانچہ پھر ریکارڈ آفس سے وہ رپورٹ اڑا لی گئی۔ آج یہاں صدارتی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ٹیم نہیں بھیجی جائے گی۔ اس میٹنگ کا ٹیپ یہاں میرے سامنے پڑا ہے۔ اوور"....... گولڈ مین نے مختصراً الفاظ میں تفصیل بتلائی۔

"گولڈ مین ہم تمہاری کارکردگی سے خوش ہیں۔ وہ ٹیپ آن کرو۔ میں خود سننا چاہتا ہوں۔ اوور"....... باس نے نرم لہجے میں کہا اور گولڈ مین کی خوشی قابل دید تھی۔ جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت حاصل ہو گئی ہو۔ وہ پھرتی سے ٹیپ ریکارڈ ٹرانسمیٹر کے قریب لایا اور پھر اس کا بٹن دبا دیا اور خود کرسی سے پشت لگا کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ ٹیپ چلتا رہا۔ میٹنگ کی مکمل کارروائی اس کے باس تک پہنچتی رہی۔ جب ٹیپ ختم ہو گیا تو اس نے ٹیپ ریکارڈ بند کر دیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ویری گڈ گولڈ مین۔ میں نے تمام تفصیل سن لی ہے اب تم ایسا کرو کہ اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر میجر آپریشن سنٹر چلے جاؤ۔ افریقی ملک ٹانگا نیکا سے ایک گائیڈ تم لوگوں کو وہاں لے جائے گا۔ باقی آرڈر وہیں پہنچ کر حاصل کرنا۔ اوور اینڈ آل"...... باس نے نیا حکم سنا دیا۔

"ہیلو ایچ کیو سنٹر سپیکنگ۔ اوور"...... دوبارہ وہی کرخت آواز سنائی دی۔

"یس۔ گولڈ مین سپیکنگ۔ اوور"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

"باس کا حکم سن لیا گولڈ مین۔ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر ٹانگا نیکا چلے جاؤ۔ وہاں تم اکیلے ہوٹل بش بی چلے جانا۔ ہوٹل بش بی کے بیرے نمبر سولہ کو گلاب کا مصنوعی پھول پیش کرنا۔ وہ تمہیں ایک آدمی سے ملا دے گا۔ وہ آدمی تمہارا گائیڈ ہو گا۔ وہ تمہیں میجر آپریشن تک لے جانے کے تمام انتظامات خود مکمل کر لے گا اور تمہیں وہاں تک پہنچا دے گا۔ بقیہ احکام تمہیں وہیں جا کر ملیں گے۔ اوور"۔

"اوکے سر۔ میں سب سمجھ گیا۔ اوور"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر دوبارہ سمندر کے شور کی آوازیں تیز ہو گئیں۔ گولڈ مین نے بٹن آف کئے اور پھر ٹرانسمیٹر اور ٹیپ ریکارڈر دونوں کو اٹھا کر الماری میں بند کر دیا۔ وہ کافی دیر تک کرسی پر بیٹھا باس کے حکم پر غور کرتا رہا۔ کیونکہ یہ

حکم بالکل اچانک اور غیر متوقع تھا۔ اس لئے اسے اس بارے میں سوچنا پڑا۔ جہاں تک اس کا خیال تھا کہ باس کو ابھی بھی شک تھا کہ کرنل واسطی کی مبہم رپورٹ پر حکومت کوئی مہم نہیں بھیجے گی۔ اس شک کی بنا پر گولڈ مین اور اس کے ساتھیوں کو میجر آپریشن پر بھیجا جا رہا ہے۔ تاکہ اگر کوئی ایسی مہم وہاں تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو جائے تو وہاں اس کا باآسانی قلع قمع کیا جا سکے پھر اس نے ٹیلی فون اٹھا کر اپنے ساتھیوں کے نمبر ڈائل کئے اور واپسی کا پروگرام بتانا شروع کر دیا۔

جہاز فضا کی لامحدود وسعتوں میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ جہاز کے اندر خاموشی تھی۔ تمام مسافر یا تو کسی اخبار یا رسالے کے مطالعے میں غرق تھے یا آنکھیں بند کئے اونگھ رہے تھے۔ گولڈ مین اور اس کے ساتھی اسی جہاز میں موجود تھے۔ اس جہاز کی منزل ٹانگا نیکا تھی۔ پاکیشیا کے دارالحکومت سے ٹانگا نیکا کے لئے یہ طویل ترین ڈائریکٹ پرواز تھی۔ جو ہفتے میں صرف ایک بار جاتی تھی۔ عمران۔ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، نعمانی، جوزف، چوہان اور دو دوسرے آدمی جو ملٹری انٹیلی جنس سے تعلق رکھتے تھے۔ سارجنٹ سراج اور کیپٹن عارف۔ ان دونوں افراد کا انتخاب عمران نے ملٹری انٹیلی جنس کے ریکارڈ کے گہرے مطالعے کے بعد کیا تھا۔ یہ دونوں ریکارڈ کے مطابق فطری طور پر انتہائی دلیر چالاک، ذہین اور فوری فیصلہ کرنے والے افراد تھے۔ ملٹری انٹیلی جنس میں ان کے بے شمار کارنامے

موجود تھے۔ انہیں اچھی طرح بتلا دیا گیا تھا کہ وہ کس کیس پر کام کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ عمران بطور پارٹی لیڈر جا رہا تھا۔ ایکسٹو نے تمام ممبران کو سختی سے حکم دے دیا تھا اور خاص طور پر تنویر کو کہ عمران کے حکم کے خلاف ایک قدم نہ اٹھایا جائے۔ یہ مہم اس لحاظ سے بے حد خوفناک تھی کہ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں جہاں ہر قدم پر موت کے ہزاروں سامان موجود تھے۔ انہیں کام کرنا پڑے گا اور پھر وحشی اور آدم خور قبیلے کے علاوہ سفید فام سائنسدان اور جاسوس بھی وہاں موجود ہیں۔ عمران اور صفدر ایک سیٹ پر تھے۔ کیپٹن شکیل اور تنویر دوسری پر اور نعمانی اور جوزف اکٹھے موجود تھے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے دونوں افراد بالکل آخر میں بیٹھے تھے۔ یوں یہ تمام لوگ پورے جہاز میں بکھرے ہوئے تھے۔ ادھر گولڈ مین اور اس کے چار ساتھی بھی اس جہاز میں موجود تھے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ جہاز جاسوسوں سے پر تھا۔ عمران خاموشی سے بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ صفدر کافی دیر تک عمران کی خاموشی کو اس لئے برداشت کرتا رہا کہ عمران شاید کسی خاص پوائنٹ پر غور کر رہا ہو۔ لیکن اتنی دیر تک عمران کی خاموشی، وہ برداشت نہ کر سکا۔ خاموش ہوتے ہی عمران کی شخصیت بدل جاتی تھی۔

"عمران صاحب کیا بات ہے۔ آپ خاموش کیوں ہیں"۔ صفدر نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"چپ چپ بیٹھے ہیں ضرور کوئی بات ہے۔ پہلی ملاقات ہے جی

پہلی ملاقات ہے"...... آواز اتنی زیادہ تیز نہیں تھی۔ لیکن جہاز پر مسلط گھمبیر خاموشی کے لئے یہ آواز ہی بم کا دھماکہ ثابت ہوئی۔ سارے جہاز میں گانا گونجنے لگا اور پھر سب مسافر ہڑبڑا کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ زیادہ مسافر چونکہ غیر ملکی تھے اس لئے ان کے منہ بن گئے۔ باقی افراد بری طرح ہنسنے لگے البتہ صفدر کی گھبراہٹ قابل دید تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب۔ کبھی کبھی تو آپ بالکل بچوں جیسی حرکتیں شروع کر دیتے ہیں"۔صفدر کے لہجے میں جھنجھلاہٹ کے ساتھ ساتھ غصہ بھی موجود تھا۔

"اوں آں۔اوں آں"...... عمران شاید صفدر کو ستانے پر تل گیا تھا۔ اس نے بچوں کی طرح بلند آواز میں رونا شروع کر دیا۔ اب صفدر کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ جھنجھلاہٹ اور غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ لیکن مقابل میں عمران تھا اس لئے وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹنے لگا۔ ایک ایئرہوسٹس تیز تیز چلتی ہوئی عمران کے قریب آئی۔

"کیا بات ہے مسٹر۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں"...... ایئرہوسٹس کے لہجے میں شدید حیرت ٹپک رہی تھی اور اسے حیرت ہونی بھی چاہئے کہ اچھا بھلا آدمی یوں بچوں کی طرح رونا شروع کر دے۔

"اوں ہوں۔ مجھے ٹافی لا دو۔ مجھے یہ مارتا ہے۔ اوں ہوں"۔ عمران نے بچوں کی طرح ٹھنکتے ہوئے صفدر کی طرف اشارہ کیا اور

ایئرہوسٹس نے مسکرا کر باسکٹ سے ٹافیوں کا پیکٹ نکالا اور عمران کے ہاتھ پر رکھ دیا اور پھر پورا جہاز زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ لوگوں کے ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ رہے تھے۔ صفدر غریب کو تو عمران کو چھیڑنا ستم بن گیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ گولڈ مین جو سامنے والی سیٹ پر بیٹھا بغور عمران کو دیکھ رہا تھا۔ صفدر کے اٹھتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ میری سیٹ پر تشریف رکھیں"...... اس نے صفدر کو اپنی سیٹ پیش کر دی۔ صفدر ایک لمحے کے لئے ہچکچایا اور پھر اس سیٹ پر بیٹھ گیا گولڈ مین خود عمران کے ساتھ صفدر کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اب سب لوگوں کی نظریں عمران پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ ضرور کوئی حرکت کرے گا۔ لیکن عمران یوں خاموش بیٹھا تھا جیسے اسے کسی بات کا علم ہی نہ ہو۔ گولڈ مین عمران کے قریب بیٹھا۔ کبھی کبھی بڑے غور سے عمران کو دیکھ لیتا۔ عمران کو اس نے صرف ایک بار دیکھا تھا۔ اس وقت جب روشندان کے ذریعے چوگاشے کو گولی مار رہا تھا۔ گو اس وقت بھی اس نے عمران کی ایک جھلک دیکھی تھی۔ مگر اب عمران کی آواز سن کر وہ چونک پڑا تھا۔ کیونکہ اسے یہ آواز گوش آشنا معلوم ہوئی تھی اور اسے یاد آ گیا تھا کہ یہ آواز اس نے کہاں سنی ہے یقیناً یہ آواز موسیو چوگاشے کو گولی مارنے سے پہلے اس نے سنی تھی۔ چنانچہ یقیناً یہی نوجوان اس وقت وہاں موجود ہو گا اور پھر صفدر

کے اٹھنے کو اس نے غنیمت جانا۔ اس طرح وہ نوجوان کے زیادہ قریب ہو سکتا تھا اور پھر قریب بیٹھ کر اس نے بغور عمران کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ دراصل میک اپ کا شک مٹانا چاہتا تھا لیکن عمران کے چہرے پر موجود پلاسٹک میک اپ اتنا مکمل اور بہترین تھا کہ وہ نزدیک سے بھی بغور دیکھ کر نہ پہچان سکا۔

"کیا میں عورت ہوں"...... عمران نے اچانک جھک کر گولڈ مین کے کانوں میں سرگوشی کی۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ گولڈ مین اس اچانک سوال پر گڑبڑا گیا۔ انتہائی غیر متوقع سوال تھا۔ وہ کیا جواب دیتا۔

"نہ۔ نہیں نہیں۔ تو"...... گولڈ مین نے بوکھلاہٹ سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ مجھے یوں بغور کیوں دیکھ رہے ہیں۔ کہیں آپ کی جنس تو نہیں تبدیل ہو رہی"...... عمران نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار گولڈ مین سنبھل چکا تھا۔

"مسٹر خاموش بیٹھو۔ مجھے اس قسم کا مذاق پسند نہیں"...... گولڈ مین نے اس پر رعب جھاڑنے کے لئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تم سے زیادہ سخت لہجے میں میں بھی بول سکتا ہوں۔ ویسے بائی دی وے تمہیں کس قسم کا مذاق پسند ہے"...... عمران شاید اسے ستانے پر تل گیا تھا۔ گولڈ مین اب بھلا کیا جواب دیتا۔ وہ خاموش رہا۔ ویسے اب وہ دل ہی دل میں پچھتا رہا تھا کہ خواہ مخواہ اس

مصیبت کو دعوت دے ڈالی۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ آدمی نہ ہو۔ اس کی صرف آواز ہی اس سے ملتی جلتی ہو۔ کیونکہ عمران کی باتیں سن کر اسے مکمل یقین ہو گیا تھا کہ یہ آدمی مکمل پاگل تو نہیں۔ البتہ ہاف مائینڈڈ ضرور ہے۔ چنانچہ اس نے پیچھا چھڑانے کے لئے صفدر کی طرف دیکھا اور پھر اسے اپنی سیٹ پر واپس آنے کا اشارہ کیا۔ صفدر خاموشی سے اٹھ کر آیا اور اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گولڈ مین واپس اپنی سیٹ پر چلا گیا تھا۔

"صفدر یہ آدمی مجھے خطرناک محسوس ہو رہا ہے"...... عمران نے صفدر کے بیٹھتے ہی اس کے کان میں سرگوشی کی اور صفدر چونک پڑا۔

"کون سا"...... اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔ کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ عمران کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا اور وہ مذاق نہیں کر رہا تھا۔

"جس سے تم نے تبدیلی قلب کی طرح سیٹ تبدیل کی تھی"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس سے کیا خطرہ درپیش ہو سکتا ہے"...... صفدر شاید کچھ سمجھ نہ سکا تھا۔

"اس کی جنس تبدیل ہو رہی ہے"...... عمران نے صفدر کو جواب دیا اور صفدر شرمندہ ہو گیا۔

"تم ان لوگوں کو بھول گئے جنہوں نے موسیو چوگاشے کو قتل کر

دیا تھا۔ کرنل واسطی کو خودکشی پر مجبور کیا تھا۔ ریکارڈ آفس سے فائل غائب کروا دی وغیرہ وغیرہ"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی پر جمی ہوئی برف پگھلنی شروع ہو گئی ہو۔ اب اسے سب کچھ سمجھ آنے لگ گیا تھا۔

"آپ کو کیسے شک ہوا"...... صفدر نے سوال کیا۔

"میں نے دیکھا"...... عمران نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

"کیا دیکھا"...... صفدر پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

"میں نے دیکھا کہ اس کے سر پر سینگ نکل رہے ہیں۔ فضا کی بلندیوں میں آ کر تمہاری عقل شاید ہوائی جہاز سے باہر پرواز کر گئی ہے۔ صفدر صاحب تمہارے اٹھتے ہی وہ فوراً میرے قریب آ بیٹھا اور پھر اس نے بغور میرے چہرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ جیسے وہ میک اپ کو چیک کرنا چاہتا ہو اور جب اسے ناکامی ہوئی تو وہ اٹھ کر واپس چلا گیا"...... عمران نے شک کی وجہ بھی بتائی۔

"لیکن اسے آپ پر شک کیسے ہوا عمران صاحب"...... صفدر بھی شاید سب کچھ پوچھنے پر تل گیا تھا۔

"میں تو شیطان کی طرح مشہور ہوں اور پھر جب موسیو چوگاشے کو قتل کیا گیا میں اس کے ساتھ تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے"...... صفدر نے تشویش زدہ لہجے میں جواب دیا اور پھر اس نے بے خیالی میں سیٹ کو مضبوطی سے پکڑا اور اسی لمحے چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"کیوں کیا بات ہے"...... عمران نے اسے چونکتے دیکھا۔

"کچھ نہیں"...... صفدر نے عمران کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا اور پھر دوسرے لمحے اس کی مشاق انگلیاں سیٹ کے نیچے تختے پر رینگنے لگیں۔ پھر جب وہ واپس آئیں تو ان انگلیوں میں ایک چھوٹا سا ڈکٹا فون تھا۔ جس کی ایک سائیڈ میں ایسا مصالحہ لگا ہوا تھا جو لکڑی کپڑا ہر جگہ آسانی سے چپٹ جاتا تھا۔ عمران نے خاموشی سے وہ ڈکٹا فون صفدر کے ہاتھ سے لے لیا اور اس نے قدرے جھک کر ڈکٹا فون کے رسیور سے منہ لگا کر زور سے پھونک مار دی اور دوسرے لمحے صفدر اور عمران نے قریب بیٹھے گولڈ مین کو بری طرح اچھلتے دیکھا۔ اس نے ہاتھ اپنے بائیں کان پر رکھا ہوا تھا۔ لیکن اس نے اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی عمران اور صفدر کی طرف توجہ نہ دی۔ شاید وہ انہیں یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ ڈکٹا فون کا رسیور اس کے کان میں ہے۔ لیکن عمران نے تو پھونک اس لئے ماری تھی۔ نتیجہ میں انہیں پتہ چل گیا کہ ڈکٹا فون سے ان کی باتیں کون سن رہا ہے۔ عمران نے خاموشی سے ڈکٹا فون جیب میں ڈال لیا۔

"اب کیا کیا جائے عمران صاحب"...... صفدر نے پوچھا۔

"کیا خیال ہے اگر ٹوئسٹ ڈانس کر لیا جائے تو"...... عمران نے صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر پارٹنر کیسے تلاش کئے جائیں گے"...... صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"شمع کو اٹھا لو پروانے خود بخود ساتھ چلے آئیں گے"...... عمران نے فلمی انداز میں مکالمہ بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں"...... صفدر شاید شروع سے ہی تمام اشارات سمجھ گیا تھا۔

"ہم ٹانگا نیکا کی سرحدوں سے صرف دس منٹ کے فاصلے پر ہیں۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد جہاز ٹانگا نیکا کے ہوائی اڈے پر اتر جائے گا۔ اس لئے دس منٹ کے اندر اندر کچھ ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"آپ پروگرام تو بتلائیں"...... صفدر جھنجھلا گیا۔ اسے وقت کے ضائع ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔ پھر عمران اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس کا رخ ٹوائلٹ کی طرف تھا۔ گولڈ مین نے عمران کو اٹھتے دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ اس کی بے چین نظریں اس وقت تک عمران کا تعاقب کرتی رہیں۔ جب تک وہ ٹوائلٹ کے اندر داخل نہیں ہو گیا۔ اس کے چہرے پر قدرے پریشانی اور تذبذب کے آثار نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد عمران ٹوائلٹ سے باہر نکلا اور پھر چلتا ہوا سیدھا گولڈ مین کی طرف بڑھا۔ وہ گولڈ مین کے قریب آکر رکا اور اس نے جھک کر گولڈ مین سے کہا۔

"مسٹر"...... مگر دوسرے لمحے جہاز کے تمام افراد بری طرح چونک پڑے کیونکہ گولڈ مین نے ایک جھٹکے سے ریوالور نکال لیا تھا۔

"مم۔ مم مگر میں تو ماچس مانگ رہا تھا"...... عمران نے چہرے پر

خوف پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اس کا ریوالور دیکھ کر ایئر ہوسٹس خوف سے چیخ پڑی۔ شاید اس نے سمجھا کہ وہ طیارے کو اغوا کرنے والے کسی گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایئر ہوسٹس کی اس بے اختیار چیخ کو سن کر سٹیوارڈ بھاگتا ہوا آیا اور پھر گولڈ مین کو گھیر لیا گیا۔ عمران واپس آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک خوف موجود تھا۔ گولڈ مین سے ریوالور چھین کر اسے حراست میں لے لیا گیا۔ گولڈ مین نے سٹیوارڈ کو بہت یقین دلانے کی کوشش کی کہ اس نے غلط فہمی پر ریوالور نکالا تھا۔ وہ سمجھا کہ یہ شخص اس پر حملہ کرنے لگا ہے لیکن ظاہر ہے کسی کو اندرونی حالات کا علم تو نہیں تھا۔ کہ وہ پہلے والی بات پر یقین کرتے۔ اتنے میں طیارے کا ٹانگا نیکا کے اڈے پر اترنے کا اعلان ہونے لگا۔ پائلٹ نے اڈے پر موجود سیکورٹی پولیس کو گولڈ مین کے متعلق اطلاع دے دی تھی۔ اس لئے وہاں سیکورٹی پولیس گولڈ مین کو حراست میں لینے کے لئے تیار تھی۔

"شمع تو جل گئی مگر پروانوں کا کیا ہو گا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے اسے عمران کا یہ نفسیاتی داؤ بے حد پسند آیا تھا۔

"ابھی تم دیکھو تو سہی کیا تماشا ہوتا ہے"...... عمران نے جواب دیا جہاز ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا۔ دروازہ کھلا اور پھر سب سے پہلے سیکورٹی پولیس کے آدمی اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے گولڈ مین کو حراست میں لے لیا جب وہ گولڈ مین کو لے کر چلے تو اچانک ایک

فائر ہوا اور ساتھ ہی جہاز ایک زوردار چیخ سے گونج اٹھا۔ یہ ایک سکیورٹی آفیسر کی چیخ تھی۔ گولی اس کی پشت میں لگی تھی۔ جہاز میں ایک ہنگامہ ہو گیا۔ مسافروں کی چیخ و پکار سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پھر وہاں بھگدڑ مچ گئی۔ عمران ٹوائلٹ جاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو لاتعلق رہنے کا اشارہ کر گیا تھا۔ چنانچہ عمران اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے رہے دوسرے لمحے جہاز میں بھگدڑ مچ چکی تھی۔ ہر آدمی ایک دوسرے کو دھکیل کر باہر نکلنا چاہتا تھا۔ گولڈ مین نے سکیورٹی آفیسر کو گراتے ہی جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ جہاز کے دروازے سے باہر ہو چکا تھا۔ جہاز کے باہر موجود پولیس نے اسے دبوچنا چاہا مگر اس نے جیب سے ایک دستی بم نکال کر ان پر اچھال دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پھر پولیس آفیسروں کے جسموں کے ٹکڑے اڑ گئے اور رن وے پر دھواں سا چھا گیا۔ پھر دروازے سے اندھا دھند مسافر جہاز سے باہر نکلنے لگے۔ ایک بھگدڑ مچ گئی۔ جس طرف جس کا منہ آیا بھاگ کھڑا ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھی سب سے آخر میں باہر نکلے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کسٹم گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

"عمران صاحب یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔ گولڈ مین اور اس کے ساتھی صاف نکل گئے"...... صفدر نے عمران سے سرگوشی کی۔

"تو کیا ہم نے ان کا اچار ڈالنا تھا۔ بس انہیں تھوڑا سا سبق دینا تھا دے دیا۔ اب ٹانگا نیکا کی پولیس ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی اور ہم

اطمینان سے آگے بڑھ جائیں گے"...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا اور صفدر خاموش ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی جلد ہی کسٹم گیٹ پر پہنچ گئے۔ وہاں موجود آفیسروں نے انہیں روک لیا کیونکہ ایئرپورٹ پر ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ اس لئے پولیس کی بھاری جمعیت نے پورے ایئرپورٹ کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ بہت سے دیگر مسافر بھی وہاں موجود تھے۔ کافی دیر بعد ایک پولیس آفیسر نے ان کے پاسپورٹ چیک کئے اور پھر تھکا دینے والی جرح کے بعد انہیں آزادی ملی انہوں نے کسٹم سے سامان وصول کیا اور پھر باہر کھڑی ہوئی ٹیکسیوں کی طرف بڑھ گئے۔

گولڈ مین بم پھینک کر اس طرف بھاگا جدھر ہینگر موجود تھا جلد ہی وہ ہینگرز کے قریب پہنچ گیا اس کے ساتھی نجانے کہاں گئے تھے۔ ہینگرز پر موجود تمام لوگ بھی جہاز کے قریب بم پھٹنے کا سن کر جہاز کی طرف دوڑ پڑے تھے۔ اس لئے گولڈ مین کو چھپ کر ورکشاپ میں داخل ہونے کا موقع مل گیا تھا۔ لیکن اب ورکشاپ سے باہر نکلنا بھی ایک مسئلہ تھا کیونکہ اس کا کوٹ پھٹ چکا تھا۔ ورکشاپ میں داخل ہونے کے بعد وہ جیسے ہی ایک جہاز کے پیچھے سے نکلا ایک سنتری کی نظر اس پر پڑ گئی۔

"ہینڈز اپ"...... سنتری نے اپنی بندوق سیدھی کر لی۔ گولڈ مین نے چونک کر ہاتھ اونچے کر لئے۔ مگر اس کی تیز نظروں نے ایک لمحہ میں چیک کر لیا کہ سنتری کے علاوہ اس ورکشاپ میں اور کوئی موجود نہیں ہے۔ یہ سنتری شاید ضرورت سے زیادہ فرض شناس تھا کہ گڑبڑ

وجود اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔

"کون ہو تم"...... سنتری نے گمبھیر آواز میں پوچھا۔ مگر گولڈ مین نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی۔ یہ چھلانگ اتنی غیر متوقع تھی کہ وہ سنبھل نہ سکا اور گولڈ مین کو لیتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ بندوق اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی اور پھر سنتری کے اٹھنے سے پہلے ہی گولڈ مین پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے اس کی بوٹ کی زوردار ضرب اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے سنتری کی کنپٹی پر پڑی اور وہ دوبارہ ڈھیر ہو گیا۔ گولڈ مین نے دو چار اور بھرپور ٹھوکریں رسید کر دیں اور سنتری جلد ہی ہوش وحواس کی دنیا کو خیرباد کہہ کر عالم بے ہوشی کی طرف ہجرت کر گیا۔ اسے بے ہوش دیکھ کر گولڈ مین نے بڑی پھرتی سے اسے ایک سائیڈ پر گھسیٹا اور پھر اس کے کپڑے اتارنے لگا۔ اس کی پھرتی قابل دید تھی۔ جیسے کوئی آٹو میٹک مشین کام کر رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنا لباس اتار کر سنتری کی وردی زیب تن کر چکا تھا۔ پھر اس نے بندوق اٹھائی اور ورکشاپ کے خارجی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قدم انتہائی تیز تھے۔ مختلف ورکشاپوں سے ہوتا ہوا وہ آخر خارجی گیٹ تک پہنچ گیا۔ دیگر ورکشاپوں میں کام کرتے ہوئے لوگوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ خارجی گیٹ سے بھی وہ بآسانی باہر نکل گیا۔ باہر نکل کر اس نے اطمینان کا سانس لیا بندوق پھینکی اور پھر سائیڈ میں چلنے لگا۔ جلد ہی اسے ایک ٹیکسی مل

گئی۔

"مین مارکیٹ چلو"...... گولڈ مین نے کہا اور پھر جلد ہی وہ مین
مارکیٹ پہنچ گیا۔ اس نے ایک دکان سے ریڈی میڈ سوٹ خریدا اور
پھر بنڈل لے کر وہ ایک اور ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ گولڈ مین نے افر
زبان میں ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ جلد
ہی وہ ایک چھوٹے سے ہوٹل کے قریب رک گیا اس نے جیب سے
چند سکے نکالے اور ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ کپڑے
تبدیل کرتے وقت وہ اپنا بٹوہ لینا نہیں بھولا تھا۔ یہ ایک چھوٹا
کیفے نما ہوٹل تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک کیبن کی طرف مڑ
پھر اس نے کیبن کا پردہ کھینچ دیا۔ ابھی وہ بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک
ویٹر اس کے سر ہو گیا۔ اس نے اسے کافی کا آرڈر دیا۔ ویٹر چلا گیا۔ جلد
ہی کافی سرو کر دی گئی۔ ویٹر کے جانے کے بعد اس نے پردہ برابر کیا
اور پھر سنتری کا لباس اتار کر اس نے جلدی جلدی وہ ریڈی میڈ سوٹ
پہننا شروع کیا۔ سوٹ پہن کر اس نے سنتری کے لباس کا بنڈل
باندھا اور پھر دو چار طویل گھونٹوں میں اس نے کافی کی پیالی خالی کر
دی۔ جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر اس نے پیالی کے نیچے
رکھ دیا اور پردہ اٹھا کر ایک لمحے کے لئے اس نے جھانکا۔ جب کسی
اپنی طرف متوجہ نہ دیکھا تو لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا کیفے سے باہر نکل
آیا۔ اس نے قریب ہی ایک چھوٹی سی گلی میں سنتری کی وردی کا
بنڈل پھینکا اور پھر وہ جلد ہی ایک خالی ٹیکسی حاصل کرنے میں

یب ہو گیا۔ اس نے اسے سرلینڈ ہوٹل چلنے کے لئے کہا اور پھر
تیز رفتاری سے سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ ابھی وہ ایک موڑ مڑے
تھے کہ اچانک ڈرائیور نے زوردار بریک لگائے۔ گولڈ مین جو
خیال میں مست تھا۔ اس کا سر زور سے اگلی سیٹ کی پشت سے
گیا۔ جب اس نے ڈرائیور کو گالیاں نکالنے کے لئے سر اٹھایا تو
چوکڑی بھول گیا۔ کیونکہ ٹیکسی پولیس کے گھیرے میں تھی۔
باقاعدہ پولیس چیک پوسٹ تھی۔

"باہر نکلو"...... ایک پولیس آفیسر نے دروازہ کھول کر ریوالور
کے پہلو سے لگا دیا۔

م۔ مگر بات کیا ہے"...... گولڈ مین جھنجھلا کر بولا۔

"بات یہ ہے دوست کہ تم اپنا حلیہ تبدیل کرنا بھول گئے
"...... پولیس آفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور گولڈ مین ایک
سانس لے کر رہ گیا۔ کپڑوں سے تو وہ چھٹکارا پا چکا تھا مگر
۔ اس کا تو اسے خیال بھی نہیں آیا تھا۔ کہ ٹانگا نیکا کی پولیس
مستعد ثابت ہو گی۔ اس نے اس پہلو پر سوچا ہی نہیں کہ جہاز
لے نے پولیس کو اس کے حلئے سے پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا
۔ پولیس نے اس کی تلاشی لی اور پھر اسے دو آفیسروں کی نگرانی
پیٹرولنگ وین پر بٹھا کر ہیڈ کوارٹر کی طرف بھیج دیا گیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایئرپورٹ سے باہر نکل کر ایک اچھے سے ہوٹل میں ڈیرہ جمایا اور پھر عمران کے حکم پر ان سب نے میک اپ کر لیا۔ وہاں عمران کو دو دن لگ گئے۔ ان دو دنوں عمران زیادہ تر اپنے کمرے سے غائب رہتا۔ تیسرے دن اس نے ا قبیلے کی طرف روانگی کا حکم سنا دیا۔

"مگر کس پر جائیں گے"...... تنویر سے نہ رہا گیا۔ اس نے پو ہی لیا۔

"ایک ریل گاڑی ٹانگا نیکا سے چلتی ہے اور پھر افریقہ کے و قبائل کے درمیان سے گزرتی ہوئی سیدھی انکانا اسٹیشن پر پہنچ جا ہے"...... عمران کا لہجہ بے حد طنزیہ تھا۔

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو"...... تنویر کو جلال آ گیا۔

"اچھا یہ نئی بات سن رہا ہوں۔ یہ مذاق بھی پتنگ کی کسی ق

کو کہتے ہیں یا پھر کبوتر کی کوئی قسم ہو گی"...... عمران شاید اسے ستانے پر تل گیا تھا۔ تنویر غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر صفدر نے اسے سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کر دیا۔

"تو عمران صاحب تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں یہاں سے تقریباً سو میل تک تو ہم جیپوں پر جائیں گے۔ اس کے بعد گھنا جنگل شروع ہو جاتا ہے وہاں سے پیدل ڈبل مارچ کرنی پڑے گی"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا انکانا قبیلے کا راستہ معلوم ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"یہ ہمارا بلیک اینڈ ریڈ آدمی کب کام آئے گا"...... عمران نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جوزف نے خوشی سے دانت نکال دیئے۔ اس دلیل نے سب کو مطمئن کر دیا۔ پھر عمران نے ہوٹل کا بل چکایا اور انہیں لے کر ٹیکسیوں میں چل دیا۔ شہر سے کافی دور ایک چھوٹے سے احاطے میں بڑی بڑی جیپیں موجود تھیں۔

"کیپٹن شکیل، نعمانی، چوہان اور کیپٹن عارف تم ایک جیپ میں بیٹھو۔ تم لوگ باری باری ڈرائیونگ کرو گے کیونکہ راستہ بے حد خراب ہے۔ میں صفدر، تنویر، جوزف، سارجنٹ سراج اور موسیو نشارا اگلی جیپ میں ہوں گے"...... عمران نے بتلایا۔

"یہ موسیو نشارا کون صاحب ہیں"...... صفدر نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ یہاں کے مقامی آدمی ہیں۔ بہترین نشانہ باز اور ذہین آدمی ہیں۔ میں نے انہیں کرائے پر اپنے ساتھ لے لیا ہے۔ ابھی آجاتے ہیں"...... عمران نے بتلایا اور پھر چند لمحوں بعد احاطے میں ایک لمبا تڑنگا افریقی داخل ہوا۔ افریقی ہونے کے باوجود اس کے جسم پر سوٹ موجود تھا۔

"چلیں مسٹر عمران"...... افریقی نے انگریزی زبان میں عمران سے پوچھا۔

"ہاں موسیو نشارہ چلیں"...... عمران نے جواب دیا اور باقی سب لوگ ہنس پڑے۔ نشارا اچھل کر اگلی جیپ میں سوار ہو گیا۔ ان کے ساتھ والے سامان کے علاوہ دونوں جیپیں مختلف تھیلوں سے بھری ہوئی تھیں۔ نہ جانے عمران نے کیا کیا خرید لیا تھا۔ جیپیں سٹارٹ ہو کر احاطے سے باہر نکلیں۔ پہلی جیپ کا سٹیرنگ عمران کے ہاتھوں میں تھا اور پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ کیپٹن شکیل نے سنبھال رکھی تھی۔ کافی دور تک دونوں جیپیں ایک پختہ سڑک پر دوڑتی چلی گئیں۔ پھر پختہ سڑک ختم ہو گئی اب ایک کچی سی سڑک تھی جس کی حالت قطعی ناگفتہ بہ تھی۔ اب رفتار آہستہ کر دی گئی کیونکہ راستہ بے حد خراب تھا اور کسی بھی لمحے جیپ کے الٹنے کا خطرہ تھا۔ جیپیں آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔ پھر جنگل شروع ہو گیا۔ اب راستہ مزید خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے رفتار پہلے سے بھی کم کر دی گئی۔ عمران اور کیپٹن شکیل تو ڈرائیونگ کے چکر میں پھنسے

ہوئے تھے البتہ باقی لوگ جنگل کا نظارہ بڑی دلچسپی سے کر رہے تھے۔ چلتے چلتے انہیں شام ہو گئی۔ پھر جیپ کی ہیڈ لائٹس آن کر دی گئی اور جیپیں اب چیونٹی کی رفتار سے آگے بڑھنے لگیں۔ اچھا خاصا اندھیرا ہو چکا تھا۔

"میرے خیال میں آج رات کیمپ یہیں لگائے جائیں"۔ عمران نے جیپ روکتے ہوئے تجویز پیش کی اور پھر اس کی تائید میں باقی لوگوں نے بھی سر ہلا دیئے۔ کیونکہ اس خراب سفر میں دھکے کھا کھا کر ان کے جسموں کی چولیں ہل گئی تھیں۔ جیپوں کو ایک سائیڈ میں کھڑا کر دیا گیا اور پھر عمران کے ساتھیوں اور فوجیوں نے مل کر کیمپ لگانے شروع کر دیئے۔ کل تین کیمپ لگائے گئے تھے۔ عمران نشارا اور دو اور ساتھی ایک کیمپ میں ہو گئے۔ باقی دو دوسرے کیمپوں میں بٹ گئے۔ وہیں آگ جلا دی گئی اور پھر بند ڈبوں سے کھانا نکال کر سب لوگ کھانے لگے۔ کیمپوں کی نگرانی کے لئے مختلف وقت مقرر کر دیئے گئے۔ جوزف، نشارا اور کیپٹن عارف کی پہلے ڈیوٹی تھی۔ باقی سب لوگ چونکہ بے حد تھک گئے تھے۔ اس لئے جلد ہی پاؤں پسار کر سو گئے البتہ جوزف، نشارا اور کیپٹن عارف کیمپوں کے باہر برین گنیں ہاتھ میں لے کر پہرہ دینے میں مصروف تھے۔ پچھلی رات تنویر، نعمانی اور صفدر کی پہرہ دینے کی باری تھی۔ اب صبح صادق کا نظارہ بے حد دلفریب تھا۔ مختلف پرندوں کی چہکار سے سارا جنگل گونج اٹھا تھا اور ہلکی ہلکی روشنی اندھیرے سے آنکھ مچولی کھیل

رہی تھی۔ تنویر اور نعمانی تو اس نظارے میں مست ہو گئے۔ مگر صفدر بے حد چوکنا تھا۔ دراصل ابھی ابھی اس کے کانوں میں ایک عجیب سی آواز پہنچی تھی۔ چونکہ اس کا کیمپ جیپوں سے زیادہ قریب تھا اس لئے آواز اس کے کانوں میں پڑ گئی۔ پہلے تو اس نے اسے اپنا وہم گردانا۔ مگر دوسری مرتبہ یہ آواز سن کر وہ چوکنا ہو گیا۔ یہ آواز جیپوں کی دوسری طرف سے آ رہی تھی۔ چنانچہ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا جیپوں کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں کسی بھی ناگہانی افتاد سے نپٹنے کے لئے برین گن موجود تھی۔ اس کی انگلی ٹریگر دبانے کے لئے پوری طرح تیار تھی۔ وہ ایک جیپ کے قریب جیسے ہی پہنچا۔ اچانک اسے محسوس ہوا جیسے کوئی آدمی جیپ کا دروازہ کھول کر دوسری طرف کودا ہو۔ پھر دوسرے لمحے وہ جھک کر جیپ کے آگے رینگتا ہوا دوسری طرف آیا۔ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ صفدر چند لمحوں تک آہٹ لیتا رہا۔ لیکن وہاں کوئی ہوتا تو نظر آتا۔ البتہ پرندوں کی چہکار اس کے سر پر گونج رہی تھی۔ اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر کھڑا ہو گیا۔ اب اسے اپنے وہم پر خود ہی ہنسی آ گئی۔ اس نے سنا تھا کہ جنگل میں ایسی آوازیں اور سرسراہٹیں عام طور پر محسوس ہوتی ہیں کہ آدمی شک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس نے اطمینان کے لئے جیپ کا دروازہ کھولا۔ اندر جھانکا اور اندر کے ماحول کا جائزہ لینے لگا۔ تمام سامان موجود تھا۔ اس نے دوسری جیپ کا بھی اندر سے جائزہ لیا اور پھر اطمینان سے قدم اٹھاتا ہوا واپس کیمپ کی طرف چل پڑا۔ اب

ے کیا معلوم تھا کہ قریب ہی درخت کی اوٹ سے دو آنکھیں صفدر ے اطمینان پر مسکرا رہی تھیں۔

گولڈ مین کو چیف آفیسر کی آمد تک لاک اپ میں بھیج دیا گیا۔
لاک اپ میں گولڈ مین اکیلا تھا۔ باہر ایک سپاہی رائفل لئے پہرہ دے رہا تھا۔ گولڈ مین چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کوٹ کے اندر ہاتھ ڈالا اور بغل کے نیچے سے چمٹی ہوئی ایک چمڑے کی پیٹی سے ایک چھوٹا سا آلہ باہر نکال لیا۔ یہ ایک چپٹا سا پنسل نما آلہ تھا۔ اس نے آلہ نکال کر ادھر ادھر دیکھا۔ سپاہی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ گولڈ مین اٹھ کر دور کونے میں چلا گیا۔ اس نے آلے کا پچھلا حصہ دبایا تو آلے کی نوک سے ایک پتلی سی سوئی باہر نکل آئی۔ جو تیزی سے گھوم رہی تھی۔ گولڈ مین نے وہ سوئی دیوار کے ساتھ لگا دی۔ دیوار گو سیمنٹ کے بلاکوں سے بنی ہوئی تھی لیکن وہ سوئی اس میں اس تیزی سے گھستی چلی گئی جیسے وہ سیمنٹ کی بجائے موم کی بنی ہوئی ہو۔ جلد ہی پوری سوئی دیوار میں گم ہو گئی۔ چند لمحے گولڈ مین رکا

۔ پھر اس نے سوئی واپس کھینچ لی۔ اب دیوار میں ایک باریک سوراخ تھا۔ سوراخ اتنا باریک تھا کہ بغور دیکھنے کے باوجود بھی نظر نہیں آسکتا تھا۔ پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا سوئی تو واپس چلی گئی۔ البتہ آلے میں سے ہلکی ہلکی آواز آنے لگی۔
"ہیلو ہیلو ہیڈ کوارٹر سپیکنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے ہلکی سی آواز آئی۔
"گولڈ مین سپیکنگ فرام ٹانگا نیکا۔ اوور"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔
"گولڈ مین تم ٹانگا نیکا پہنچ چکے ہو۔ کیا بات ہے تم نے پوائنٹ فور پر کیوں بات کی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے آواز آئی۔ لہجے میں ہلکی سی پریشانی تھی۔ پھر گولڈ مین نے تمام حالات بتا دیئے۔
"اس کا مطلب ہے تم خطرے میں ہو۔ ٹھیک ہے ہم ابھی ٹانگا نیکا کو کال کر کے تمہارے متعلق اطلاع دے دیتے ہیں جلدی ہی تمہیں رہا کرا لیا جائے گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے آواز آئی۔
"او کے سر۔ اوور"۔ گولڈ مین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"اوور اینڈ آل"...... جواب دیا گیا اور پھر گولڈ مین نے بٹن بند کر کے آلہ دوبارہ واپس بغل کے نیچے موجود چرمی پیٹی میں رکھ دیا۔ اب وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ پھر چند ہی منٹوں بعد دروازہ کھولا گیا اور دو سپاہی اسے لے کر اندر آفس کی طرف چل پڑے۔ جلد ہی گولڈ مین

چیف آفیسر کے سامنے تھا۔

"اس کی تلاشی لی ہے"...... چیف آفیسر نے جو ادھیڑ عمر کا آ
تھا۔ دوسرے آفیسروں سے پوچھا۔

"جی ہاں"...... ایک آفیسر نے جواب دیا۔

"کیا برآمد ہوا ہے"...... چیف آفیسر نے پوچھا۔ پھر ایک آفی
نے ایک رومال کھول کر میز پر رکھ دیا۔ اس میں ایک پاسپورٹ تھا،
بٹوہ اور چند معمولی قسم کے کاغذات تھے۔

"تلاشی اچھی طرح لی گئی ہے"...... چیف آفیسر نے بغور گولڈ مین
کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں"...... اسی آفیسر نے جواب دیا۔ جس نے وہ چیزیں پیش
کی تھیں۔

"ایسے مجرم بے حد خطرناک ہوتے ہیں۔ میرے سامنے اس کی
مکمل تلاشی لو"...... چیف آفیسر شاید حد سے زیادہ محتاط واقع ہوا تھا۔
چیف آفیسر کے حکم پر ایک بار پھر آفیسر نے گولڈ مین کی تلاشی لینی
شروع کر دی۔ اس کے ارد گرد چند سپاہی ریوالور تانے کھڑے تھے۔
اس لئے گولڈ مین خاموشی سے کھڑا تھا۔ پھر اچانک آفیسر کا ہاتھ گولڈ
مین کی بغل کے نیچے پہنچ گیا۔ پھر وہ حیرت سے اچھل پڑا۔

"کیا ہوا"...... سب نے اسے چونکتے دیکھ کر پوچھا اور پھر آفیسر
نے اس کے کپڑے اتار دیئے۔ اب ایک چرمی ڈوری کے ذریعے چرمی
پیٹی اس کے بغل میں موجود صاف نظر آنے لگی۔ آفیسر نے وہ چرمی

پیٹی اتار لی اور پھر جب اندر ہاتھ ڈال کر وہ آلہ نکالا تو سب حیران رہ
گئے۔ چیف آفیسر کے چہرے پر اپنی کامیابی اور دور اندیشی پر خوشی کی
پرچھائیاں رقص کر رہی تھیں۔

"یہ کیا ہے"...... چیف آفیسر نے پوچھا۔

"یہ بظاہر تو کوئی پنسل نظر آ رہی ہے"...... آفیسر نے کہا۔

"نہیں پنسل اس طرح چھپا کر نہیں رکھی جاتی"...... پھر آفیسر
نے آلے کو پشت کی طرف سے دبایا۔ وہ ایسا بہت احتیاط سے کر رہا
تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں بٹن دبتے ہی کوئی بم وغیرہ نہ
پھٹ پڑے۔ مگر بٹن دبتے ہی اس کی نوک سے ایک پتلی سی لمبی
سوئی باہر نکل آئی جو انتہائی تیزی سے گھوم رہی تھی۔ آفیسر حیرت سے
دیکھ رہے تھے لیکن اس کی وجہ تسمیہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی
تھی۔ آفیسر نے پھر وہی بٹن دبایا وہ سوئی واپس چلی گئی۔ لیکن کچھ بھی
نہ ہوا۔

"کچھ پتہ نہیں چل رہا سر۔ بہرحال یہ کوئی پراسرار آلہ ہے"۔ چیف
آفیسر نے گولڈ مین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور گولڈ مین دل
ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ جب تک سوئی
کو کسی دیوار کے اندر ایک دفعہ نہ گھونپ دیا جائے۔ ٹرانسمیٹر نہیں
جاگ سکتا اور اس آئیڈیئے کا کوئی تصور ہی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے
وہ مطمئن تھا۔ کہ یہ کتنا ہی زور لگالیں اس کی اصل ماہیت کا اندازہ
نہیں لگا سکتے۔

"بتاؤ یہ کیا ہے"...... ایک آفیسر نے سخت لہجے میں گولڈ مین سے پوچھا۔

"ایک پنسل ہے"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔ اس کے اطمینان بھرے لہجے نے آفیسروں کے دلوں میں آگ بھر دی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس کے خلاف کوئی مزید کارروائی کرتے ایک چپڑاسی کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ایک لفافہ چیف آفیسر کے سامنے رکھ دیا۔ چیف آفیسر نے حیرت سے لفافہ کھول کر اس میں سے کاغذ نکالا اور پھر کاغذ پڑھ کر وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے الٹ پلٹ کر کاغذ دیکھا اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے کاغذ واپس لفافے میں رکھ دیا۔ باقی لوگ اس کی شکل دیکھ رہے تھے۔

"اس آدمی کو وزارت داخلہ نے فوراً طلب کیا ہے"...... اس نے آفیسر کو کاغذات کے مندرجات کے متعلق بتلاتے ہوئے کہا۔

"پھر جناب"...... آفیسر بھی اس اچانک حکم پر قدرے پریشان ہو گئے۔

"اسے مسلح حفاظت میں فوراً سیکرٹری کے سامنے پیش کرنے کا انتظام کیا جائے"...... چیف آفیسر نے کہا اور خود اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد ایک پٹرولنگ جیپ گولڈ مین اور دو سپاہیوں کو لے کر تیزی سے سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ ایک سنسان سی سڑک پر اچانک ایک کار نے آگے بڑھ کر ان کا راستہ روک لیا۔ پھر تین نقاب پوشوں نے جیپ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر تین اور نقاب

پوش بھی جو شاید سڑک کی سائیڈوں میں چھپے ہوئے تھے آگے بڑھ آئے۔ دوسرے لمحے وہاں سپاہیوں کی چیخیں گونج اٹھیں۔ سائیلنسر لگے ریوالور سے نکلی ہوئی گولیاں ان کے سینوں پر پڑی تھی۔ یہی حشر ڈرائیور اور اس آفیسر کا بھی جس کے چارج میں گولڈ مین کو لے جایا جا رہا تھا۔ گولڈ مین کے ہاتھ ہتھکڑیوں سے آزاد کرا لئے گئے اور پھر گولڈ مین کو لے کر وہ نقاب پوش کار میں بیٹھ گئے اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ چند ہی لمحوں بعد گولڈ مین ایک عظیم الشان کوٹھی کے ایک کمرے میں بیٹھا تھا۔ تین نقاب پوش جو اب اپنے نقاب اتار چکے تھے۔ اس کے پاس بیٹھے تھے۔ یہ تینوں غیر ملکی تھے۔

"ہیڈ کوارٹر میں میری رہائی کی اطلاع دے دی گئی ہے"۔ گولڈ مین نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... ایک غیر ملکی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اب تم ذرا اپنے آدمیوں سے پتہ کرو کہ عمران اور اس کے ساتھی کیا انکانا قبیلے کی طرف چل پڑے ہیں"...... گولڈ مین نے ایک اور ہدایت کی۔

"بہتر۔ میں ابھی پتہ کرا دیتا ہوں"...... ایک نے جواب دیا اور پھر گولڈ مین نے عمران کا حلیہ تفصیل سے بتلا دیا حلیہ سن کر ایک آفیسر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میرے باقی ساتھیوں کا کیا ہوا"...... گولڈ مین نے پوچھا۔

"وہ پولیس مقابلے میں مارے گئے"...... ایک غیر ملکی نے جواب

دیا۔

"اوہ"....... گولڈ مین ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی آفیسر کمرے میں داخل ہوا۔

"ہدایات دے دی گئی ہیں۔ جلد ہی عمران کے متعلق اطلاعات مل جائیں گی"....... غیر ملکی نے گولڈ مین سے کہا اور گولڈ مین نے جواب میں سرہلا دیا۔ پھر عمران وغیرہ کے متعلق انہیں دوسرے دن اطلاع ملی۔ وہ بھی مبہم سی کہ ایک پارٹی دو جیپوں میں افریقہ کے وسط کی طرف چلی گئی ہے۔ اس کے لیڈر اور قدوقامت سے گولڈ مین نے اندازہ لگایا کہ یہ ضرور عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ حلیہ تو گو ویسا نہیں تھا لیکن قدوقامت عمران جیسا ہی بیان کیا گیا تھا۔

"ہمیں ان کا تعاقب کرنا چاہئے۔ آپ مجھے چار آدمی اور جیپ دیں۔ میں راستے میں ہی ان کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں"....... گولڈ مین نے غیر ملکیوں سے کہا۔

"مگر اطلاع کے مطابق وہ لوگ تو تعداد میں کافی ہیں"....... ایک غیر ملکی جو شاید ٹانگا نیکا کا مقامی انچارج تھا نے جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں۔ وہ رات کو یہاں سے تقریباً سو کلو میٹر دور کیمپ لگائیں گے۔ ہم ایک اور راستے سے وہاں پہنچ جائیں گے اور میرا ارادہ ہے کہ رات کو جب وہ لوگ سو رہے ہوں ان کی جیپوں میں وائرلیس بم فٹ کر دوں پھر دوسرے دن جب وہ لوگ سفر کریں گے۔ تو وائرلیس بم چارج کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح وہ

لوگ ختم ہو جائیں گے"....... گولڈ مین نے پروگرام بتلایا۔

"ٹھیک خیال ہے۔ یہ بہتر رہے گا"....... مقامی انچارج نے جواب دیا۔ پھر گولڈ مین ایک جیپ میں چار آدمی لے کر ایک اور راستے سے چل پڑا۔ یہ راستہ گو کافی حد تک خراب تھا لیکن پھر بھی وہ ماہرانہ انداز میں جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ ایک آدمی آنکھوں سے دوربین لگائے مسلسل ادھر ادھر چیکنگ کر رہا تھا۔ شام پڑ چکی تھی۔ پھر دور انہیں دو جیپیں جاتی ہوئی نظر آ گئیں۔ درمیان میں موجود چھدرے درختوں کی وجہ سے وہ جیپیں کبھی کبھی نظر آتی تھیں۔ گو ان کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ مگر طاقتور دوربین کی وجہ سے وہ نظر آ جاتی تھیں۔ جلد ہی دونوں جیپیں رک گئیں۔ گولڈ مین نے بھی جیپ روک لی اور پھر وہ خود دوربین سنبھال کر ایک انتہائی اونچے درخت پر کسی بندر کی طرح چڑھتا چلا گیا۔ چوٹی کے قریب پہنچ کر اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی۔ گو کافی حد تک اندھیرا چھا چکا تھا مگر اب بھی مدھم سا نظر آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جیپوں کے قریب کیمپ لگائے جا رہے ہیں۔ جب گہرا اندھیرا چھا گیا تو وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا درخت سے نیچے اتر آیا۔ اس نے دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیا اور پھر جیپ سے دو چھوٹے چھوٹے وائرلیس بم جیب میں ڈال لئے اور پھر وہ تینوں تیزی سے اس طرف بڑھنے لگے۔ کافی دیر چلنے کے بعد وہ عمران کے کیمپ کے قریب پہنچ گئے۔

"تم دونوں قریبی درختوں پر چڑھ جاؤ اور خیال رکھنا کہ اگر کوئی

گڑبڑ کرے تو بلاتکلف گولی مار دینا"...... گولڈ مین نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اور وہ دونوں بندروں کی طرح درختوں پر چڑھتے چلے گئے۔ لیکن اتنی احتیاط سے کہ ہلکی سی سرسراہٹ بھی نہ ہوئی۔ گولڈ مین نے جیپوں کی آڑ سے کیمپوں کی طرف نگاہ ڈالی تو اسے تینوں کیمپوں کے سامنے تین آدمی پہرہ دیتے نظر آئے۔ وہ ان لوگوں کی دوراندیشی کا قائل ہو گیا جنہوں نے اس جنگل میں بھی پہرے کا انتظام کر رکھا تھا۔ پہریدار کافی سے زیادہ چوکنے نظر آتے تھے۔ اس لئے گولڈ مین نے سوچا کہ اسے انتظار کرنا چاہئے۔ جب رات ڈھلے گی۔ تو پہرے داروں کے چوکنا پن میں کمی آجائے گی۔ تب وہ اپنا کام سرانجام دے گا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ عمران وغیرہ کو کسی قسم کا شبہ ہو۔ چنانچہ وہ آہستہ سے پیچھے ہٹا اور پھر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ رات دبے پاؤں گزر رہی تھی۔ پھر گولڈ مین نے دیکھا کہ وہ پہریدار کیمپوں میں چلے گئے اور ان کی جگہوں پر تین دوسرے آدمی پہرہ دینے لگے۔ گولڈ مین ان کی احتیاط پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ بہرحال وہ مناسب وقت کا انتظار کرنے لگا۔ پھر تیسری بار کے پہرے کی باری آئی۔ گولڈ مین نے اب مزید انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ اب صبح قریب تھی۔ چنانچہ وہ آہستہ سے درخت سے نیچے اترا اور پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا پچھلی جیپ کی طرف بڑھا اس کے پیروں کے نیچے موجود گھاس نے قدموں سے پیدا ہونے والی آوازوں کو دبائے رکھا۔ اس نے بڑی احتیاط سے پچھلی جیپ کا دروازہ

کھولا اور پھر ایک نگاہ اندر ڈالی۔ جیپ میں مختلف سامان پڑا ہوا تھا۔ اس نے جیپ کی ایک سیٹ آہستہ سے اٹھائی اور پھر جیب سے وائرلیس بم جس کے پیندے میں میگنٹ لگا ہوا تھا سیٹ کے نیچے چپکا دیا۔ سیٹ برابر کر کے اس نے جیپ کا دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ آگے والی جیپ کی طرف بڑھا۔ یہ جیپ کیمپوں سے زیادہ نزدیک تھی اس لئے اسے زیادہ احتیاط کرنی پڑی۔ یہاں بھی اس نے وہی عمل کیا اور پھر وہ باہر کودا اور اس نے جیپ کا دروازہ بند کیا۔ اسی لمحے اس کے حساس کانوں میں دبے پاؤں کسی کے جیپ کی طرف بڑھنے کی آواز آئی اور وہ تیزی سے ایک قریبی درخت کی اوٹ میں ہو گیا اور پھر اس نے ایک آدمی کا سر جیپ کے اگلے سرے سے نکلتا دیکھا۔ گولڈ مین نے سوچا کہ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو راز فاش ہو جاتا اور اس کا تمام پروگرام درہم برہم ہو جاتا۔ اس آدمی نے جیپ کے ادھر ادھر دیکھا پھر جیپ کا دروازہ کھول کر اندر نظر ڈالی۔ پھر وہ پچھلی جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے جاتے دیکھ کر گولڈ مین کی آنکھیں مسکرانے لگیں۔

صبح کو ساری ٹیم نے ناشتہ کیا۔ پھر انہوں نے کیمپ اٹھائے اور سامان جیپوں میں لاد کر اپنا سفر دوبارہ شروع کیا۔ جیپیں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھیں۔

"عمران صاحب رات ایک عجیب واقعہ ہوا"...... صفدر صبح سے اس شش و پنج میں تھا کہ عمران کو رات کے اپنے وہم کے بارے میں بتلائے یا نہیں۔ آخر اس سے نہ رہا گیا۔ چنانچہ اس نے عمران کو بتلانے کا فیصلہ کر لیا۔

"کیا واقعہ ہوا میاں دختر۔ کہیں کوئی بھوت تو نظر نہیں گیا"...... عمران نے حماقت آمیز لہجے میں کہا۔

"آپ کے ہوتے ہوئے بھلا کسی اور بھوت کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے"...... صفدر نے جواباً چوٹ کی۔

"اخاہ یہ بات ہے۔ تو دھیان رکھنا اگر میں چمٹ گیا تو پیر گاڑھے

ے تعویذ لیتے پھرو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اتارنے کے لئے تو صرف ایک پیر کافی ہے"...... صفدر طبیعت بھی آج حاضر تھی۔ اس لئے وہ بھی ترکی بہ ترکی جواب دے تھا۔

"وہ کون سا"...... عمران نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔

"پیر ایکسٹو شاہ۔ نقاب والا"...... صفدر نے قہقہہ مارتے ہوئے ور پھر پوری جیپ قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"صفدر تمہارا قصور نہیں۔ تم سمجھ رہے ہو کہ ایکسٹو یہاں جنگل کہاں ہماری باتیں سن رہا ہو گا۔ اس لئے جو مرضی کہہ دو۔ مگر یہ رکھنا وہ واقعی پیر ایکسٹو شاہ ہے۔ اسے الہام بھی ہو جاتا ہے"۔ ان نے اسے بناوٹی غصے سے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو میں نے کون سی بری بات کہہ دی ہے۔ یہ تو آپ ہی ہیں جو ے چوہا تک کہتے رہتے ہیں"...... صفدر نے قدرے جھینپتے ہوئے اب دیا۔

"ارے ارے کیوں مجھے مروانے کا ارادہ ہے۔ اگر واقعی ایکسٹو کو ام ہو رہا ہے تو سمجھو میری خیر نہیں"...... عمران نے چہرے پر ف کی علامات پیدا کرتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ نے وہ واقعہ نہیں بتلایا مسٹر صفدر"...... نشارا جو خاموشی ے سب باتیں سن رہا تھا پہلی بار بولا اور صفدر چونک پڑا۔ عمران کی س میں وہ اصل واقعہ بتلانا ہی بھول گیا تھا۔

"چھوڑیں مسٹر نشارا۔ واقعہ کیا ہونا ہے۔ بس صفدر صاحب ضرورت سے زیادہ ہی توہم پرست واقع ہوئے ہیں"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا مگر صفدر سے کوئی جواب نہیں بنا۔ وہ چند لمحے خاموش رہا۔ پھر بولا۔

"رات کو جب میں پہرہ دے رہا تھا تو میں نے جیپوں کے پاس آہٹ کی آواز سنی جیسے کوئی دبے قدموں دوسری طرف چل رہا ہو۔ پہلے تو میں نے اسے وہم سمجھا لیکن جب دوسری بار یہ آواز سنی تو میں نے چیک کرنا مناسب سمجھا۔ جب میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا جیپ کے قریب گیا تو مجھے محسوس ہوا جیسے ہماری والی جیپ کا دروازہ کھول کر کوئی باہر کودا ہو۔ لیکن جب میں نے جا کر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ پھر میں نے احتیاطاً دونوں جیپوں کے دروازے کھول کر اندر نظر ڈالی مگر کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔ میں نے اسے اپنا وہم سمجھا اور واپس چلا آیا"...... صفدر نے تفصیل سے سارا واقعہ سنا دیا۔ ایک لمحے تک جیپ میں خاموشی رہی جیسے ہر شخص اس واقعے کے متعلق سوچ رہا ہو اور فیصلہ نہ کر سکتا ہو۔ کہ آیا یہ صفدر کا وہم تھا یا کوئی چکر ہے۔ اچانک عمران نے جیپ کو بریک لگا دیا۔

"نیچے اتر آؤ۔ ہمیں احتیاطاً جیپوں کو اچھی طرح چیک کر لینا چاہئے۔ دشمن ہماری تاک میں ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی چکر چلا دیا گیا ہو اور ہم بے خبری میں مارے جائیں"...... عمران کے ساتھ سب جیپ سے نیچے اتر آئے۔ عمران کی جیپ کے رکتے ہی پچھلی جیپ بھی رک

گئی اور عمران کے ساتھیوں کو نیچے اترتے دیکھ کر وہ بھی نیچے اتر آئے۔

"کیا بات ہے عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر عمران سے سوال کیا۔

"جیپوں کا سامان نیچے اتارو۔ ہمیں جیپ کی تلاشی لینی ہے"۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور پھر جیپ سے سامان نیچے اتارا جانے لگا۔ سب سے پہلے عمران کی ہدایت پر تمام اسلحہ جیپ سے نکالا گیا پھر خورد و نوش کا سامان اتارا گیا۔ ابھی خورد و نوش کا آخری پیکٹ جیپ سے نکلا تھا کہ عمران نے اپنی جیپ کی سیٹ کے نیچے ایک شعلہ سا چمکتے دیکھا۔

"لیٹ جاؤ۔ لیٹ جاؤ خطرہ"...... عمران نے چیخ کر کہا اور چونکہ سب افراد تربیت یافتہ تھے اس لئے سب نے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی اور عمران کے حکم پر پلک جھپکتے میں زمین پر لیٹ گئے۔ دوسرے لمحے ہولناک دھماکے ہوئے اور دونوں جیپوں کے پرزے ہوا میں اڑ گئے۔ جب گرد و غبار چھٹا تو تمام لوگ اٹھے۔ مگر دو آدمی ملبے کی زد میں آ کر شدید زخمی ہو چکے تھے۔ باقیوں کو تھوڑی بہت خراشیں ہی آئی تھیں۔ یہ دونوں ملٹری انٹیلی جنس کے آدمی تھے پھر چند ہی لمحوں بعد کیپٹن عارف نے دم توڑ دیا۔ جیپ کے ملبے نے اس کے سینے کی ہڈیاں توڑ دی تھیں۔ ابھی اسلحہ بچ گیا تھا۔ وہ کافی دور رکھا گیا تھا۔ اگر وہ بھی قریب پڑا ہوتا تو جیپوں کے ساتھ ساتھ کسی

آدمی کا ایک ٹکڑا بھی دستیاب نہ ہوتا۔ عمران اور دیگر لوگوں کو بھی ہلکی سی خراشیں آئی تھی مگر وہ ایسی خطرناک نہیں تھیں جن کو خطرناک کہا جاسکے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے سب سے پہلے زخمی سارجنٹ کو طبی امداد دینے کی کوشش کی مگر کیپٹن عارف کے تھوڑی دیر بعد وہ بھی چل بسا۔ اسے دماغی چوٹ آئی تھی۔ اپنے ساتھیوں کی اس ناگہانی موت نے ہر آنکھ کو آنسو بہانے پر مجبور کر دیا۔ عمران بھی گم سم تھا۔ چند لمحوں بعد عمران سنبھلا اور پھر اس نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ ہمارے دو ساتھی ہمارا ساتھ ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئے۔ مگر ہمیں اب وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ دشمن ہماری تاک میں ہے۔ وہ کسی بھی لمحے دوسرا حملہ کر سکتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں اپنے دو ساتھیوں کو دفن کرنا چاہئے"...... عمران کے لہجے میں افسردگی تھی۔ لیکن چونکہ اس کی بات صحیح بھی تھی اس لئے سب تیار ہو گئے اور پھر وہیں قریب ہی ایک درخت کے نیچے بڑی مشکلوں سے دو قبریں تیار کی گئیں۔ پھر آنسو بہاتے ہوئے سب نے مل کر اپنے دو ساتھیوں کو قبروں میں اتارا۔ پھر فاتحہ پڑھنے کے بعد قبریں بنا دی گئیں۔ ایک بار پھر سب نے دعا مانگی اور پھر پلٹ پڑے۔

"سامان سمیٹو اور بانٹ کر اٹھاؤ اور آگے بڑھو"...... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ہر شخص سامان اٹھائے پیدل آگے بڑھنے لگا۔

گولڈ مین اور اس کے ساتھی بڑی احتیاط سے واپس ہو گئے تھوڑی دیر بعد وہ لوگ اپنی جیپ پر پہنچ چکے تھے۔

"کام ہو گیا باس"...... ایک آدمی جو جیپ کے پاس کھڑا تھا نے پوچھا۔

"ہاں"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... اسی نے سوال دوہرایا۔

"انہیں جیپوں پر سوار ہو کر چلنے دو۔ ابھی تو وہ ناشتہ وغیرہ کریں گے"...... گولڈ مین نے جواب دیا اور پھر اس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ درخت کی چوٹی پر چڑھ کر دوربین سے عمران وغیرہ کی نقل و حرکت کی نگرانی کرے۔ چنانچہ حکم ملتے ہی وہ دوربین سنبھال کر تیزی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ کافی دیر بعد اس نے وہیں سے ہانک لگائی۔

"باس وہ لوگ چل پڑے ہیں"...... اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں دیکھتے رہو۔ جب وہ کافی دور نکل جائیں تو مجھے بتلانا"...... گولڈ مین نے بم چارجنگ مشین کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تھوڑی دیر اور گزر گئی"...... پھر اس آدمی نے کہا۔

"باس اب وہ کافی دور جا چکے ہیں۔ درختوں کی آڑ سے اب وہ کبھی کبھی نظر آتے ہیں"...... اسی آدمی نے کہا۔

"او کے ٹھیک ہے"...... گولڈ مین نے جواب دیا اور پھر اس کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے پوری قوت سے ہینڈل دبا دیا۔ ایک لمحے بعد دور سے دو دھماکوں کی آوازیں آئیں۔

"وہ مارا۔ ویری گڈ باس"...... دوربین والے نے خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔

"باس درختوں کے پیچھے سے شعلے نکلتے مجھے صاف نظر آ رہے ہیں"۔ درخت پر موجود آدمی نے گولڈ مین کو رپورٹ دی۔

"تو کیا جلتی ہوئی جیپیں تمہیں نظر نہیں آ رہیں"...... گولڈ مین نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"نو سر۔ آپ نے جب بم بلاسٹ کئے ہیں۔ اس وقت جیپیں درختوں کے پیچھے تھیں"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"اچھا نیچے اتر آؤ۔ ہم خود وہاں چل کر ان کے مدفن کا نظارہ کرتے ہیں"...... گولڈ مین نے کہا اور پھر وہ آدمی درخت سے نیچے اتر آیا۔

"میرا خیال ہے جیپ پر چلیں"...... جیپ پر موجود ایک آدمی نے تجویز پیش کی۔

"نہیں ہمیں پیدل چلنا چاہئے کیونکہ ایک تو جیپ کا درمیان سے گزر کر وہاں پہنچنے کا راستہ نہیں ہے دوسرا ہمیں وہاں کی صحیح پوزیشن کا بھی اندازہ نہیں۔ اس لئے پیدل ہونے کی وجہ سے ہم ہر صورت میں احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔ پھر سب نے گولڈ مین کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

"اسلحہ ساتھ لے لو"...... گولڈ مین نے کہا اور خود بھی جیپ سے ایک مشین گن اٹھا لی۔ پھر وہ تینوں مسلح ہو کر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس طرف چل پڑے جہاں جیپیں تباہ ہوئی تھیں۔ جیپیں چونکہ کافی دور جا چکی تھیں اس لئے انہیں پیدل چلتے چلتے کافی وقت ہو گیا۔ پھر انہیں تباہ شدہ جیپیں نظر آ گئیں۔ وہ احتیاطاً درختوں کے پیچھے چھپ کر دیکھتے رہے۔ لیکن جب انہوں نے وہاں کسی قسم کی نقل و حرکت نہ دیکھی تو پھر وہ احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے جیپوں کے قریب پہنچ گئے۔ گولڈ مین نے ادھر ادھر گھوم کر اچھی طرح جیپوں کے ملبے کو چیک کیا۔ مگر پھر یہ دیکھ کر اس کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں کہ وہاں کوئی لاش موجود نہ تھی اور نہ ہی کوئی انسانی عضو۔

"اوہ۔ وہ لوگ بچ گئے ہیں۔ صرف جیپیں تباہ ہوئی ہیں"۔ گولڈ مین کے لہجے میں ناکامی کی جھنجھلاہٹ تھی۔

"سر ادھر دو قبریں بنی ہوئی ہیں"...... ایک آدمی نے گولڈ مین کی

توجہ ایک درخت کے نیچے بنی ہوئی قبروں کی طرف مبذول کرائی۔ پھر گولڈ مین چند لمحوں تک ان دو قبروں کو دیکھتا رہا۔

"اس کا مطلب ہے صرف دو آدمی ختم ہوئے ہیں"...... گولڈ مین نے کہا۔

"جی ہاں دو قبروں سے تو یہی محسوس ہوتا ہے"...... ایک آدمی نے جواب دیا۔

"مگر وہ کون سے آدمی ہیں۔ کیا عمران بھی ان دو میں شامل ہے"...... گولڈ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں وہ آگے چلے گئے ہیں"...... ایک آدمی نے اشارہ کیا۔

"ہاں آثار سے تو یہی معلوم ہوتا ہے"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

"تو کیا ان کا تعاقب کیا جائے"...... ساتھی نے پوچھا۔

"ہاں چلو میں اس بات کی تسلی کرنا چاہتا ہوں کہ وہ احمق نوجوان جو اس ٹیم کا سرغنہ ہے زندہ ہے یا مر گیا"...... گولڈ مین نے کہا اور پھر وہ آگے چل دیئے۔

"نجانے وہ کتنی دور نکل گئے ہوں گے"۔ ایک آدمی نے کہا۔

"نہیں ان کے پاس کافی سامان ہو گا۔ اس لئے آہستہ آہستہ چل رہے ہوں گے۔ ہم جلد ہی انہیں پکڑ لیں گے"...... گولڈ مین نے جواب دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھنے لگے۔

عمران اور اس کی ٹیم آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ عمران بے حد چوکنا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتا۔ پھر دور تک کسی کو نہ پا کر وہ آگے چل پڑتا۔

"جنہوں نے جیپیں تباہ کی ہیں وہ ضرور ہمیں وہاں نہ پا کر ہمارا تعاقب کریں گے"...... نشارا نے عمران سے کہا۔

"ہاں ہونا تو ایسا ہی چاہئے"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر ٹھیک ہے آپ لوگ آگے بڑھیں۔ میں دوربین لے کر کسی درخت پر چڑھ جاتا ہوں۔ اگر دور تک وہ مجھے نظر نہ آئے تو پھر میں آپ سے آملوں گا"...... نشارا نے تجویز پیش کی۔

"ٹھیک ہے اگر وہ لوگ نظر آجائیں تو ٹرانسمیٹر واچ پر اطلاع کر دینا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف کو اشارہ کیا اور جوزف نے نشارا کے حصے کا سامان بھی اپنے اوپر لاد لیا۔ پھر تمام پارٹی

آگے بڑھ گئی اور نشارا دوربین گلے سے لٹکائے ایک اونچے درخت پر چڑھنے لگا۔ وہ تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ کافی اونچائی پہنچنے کے بعد جب اس نے دیکھا کہ اب وہاں سے وہ دور دور تک منظر دیکھ سکتا ہے۔ تو اس نے بیٹھنے کے لئے ایک مضبوط سی شاخ انتخاب کیا اور پھر اس پر جم کر بیٹھنے کے بعد اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ دور جیپوں کے ملبے کے قریب اسے تین آدمی گھومتے نظر آئے۔ اس نے دوربین کا فوکس ٹھیک کرنا شروع کر دیا۔ دوربین میں لگی ہوئی فوکس سیٹنگ گراری گھومتی رہی اور وہ جیپیں اور ان کے گرد گھومنے والے آدمی واضح ہوتے چلے گئے۔ اب وہ ان لوگوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ اس سے صرف سو فٹ کی دوری پر ہوں۔ وہ بغور ان کی شکلیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے گولڈ مین کو پہچان لیا۔

"ہوں۔ تو یہ اس کی حرکت تھی"...... نشارا نے سوچا۔ پھر جلد ہی اس نے ان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔

"تو یہ تعاقب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں"...... نشارا نے دل میں سوچا اور پھر وہ انہیں دیکھتا رہا۔ وہ لوگ آگے بڑھتے رہے جب وہ کافی قریب آگئے تو نشارا نے دستی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا۔ گھڑی کا ایک نقطہ سرخ ہو گیا۔ وہ گھڑی کو کان سے لگائے رہا۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"ہیلو عمران سپیکنگ"...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو وس اینڈ"...... نشارا جو درحقیقت بلیک زیرو ہی تھا نے کہا وہ میک اپ میں اجنبی مسافر کی طرح عمران کی پارٹی کے ساتھ آیا تھا۔ ٹانگانیکا پہنچ کر اس نے اپنا میک اپ تبدیل کر لیا تھا اور اب ایک مقامی افریقی کی حیثیت سے عمران کی ٹیم کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔

"یس نشارا کیا رپورٹ ہے"...... عمران کے لہجے میں قدرے تلخی تھی اور بلیک زیرو کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس نے جلدی میں بلیک زیرو کا نام لے دیا تھا۔ حالانکہ عمران کی سخت ہدایت تھی کہ وہ ہر جگہ نشارا کا نام استعمال کرے۔

"سر گولڈ مین اور اس کے ساتھی جیپوں کے قریب موجود تھے اب وہ مشین گنیں ہاتھوں میں لئے تیزی سے ہمارے تعاقب میں آرہے ہیں"...... بلیک زیرو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کتنی تعداد ہے ان کی"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ چار افراد ہیں اور پیدل ہی آگے بڑھ رہے ہیں ویسے ان کی رفتار بے حد تیز ہے۔ اس لئے وہ جلد ہمیں آلیں گے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں ان کے استقبال کے لئے"...... عمران نے جواب دیا۔

"او کے۔اوور اینڈ آل"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وٹڈ
دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔اب گولڈ مین اور اس کے ساتھی بہت قریب
چکے تھے۔ پھر وہ دوربین کے بغیر بھی نظر آنے لگ گئے ایک لمحے
لئے بلیک زیرو نے سوچا کہ ان چاروں سے یہاں نپٹ لے لیکن
کے پاس صرف ریوالور تھا اور جنگل میں ریوالور سے صرف ایک
کو ہی گرا سکتا تھا اس لئے اس نے یہ خیال ذہن سے نکال دیا۔اب
اطمینان سے ٹانگیں لٹکائے اس درخت پر بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا۔
وہ لوگ اس درخت کے نیچے سے گزرنے لگے۔اچانک بلیک زیرو
ایک زوردار پھنکار سنائی دی۔آواز اس کے کان کے بالکل قریب
آئی تھی۔ بلیک زیرو اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا۔وہ اضطراری
پر پرے ہٹ گیا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔کہ
ایک انتہائی خطرناک اور زہریلا سانپ تھا۔ بلیک زیرو کے اچانک
ہٹنے سے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ اور شاخ کے کڑکڑانے سے نیچے گزر
والے افراد چونک کر رک گئے اور اوپر دیکھنے لگے۔

"کوئی بندر وغیرہ ہو گا"...... گولڈ مین نے کہا۔ اب سانپ
بلیک زیرو کی طرف بڑھنے لگا۔ بلیک زیرو دونوں اطراف سے پھنس
گیا تھا۔ ادھر زہریلا سانپ ادھر مسلح دشمن تھے۔ بلیک زیرو کا ذہن
تیزی سے گھوم رہا تھا۔اب سانپ بالکل قریب آ چکا تھا۔اس کے منہ
سے نکلنے والی پھنکار اب بلیک زیرو کے منہ پر پڑنے لگی تھی۔اب اگر
بلیک زیرو ایک لمحہ بھی دیر کرتا تو سانپ اسے آسانی سے ڈس سکتا

سرے لمحے بلیک زیرو کے ذہن میں ایک خیال آیا۔اس نے
پھرتی سے سانپ کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور ایک زوردار جھٹکا
جھٹکا کافی شدید تھا۔ سانپ کی دم اوپر والی شاخ سے کھل گئی
دور جا گرا اگر بلیک زیرو بھی اس جھٹکے سے نہ سنبھل سکا۔اس
تھ پاؤں مارنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔وہ کافی
سے نیچے گر رہا تھا۔جہاں اس کے دشمن مشین گن سنبھالے
ے تھے۔ لیکن اسے اچھی طرح علم تھا کہ دشمن کو اس کی ہڈیوں
ریزے ہی ملیں گے۔ اتنی بلندی سے گر کر زندہ بچ جانا تقریباً
ممکن تھا۔

"آپ لوگ تیار ہو جائیں۔ مختلف جھاڑیوں میں چھپ جائیں
پھر جیسے ہی دشمن نظر آئیں فائر کھول دیں۔ مگر یاد رکھنا میں گولڈ
کو زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہ ایک بہترین گائیڈ ثابت
گا"...... عمران نے احکام دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب لوگ
جھاڑیوں میں چھپ گئے۔ کافی دیر گزر گئی لیکن آدمی تو کجا چڑیا کا
بھی نظر نہ آیا۔ عمران سوچ میں گم ہو گیا۔ آخر اس نے تنگ آ
ٹرانسمیٹر واچ کا بٹن دبایا اور رابطہ قائم کرنے لگا۔ لیکن جب کافی
تک رابطہ قائم نہ ہوا تو اسے تشویش ہوئی۔ کہ بلیک زیرو کہیں کس
مشکل میں نہ پھنس گیا ہو۔ اب وہ چکرا گیا کہ کیا کیا جائے۔ آخر ا
نے مشین گن سنبھالی اور پھر اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا حکم
دے کر وہ ادھر بڑھنے لگا۔ جدھر بلیک زیرو تھا۔ وہ بڑے احتیاط سے
آگے بڑھ رہا تھا۔ کافی دیر تک چلنے کے بعد اچانک وہ رک گیا۔ اب

اسے صاف نظر آ رہے تھے۔ ان کی مشین گنیں دور درخت کی
اٹھی ہوئی تھیں۔

"خاموشی سے نیچے اتر آؤ ورنہ بھون کر رکھ دیں گے"...... گولڈ
چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ بلیک زیرو کو درخت پر
یا گیا ہے۔ اسی لمحے بلیک زیرو نیچے اتر آیا۔ بلیک زیرو جب نیچے
تھا تو اچانک اس کا ہاتھ ایک شاخ پر پڑ گیا۔ وہ اس شاخ سے
گیا۔ اس طرح وہ نیچے گرنے سے تو بچ گیا۔ مگر دشمن اس کی
دگی سے ہوشیار ہو چکے تھے۔ اس کا ریوالور بھی نیچے گر چکا تھا۔
ئے مجبوراً بلیک زیرو کو نیچے اترنا پڑا۔

"ہاتھ اونچے کر لو"...... گولڈمین نے گن کی نالی اس کے سینے پر
دی۔ بلیک زیرو نے خاموشی سے ہاتھ اٹھا لئے۔

"تمہارے ساتھی کہاں ہیں"...... گولڈمین نے سوال کیا۔

"وہ تو چلے گئے"...... بلیک زیرو نے مقامی زبان میں جواب دیا۔

"تم ہمیں چیک کرنے کے لئے یہاں رہے تھے"...... گولڈمین
پوچھا۔

"نہیں میں لیٹرین کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔ اس لئے درخت
گیا"...... بلیک زیرو نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"اسے درخت سے باندھ کر اس پر گولیوں کی بارش کر دو"۔
مین نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر درخت سے باندھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں گولی مار دیتے

ہیں"...... ایک آدمی نے گولڈ مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ میں اسے اتنا موقع دینا چاہتا ہوں کہ ایک بار پھر سوچ لے"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

"کیا سوچ لوں"...... بلیک زیرو کے ذہن میں اس کی بات نہ آئی۔

"جو میں پوچھوں اس کا صحیح صحیح جواب دو۔ تم مقامی آدمی ہو۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اگر تم صحیح بات بتلا دو گے تو تمہیں معاف بھی کر سکتے ہیں"...... اس دفعہ گولڈ مین کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... بلیک زیرو نے کچھ سوچ کر سنجیدگی سے جواب دیا۔

"جیپوں کی تباہی میں کتنے آدمی ہلاک ہوئے ہیں"...... گولڈ مین نے پہلا سوال کیا۔

"دو"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کیا بموں کے متعلق پہلے سے علم ہو گیا تھا"...... گولڈ مین نے سوال کیا۔

"ہاں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کس طرح"...... گولڈ مین کے لہجے میں ہلکا سا تعجب تھا۔

"بس۔ ویسے ہی لیڈر کو جیپوں کی تلاشی کا خیال آ گیا تھا"۔ بلیک زیرو نے اصل بات کو چھپاتے ہوئے کہا۔

"لیڈر وہی احمق عمران ہی ہے"...... گولڈ مین نے پوچھا۔

"ہاں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پہلے ہی ہمارا بہت سا وقت ضائع ہو گیا ہے۔ ہمیں اس ٹیم کو بھی ختم کرنا ہے"...... گولڈ مین نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔ اس کے آدمی بلیک زیرو پر گولی چلانے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر اسی لمحے قریب کے ایک درخت کی اوٹ سے آگ برس پڑی۔ گولڈ مین کے تینوں آدمی زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ گولڈ مین نے اچھل کر بلیک زیرو کو ...ے کر لیا۔ مگر دوسرے لمحے بلیک زیرو کے اوپر سے ہوتا ہوا وہ زمین پر گرا۔ بلیک زیرو نے ایک لمحے میں اسے اچھال دیا تھا۔ جیسے کسی ...ے کھلونے کو کوئی اٹھا کر زمین پر پھینک دیتا ہے۔ عمران مشین گن لئے درخت کی اوٹ سے باہر نکل آیا۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو جسم میں شہد کی مکھیوں کا چھتہ بنا دوں گا"...... عمران نے کہا اور گولڈ مین جو اچھل کر کھڑا ہوا تھا۔ بے حس و حرکت کھڑا ہو گیا۔ اس کے تین ساتھی دم توڑ چکے تھے۔ بے شمار گولیاں ان کے جسموں کو چھید چکی تھیں۔

"اس کی تلاشی لو نشارا"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔ گولڈ مین کی گن پہلے ہی گر چکی تھی۔ پھر بلیک زیرو نے اس کی تلاشی لی اور اس کی جیب سے ریوالور اور دیگر چیزیں نکال لیں۔

"اس کے ہاتھ پیچھے کر کے باندھ دو"...... عمران نے دوسرا حکم

دیا اور بلیک زیرو نے اپنی ٹائی کھول کر گولڈ مین کے ہاتھ مضبوطی سے باندھ دیئے۔

"اب چلو آگے مسٹر سونا آدمی"...... عمران دوبارہ حماقتوں پر اتر آیا۔ گولڈ مین تب سے اب تک خاموش تھا۔ وہ اب بھی خاموشی سے آگے چل دیا۔ کافی دور تک چلنے کے بعد عمران اس جگہ پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔

"اپنے اپنے بلوں سے باہر نکل آؤ دوستو"...... عمران نے وہاں پہنچ کر ہانک لگائی اور پھر یکے بعد دیگرے اس کے سب ساتھی باہر نکل آئے۔

"کیا خیال ہے اس پر تمام بوجھ نہ لاد دیا جائے"...... تنویر نے تجویز پیش کی۔

"کیوں کیا اسے گدھا سمجھ رکھا ہے اپنی طرح"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گدھے تم ہو خبردار۔ اگر بکواس کی تو تمہیں گولی مار دوں گا یہاں ایکسٹو کا راج نہیں۔یہاں جنگل کا قانون چلتا ہے"...... تنویر آپے سے باہر ہو گیا۔

"اے مسٹر ہوش میں رہ کر بات کرو۔ اگر باس کے خلاف اب زبان ہلائی تو گردن توڑ دوں گا"...... جوزف کو تنویر کی بات پر غصہ آ گیا اور پھر تنویر کا پارہ انتہائی ڈگری تک پہنچ گیا۔ اس نے سامان پھینک دیا اور پھر مشین گن جوزف کی طرف تان دی۔ اس سے پہلے

کہ اسے کوئی روکتا اس نے ٹریگر دبا دیا۔ جوزف کی قسمت اچھی تھی کہ وہ ایک لمحے میں صورت حال سمجھ گیا اور اس نے چھلانگ لگانے میں دیر نہ کی۔ ورنہ آج اس کی خیر نہ تھی۔ عمران نے پھرتی سے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ تنویر کو نیچے گرا چکا تھا۔ اس کا مقصد تنویر کے ہاتھ سے مشین گن علیحدہ کرنا تھا۔ مگر غصے سے بھرا ہوا تنویر اس سے لپٹ گیا۔ پھر عمران نے اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کر ہی لیا اور پھر دوسرے لمحے تنویر کو اٹھا کر اس نے زمین پر دے مارا۔ تنویر کی ہڈیاں کڑکڑا اٹھیں۔

"عمران صاحب"...... صفدر انہیں چھڑانے کے لئے آگے بڑھا۔

"ہٹ جاؤ۔ آج میں اسے بتاتا ہوں کہ عمران کیا چیز ہے"۔ عمران دھاڑا۔ اس کا لہجہ اتنا خوفناک تھا کہ باقی لوگوں کے جسموں میں بے اختیار جھرجھری آ گئی۔ تنویر کو بھی ہوش آ گیا۔ اس نے مزاحمت سست کر دی۔ شاید یہ عمران کے لہجے کا ہی اثر تھا۔

"اٹھو تنویر آج میں تمہیں جنگل کے قانون کا مطلب بتلاتا ہوں"۔ عمران کے لہجے میں بھیڑیئے جیسی غراہٹ تھی۔

"چھوڑیئے عمران صاحب آپس میں لڑ کر وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں"...... بلیک زیرو ہمت کر کے بیچ میں آ گیا اور عمران کا موڈ یک دم بدل گیا۔ پھر اس کے چہرے پر غصے کی بجائے حماقتوں کی دبیز تہہ چڑھ گئی۔ عمران کو واقعی اپنے موڈ پر بے پناہ کنٹرول تھا۔ ساری پارٹی کے چہرے پر اطمینان کے آثار نظر آئے۔

"اٹھو یار کپڑے جھاڑلو۔یہاں تو ڈرائی کلینگ کی دکان بھی نہیں
ہے۔ ورنہ ڈرائی کلین ضرور کرا دیتا"...... عمران نے حماقت آمیز ل
میں کہا اور تنویر پھیکی ہنسی ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
"سونا آدمی تم تو بڑے سبز قدم واقع ہوئے ہو"...... عمران ا
گولڈ مین سے مخاطب ہوا۔ گولڈ مین مسکرا دیا۔ جوزف خاموش ت
مگر وہ بڑی کینہ توز نظروں سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا۔
"تنویر جوزف سے معافی مانگو ورنہ یہ تمہیں بخشے گا نہیں"۔ عمر
نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"مجھے افسوس ہے مسٹر جوزف"...... تنویر نہ جانے کیوں بے
نرم پڑ چکا تھا۔
"کوئی بات نہیں مسٹر تنویر۔ بہرحال مجھے افسوس رہے گا ک
باس اگر درمیان میں نہ آجاتے تو"...... جوزف نے جواب دیا۔
"چلو بھئی آگے بڑھو۔ کیا یہیں عمر گزارنے کا ارادہ ہے"۔ عمر
شاید اب اس ٹاپک سے اکتا چکا تھا۔ پھر تمام قافلہ آگے بڑھنے لگ
عمران گولڈ مین کے قریب چل رہا تھا۔
"مسٹر گولڈ مین اگر تم کوئی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کرو تو م
تمہارے ہاتھ کھول دوں"...... عمران نے بڑے پراسرار انداز م
گولڈ مین کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے بے
راز کی بات بتلا رہا ہو۔ گولڈ مین مسکرا دیا۔
"مسٹر عمران میں بھلا کیا حرکت کر سکتا ہوں"...... اس نے

لہجے میں جواب دیا۔
"ٹوئسٹ ڈانس تو کر سکتے ہو"...... عمران نے جواب دیا۔
پھر عمران نے گولڈ مین کے ہاتھ کھول دیئے۔ گولڈ مین نے یوں
ئیاں مسلیں جیسے وہاں درد محسوس کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر
یک عجیب سی طمانیت کے آثار چھا گئے۔ جیسے وہ بے حد مطمئن ہو گیا
و اور عمران سوچنے لگا کہ شاید ہاتھ کھلنے کی وجہ سے وہ اطمینان
سوس کر رہا ہے مگر اصل چکر سے وہ بھی لاعلم رہا۔

جیپ میں بیٹھا ہوا آدمی کافی دیر سے گولڈ مین اور اس کے ساتھیوں کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ مگر کافی دیر ہو گئی اور وہ لوگ واپس نہ آئے تقریباً دو گھنٹے بعد وہ بے چین ہو گیا۔ اب اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ نہ وہ جیپ چھوڑ سکتا تھا اور نہ ان کے پیچھے جا سکتا تھا۔ جیپ میں ٹرانسمیٹر تو موجود تھا۔ مگر یہ یک طرفہ تھا۔ یعنی گولڈ مین کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی میں فٹ ٹرانسمیٹر سے یہاں رابطہ تو قائم کیا جا سکتا تھا مگر ادھر سے کال نہیں کی جا سکتی تھی۔ کافی دیر بعد اچانک ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ اس کا سرخ بلب جلنے لگا اور تیز سی سیٹی گونجنے لگی اور سب کچھ ایک لمحے کے لئے ہوا اور پھر ٹرانسمیٹر بند ہو گیا۔ وہ آدمی چوکنا ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ گولڈ مین خطرے میں پھنس چکا ہے۔ دوسرے لمحے اس آدمی نے جیپ کی سیٹ کے نیچے سے ایک وسیع الحیطہ ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن آن

کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو ایٹ ون سکس کالنگ۔ اوور"...... سبز بلب جلتے ہی اس نے کہا۔

"ہیلو نمبر ون سپیکنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"باس میں ٹانگانیکا سے ڈیڑھ سو میل دور موجود ہوں۔ مجرم ... کی جیبوں میں مسٹر گولڈ مین نے وائرلیس بم فٹ کر دیئے تھے۔ ... جیپیں تباہ کر دی گئیں۔ مسٹر گولڈ مین تین دوسرے ساتھیوں کو ... کر لوکیشن پر گئے۔ پھر تقریباً چار گھنٹے بعد ابھی ابھی ریڈ پوائنٹ نے خطرے کا اظہار کیا ہے۔ میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔ ..."...... نمبر ایٹ ون سکس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں تفصیل ... بتا کی۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ گولڈ مین خطرے میں پھنس چکا ہے۔ اوور"۔ اس کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"جی ہاں۔ ریڈ پوائنٹ کے جلنے سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ شدید خطرے میں ہیں۔ اوور"...... نمبر ایٹ ون سکس نے جواب دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے تم وہیں ٹھہرو ہم ابھی امداد بھیجتے ہیں۔ اوور"۔ باس نے جواب دیا۔

"او کے سر۔ اوور"...... نمبر ایٹ ون سکس نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل۔ باس نے کہا اور پھر سلسلہ منقطع ہو گیا۔ نمبر
ایٹ ون سکس نے ٹرانسمیٹر بند کر کے اسے جیپ کی سیٹ کے نیچے
رکھا اور پھر ہیڈ کوارٹر سے آنے والی امداد کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً
پندرہ منٹ بعد ایک جیپ تیزی سے اس کی طرف بڑھتی ہوئی نظر
آئی۔ چند ہی لمحوں بعد جیپ اس کے قریب آکر رک گئی۔ جیپ میں
سے چار آدمی باہر نکلے۔ سوٹوں میں ملبوس ہونے کے باوجود وہ چاروں
کسی وحشی افریقی قبیلے سے تعلق رکھنے والے افراد معلوم ہوتے تھے۔
ان کے جسم دبلے پتلے لیکن بے حد ٹھوس محسوس ہو رہے تھے۔
آنکھوں میں وحشیانہ پن قسم کی چمک تھی۔

" وہ لوگ کدھر ہیں "...... ان میں سے ایک نوجوان نے جو ان
کا انچارج معلوم ہوتا تھا نے نمبر ایٹ ون سکس سے سوال کیا اور نمبر
ایٹ ون سکس نے انہیں اشارے سے وہ جگہ بتلا دی۔

" ہمیں آگے سے چکر لگا کر جانا چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ لوگ
اب آگے نکل گئے ہوں "...... اسی انچارج نے اپنے ساتھیوں سے کہا
اور باقی تینوں نے تائید میں سر ہلا دیئے۔

" ہمارے پیچھے آؤ "...... انچارج نے نمبر ایٹ ون سکس سے کہا
اور پھر وہ دوبارہ اپنی جیپ میں سوار ہو گئے۔ پھر ایک دوسرے کے
پیچھے اچھی خاصی رفتار سے جیپیں دوڑنے لگیں۔ کافی دور تک جانے
کے بعد انہوں نے جیپیں روک دیں۔ اس وقت دوپہر ڈھلنے والی
تھی۔ پھر ان میں سے ایک اتر کر ایک بڑے درخت کی طرف بڑھا۔

اس کے گلے میں طاقتور قسم کی دوربین لٹکی ہوئی تھی۔ وہ ایک
پھرتیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ
درخت کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی پھر ادھر
دیکھنے لگا جدھر ان لوگوں کی موجودگی کا شبہ ہو سکتا تھا۔ کافی دیر تک
دیکھتا رہا۔ پھر اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور نیچے اتر آیا۔

" وہ لوگ کہیں دکھائی نہیں دے رہے۔ البتہ دو جیپیں جلی ہوئی
پڑی ہیں۔ مگر ان کے قریب کوئی آدمی نہیں ہے "...... اس نے
انچارج کو رپورٹ دی۔

" اس کا مطلب ہے وہ لوگ اور آگے بڑھ چکے ہیں "...... انچارج
نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" مگر جس راستے پر وہ بڑھ رہے ہیں وہ تو ناشی قبیلے کے راستے میں
پڑتا ہے اور ناشی قبیلے کے متعلق آپ جانتے ہی ہیں "...... اسی آدمی
نے جواب دیا۔

" میرے خیال میں گولڈ مین اور اس کے ساتھی ان کے ہاتھوں
گرفتار ہو چکے ہیں۔ ہمیں ناشی قبیلے کی سرحد سے پہلے ہی ان کو چھڑانا
پڑے گا۔ ورنہ ناشی قبیلے والے کسی کو بھی رہا کرنے پر آمادہ نہیں
ہوں گے "...... انچارج نے کہا اور پھر وہاں چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر
انچارج نے ہی سکوت توڑا۔

" اور آگے بڑھو "...... اور ایک دفعہ پھر جیپیں آگے دوڑنے لگیں۔
تقریباً دس بارہ کلومیٹر آگے جانے کے بعد انہوں نے جیپیں روکیں۔

وہی آدمی ایک دفعہ پھر درخت پر چڑھ کر دور بین آنکھوں سے لگا کر دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ چونک پڑا۔ اس نے دور بین آنکھوں سے ہٹالی اور پھر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

"وہ لوگ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ناشی قبیلے کی سرحد سے ابھی پانچ سو نیزوں کے فاصلے پر ہیں۔ ان کی تعداد کافی ہے اور انہوں نے سامان بھی اٹھا رکھا ہے۔ لیکن ان میں صرف گولڈ مین ہی نظر آرہا ہے۔ باقی ساتھی ان کے ساتھ نہیں ہیں"...... اس نے رپورٹ دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ گولڈ مین کے علاوہ باقی ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں"...... انچارج کے لہجے میں افسوس کے ساتھ ساتھ وحشت بھی تھی۔

"معلوم تو یہی ہوتا ہے"...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہمیں ناشی قبیلے میں ان لوگوں کے داخلے سے پہلے پہلے گولڈ مین کو ان کے پنجے سے چھڑانا ہے"...... انچارج نے کہا۔ پھر اس نے سب کو جیپوں میں بیٹھنے کا حکم دیا اور جیپیں جنگل کے اندر موڑ دیں۔ انچارج خود جیپ چلا رہا تھا۔ وہ بے انتہا ماہر تھا۔ کہ گھنے درختوں کے درمیان میں سے کافی سے زیادہ تیز رفتاری سے جیپ چلاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ کافی دور آنے کے بعد اس نے جیپ روک دی۔

"میرے خیال میں ون الیون یہاں سے صحیح مار کرے گی"...... انچارج نے کہا۔

"جی ہاں"...... ایک آدمی نے جواب دیا اور پھر انچارج کے حکم پر وہ لوگ نیچے اتر آئے۔ انہوں نے جیپوں کی سیٹوں کو انتہائی پھرتی سے علیحدہ کر کے باہر نکال لیا۔ پھر چاروں نے مل کر جیپ کے اندر چھپا ہوا ایک طویل آلہ باہر نکالا۔ یہ عجیب و غریب آلہ تھا۔ دیکھنے میں ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے رائفل کی لمبی نال ہو۔ مگر اس کے آخری سرے پر بجائے دستے کے ایک گول جار سا تھا۔ اسے باہر نکال کر انچارج نے اس جار کا ایک بٹن دبایا۔ تو اس جار کا خول اٹھ گیا۔ اس کے اندر مختلف بٹن نظر آرہے تھے عجیب پیچیدہ سی مشینری فٹ تھی۔ انچارج نے جیپ میں موجود ایک ڈبہ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا بم نکالا اور پھر اس نے اسے اس مشینری میں موجود ایک خانے میں ڈال کر ایک بٹن دبا دیا۔

"اسے فٹ کرو"...... انچارج نے حکم دیا اور پھر چاروں نے مل کر اسے ایک درخت کے تنے کے ساتھ فٹ کر دیا۔ فٹنگ کے لئے اس آلے جس کا نام ون الیون تھا کے ساتھ ضروری انتظامات موجود تھے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اس آلے کو درخت کے ساتھ مضبوطی سے فٹ کر دیا گیا۔ پھر انچارج نے اس آدمی کو جس کے گلے میں دور بین فٹ تھی۔ اشارہ کیا اور وہ دوبارہ درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اس مرتبہ اس کے ہاتھ میں ایک ڈکٹا فون ٹائپ کا آلہ بھی تھا۔

اس نے درخت کی چوٹی پر پہنچ کر دوربین آنکھوں سے لگائی اور پھر ڈ
فون کو منہ کے سامنے رکھا۔ ڈکٹا فون کا رسیور ون الیون کے اوپر ہی
فٹ کر دیا تھا۔ اب دوربین والے کی آواز وہ لوگ بخوبی سن رہے
تھے۔

"مجھے وہ لوگ نظر آگئے ہیں۔ وہ ناشی قبیلے کی سرحد سے صرف د
سو نیزوں کے فاصلے پر ہیں۔ مجھے ناشی قبیلے کی سرحد پر بھی پرسرار سی
نقل و حرکت نظر آرہی ہے۔ شاید ناشی قبیلے والے ان لوگوں کو
گرفتار کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ وہ صرف انتظار اس بات کا
کر رہے ہیں کہ کب یہ لوگ ان کی سرحد میں داخل ہوں اور کب
ان پر ہاتھ ڈالیں"۔ درخت پر موجود آدمی رپورٹ دے رہا تھا۔

"گولڈ مین کی پوزیشن کیا ہے"...... انچارج نے رسیور کا ایک
بٹن دبا کر پوچھا۔

"گولڈ مین درمیان میں ہے"...... جواب ملا۔

"ٹھیک ہے۔ اینگل بتلاؤ"...... انچارج نے پوچھا۔

"سر اے سکس تھرڈ ڈگری اپ سیون سکس دن ڈاؤن تقریباً فائیو
کلومیٹرز"۔

"ڈسٹنس فائر کریں"...... اوپر والے نے بتایا۔ وہ دوربین کے
اینگل پر سے ریڈنگ لیتا ہوا بولا۔

"او کے"...... انچارج نے کہا اور پھر اس نے پھرتی سے مختلف
بٹن دبا کر اور ڈائل گھما کر مطلوبہ اینگل لئے اور پھر ایک سرخ رنگ

ٹن دبا دیا۔ مشین سے زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز آئی اور پھر دن
ین کی لمبی نالی کے سرے سے ایک سرخ رنگ کا شعلہ سا لپکتا نظر
یا۔ نال کا رخ آسمان کی طرف تھا۔ وہ شعلہ آسمان کی طرف تیزی
سے اٹھتا چلا گیا۔ کافی دور اونچا جا کر وہ اپنے مخصوص زاویئے پر نیچے
رنے لگا۔

"بالکل صحیح اینگل پر ون الیون بم جا رہا ہے"...... دوربین والے
واز سنائی دی اور انچارج سمیت سب کے چہرے خوشی اور مسرت
سے کھل اٹھے۔

تمام پارٹی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ اچانک جوزف تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمران کے قریب آیا۔

"باس میری بات سنیں"...... اس نے تشویش بھرے لہجے میں عمران سے کہا اور عمران چونک پڑا۔

"کیا بات ہے"...... اس نے پوچھا۔

"ایک خاص بات ہے باس"...... جوزف نے جواب دیا اور پھر عمران باقی پارٹی سے علیحدہ ہو گیا۔

"باس جس راستے پر ہم چل رہے ہیں اس راستے میں ناشی قبیلہ آتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے"...... جوزف کے لہجے میں تشویش تھی۔

"ناشی قبیلہ۔ ہاں مجھے پتہ تو چلا تھا کہ ہمیں ناشی قبیلے کے قریب سے ہو کر گزرنا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ ویسے وہ اس وقت بے حد سنجیدہ تھا۔

"پھر تو باس آپ کو ناشی قبیلے کے متعلق پوری طرح علم نہیں ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"کیا ان کے سروں پر سینگ ہیں اور دم کے سرے پر پھول لگتے ہیں"...... عمران جھنجھلا کر بولا۔

"باس یہ قبیلہ انتہائی خونخوار اور خوفناک ہے۔ یہ آدم خور تو نہیں۔ مگر ان میں غیر ملکیوں کو قتل کرنا مقدس سمجھا جاتا ہے"۔ جوزف نے جواب دیا۔

"نہیں۔ مہذب شہر سے صرف دو ڈھائی سو میل دور بسنے والا قبیلہ اتنا غیر مہذب نہیں ہو سکتا"...... عمران بحث پر اتر آیا۔

"باس آپ نہیں جانتے یہ انتہائی خطرناک قبیلہ ہے۔ ہمیں اس راستے سے نہیں آنا چاہئے تھا"...... جوزف نے جواب دیا۔

"لیکن وہاں ٹانگانیکا میں تو مجھے یہی معلوم ہوا تھا کہ یہ محفوظ ترین راستہ ہے"...... عمران کے لہجے میں بھی تشویش کے آثار ابھر آئے۔

"ہمیں اس قبیلے سے کترا کر نکل جانا چاہئے"...... جوزف نے تجویز پیش کی۔

"مگر اس قبیلے کی سرحد کہاں سے شروع ہوتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ابھی سرحد کافی دور ہے۔ ہمیں آج رات ان کی سرحد سے ادھر ہی قیام کرنا چاہئے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تو کیا رات کو وہ لوگ ہم پر نہ ٹوٹ پڑیں گے"...... عمران نے

پوچھا۔

"نہیں قبائلی روایات کے مطابق وہ اپنی سرحد سے ایک قدم بھی ادھر کسی پر حملہ نہیں کر سکتے۔ ہم ان کی سرحد سے ایک قدم ادھر بالکل محفوظ ہوں گے"...... جوزف نے بتایا۔

"اچھا ٹھیک ہے جب ان کی سرحد قریب آئے تو مجھے بتا دینا۔ رات وہیں کیمپ لگائیں گے پھر رات کو ہی سوچیں گے"...... عمران نے جواب دیا اور جوزف نے سر ہلا دیا اور عمران دوبارہ گولڈ مین کے قریب آگیا۔

"مسٹر گولڈ مین آپ ناشی قبیلے کے متعلق کیا جانتے ہیں"۔ عمران نے گولڈ مین سے سوال کیا۔

"جہاں تک مجھے علم ہے یہ قبیلہ کسی زمانے میں بڑا خونخوار تھا مگر اب قدرے مہذب ہو چکا ہے"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

ابھی عمران کوئی جواب دینے ہی لگا تھا۔ کہ اچانک آسمان پر ایک زوردار گونج کی آواز سنائی دی۔ سب کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ دور آسمان کی طرف ایک شعلہ سا لپکتا نظر آ رہا تھا۔ گولڈ مین کی نظروں میں یہ شعلہ دیکھ کر ایک مطمئن سی چمک آ گئی لیکن عمران کی نظروں میں تشویش تھی۔ اس نے اس شعلے کو سگنل سمجھا مگر شعلہ بدستور بلندی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ نیچے گرنے لگا اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شعلے کا نیچے گرنے کا اینگل اس قسم کا تھا کہ وہ ان کے درمیان آگرتا۔

"دور بھاگو۔ ہٹ جاؤ"...... عمران چیخا اور دوسرے لمحے ساری بھیڑ کائی کی طرح چھٹ گئی۔ مگر گولڈ مین نے لپک کر عمران کی کمر کے گرد ہاتھوں کا گھیرا ڈال دیا۔ عمران اس اچانک افتاد سے ایک لمحے کے لئے بوکھلا گیا مگر دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کر لیا۔ اب وہ شعلہ عین عمران کے سر کے اوپر تھا۔ عمران نے پھرتی سے ایک طرف جمپ لگا دیا اور اسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ وہ شعلہ زمین سے ٹکرا کر پھٹ چکا تھا۔ زرد رنگ کے دھوئیں کا بادل سا چاروں طرف چھا گیا۔ پھر پوری ٹیم اس زرد رنگ کے دھوئیں کے حلقے میں آ گئی۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے حلق میں کوئی چیز پھنس گئی ہو۔ اس کا سانس رک گیا۔ دوران خون چہرے کی طرف زیادہ ہو گیا ذہن میں سیٹیاں بجنے لگیں۔ پھر یکلخت اندھیرا چھا گیا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ بادل میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ ایک دو لمحے یہ احساس رہا پھر ہر قسم کے احساس سے وہ عاری ہو گیا۔ ایسی حالت باقی ٹیم کی بھی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دھوئیں کا بادل چھٹا تو وہاں چاروں طرف ٹیم کے افراد زمین پر پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ سب بے حس و حرکت پڑے تھے۔ عمران اور گولڈ مین قریب قریب ہی پڑے تھے البتہ ان کے باقی ساتھی کافی فاصلے پر تھے۔ مگر وہ سب بے حس و حرکت تھے اور جنگل میں ایک پراسرار سکوت طاری ہو گیا۔ جیسے اس ٹیم کے ساتھ ساتھ جنگل کی ہر چیز ساکت ہو گئی ہو۔

"سب لوگ ون الیون کا شکار ہو گئے ہیں باس"...... دور بیں والے کی مسرت سے بھرپور چہکار سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ نیچے اترو۔ ہمیں جلد از جلد ان کے پاس پہنچنا چاہیے وقت بہت تھوڑا ہے"...... انچارج نے کہا اور پھر درخت پر بیٹھا ہوا آدمی نیچے اتر آیا۔ ان سب نے مل کر ون الیون درخت سے علیحدہ کی اور پھر اسے دوبارہ جیپ میں لوڈ کر دیا۔

"مشین گن ہاتھ میں لے لو۔ ہم پیدل ہی جائیں گے"۔ انچارج نے حکم دیا اور پھر وہ سب لوگ مشین گنیں ہاتھوں میں لئے تقریباً بھاگنے لگے ان کا رخ ادھر ہی تھا جدھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ون الیون کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ وہ تیزی سے بھاگتے چلے جا رہے تھے۔ انچارج بار بار ہاتھوں میں بندھی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالتا۔ وہ لگاتار درختوں کے درمیان بھاگ رہے تھے۔ اچانک کہیں قریب سے شیر کی

دھاڑ سنائی دی اور ساری پارٹی یوں رک گئی جیسے کسی نے زبردستی بریک لگا کر روک دیا ہو۔

"شیر قریب ہی ہے باس"...... ایک آدمی نے جواب دیا۔

"بھاگتے چلو ہمارے پاس مشین گنیں ہیں۔ اگر شیر نے ہمارا راستہ روکا تو اس کی قسمت ہی خراب ہو گی"...... انچارج نے غصے سے کہا اور ایک مرتبہ پھر وہ سب لوگ بھاگنے لگے۔ شیر کی دھاڑ ایک بار پھر سنائی دی۔ مگر اس بار کافی دور تھی۔ سب نے اطمینان کا سانس لیا۔ انہیں بھاگتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ مگر ابھی تک وہ اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچے تھے۔ پھر اچانک سب سے آگے بھاگنے والا آدمی رک گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ"...... وہ بری طرح چیخا اور ساری پارٹی رک گئی۔

"کیا بات ہے"...... انچارج نے غصے سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

"باس ہم غلط راستے پر آ گئے ہیں۔ ہم ناشی قبیلے کی سرحد میں داخل ہونے والے ہیں"...... اس آدمی نے تقریباً سو گز دور ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر سب کی نظریں اس درخت پر جم گئیں۔ یہ ایک خاصا اونچا درخت تھا۔ جس کی ایک مضبوط سی شاخ سے شیر کی کھال لٹک رہی تھی۔ یہ ناشی قبیلے کی سرحد کا مخصوص نشان تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... انچارج پریشان لہجے میں بڑبڑایا۔

"راستہ تو ٹھیک ہی ہے۔ مگر یہ نشان"...... وہ حیرت بھری نظروں سے نشان کو دیکھ رہا تھا۔

"دائیں طرف بھاگو"...... آخر انچارج نے ایک لمحے سوچنے کے بعد حکم دیا اور پھر پارٹی دائیں طرف گھوم گئی۔ مگر اسی لمحے نامعلوم سمتوں سے ان پر تیروں کی بارش ہونے لگی۔ ایک آدمی کی چیخ جنگل میں گونج گئی۔ تیر اس کی گردن میں پیوست ہو گیا تھا۔ باقی لوگ بچ گئے تھے۔ مگر وہ رکے نہیں۔ بھاگتے رہے۔ وہ آدمی جس کی گردن میں تیر لگا تھا وہیں گر گیا۔ پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ دوسری مرتبہ تیر نہیں آئے۔ شاید یہ ناشی قبیلے والوں کی طرف سے انتباہ تھا۔ پھر جلد ہی وہ دائیں طرف بھاگتے ہوئے انچارج کے کہنے پر سیدھے رخ بھاگنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ اس جگہ پہنچ گئے جہاں دن الیوں بم پھٹا تھا۔ سب لوگ بری طرح ہانپ رہے تھے۔ مگر یہاں پہنچ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ کیونکہ وہاں ایک آدمی بھی موجود نہیں تھا۔ گولڈ مین بھی غائب تھا۔

"اوہ یہ لوگ کہاں گئے"...... انچارج جو بے تحاشا دوڑنے کی وجہ سے ہانپ رہا تھا۔ بڑبڑایا۔

"معلوم نہیں جناب"...... ایک آدمی نے جواب دیا۔

"کہیں ناشی قبیلے والے تو انہیں اٹھا کر نہیں لے گئے"۔ انچارج نے پھر کہا۔

"مگر ناشی قبیلے کی سرحد تو یہاں سے کافی دور ہے۔ پھر وہ لوگ

اپنی سرحدوں سے باہر آیا نہیں کرتے"...... دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"تو پھر یہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں"...... انچارج نے حیرت سے پوچھا۔

"اگر آپ حکم دیں تو میں درخت پر چڑھ کر چیک کروں"۔ ایک آدمی نے پوچھا جس کے گلے میں دوربین لٹکی ہوئی تھی۔

"ہاں۔ ہاں فوراً جلدی کرو"...... انچارج نے اسے حکم دیا اور پھر وہ حکم ملتے ہی انتہائی پھرتی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ درخت کی چوٹی پر پہنچ کر اس نے دوربین آنکھوں سے لگا لی۔ تھوڑی دیر تک وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ مگر اسے دور دور تک کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے وہ حالات کو سمجھ سکتا۔ کافی دیر تک وہ دیکھتا رہا۔ پھر اس نے دوربین آنکھوں سے اتار دی اور مایوسی سے سر ہلاتا ہوا نیچے اتر آیا۔

"وہ لوگ کہیں بھی نظر نہیں آ رہے۔ ہر طرف خاموشی ہی خاموشی ہے"...... اس نے انچارج کو رپورٹ دی اور پھر اس سے پہلے کہ انچارج کوئی جواب دیتا اچانک ان کے چاروں طرف ہلکا سا شور بلند ہوا اور پھر چاروں طرف بڑی بڑی جھاڑیوں سے قوی ہیکل مادرزاد برہنہ افریقی نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔

"اوہ ناشی ڈاکو"...... ایک آدمی انہیں دیکھتے ہی چیخا اور پھر ناشی ڈاکوؤں کا نام سنتے ہی ان کے رنگ اڑ گئے۔ انہیں اپنی بھیانک

موت کا یقین ہو گیا۔ دوسرے لمحے انہوں نے گھبرا کر بے تحاشہ مشین گنوں کے فائر کھول دیئے۔ گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ چیخوں کا ایک طوفان امڈ آیا۔ بے تحاشا نامبی ڈاکو مرنے لگے مگر دوسرے لمحے ان پر زہریلے تیروں کی بارش ہو گئی اور پھر چند لمحوں بعد میدان صاف تھا۔ ان سب کے جسموں میں کئی کئی نیزے ترازو ہو چکے تھے۔ مشین گنیں ان کے ہاتھوں سے چھوٹ چکی تھیں اور وہ زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ نامبیوں کے قہقہوں سے جنگل اس طرح گونج اٹھا جیسے وہاں ہزاروں بدروحیں مل کر قہقہے لگا رہی ہوں۔ وہ خوشی سے ناچتے ہوئے زمین پر تڑپنے والوں کے گرد اکٹھے ہونے لگے اور پھر جب وہ لوگ ان کے قریب پہنچے تو تڑپنے والے دم توڑ چکے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے تھے۔ کہ اچانک ان کے چاروں طرف جھاڑیوں سے لمبے قد اور گھٹے ہوئے جسم کے مادرزاد برہنہ افریقی نکل آئے۔ یہ لوگ تعداد میں تقریباً پچاس ساٹھ تھے۔ وہ سب آ کر ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ ان کا سردار جس نے سر پر کسی خوبصورت پرندے کے پروں کا تاج پہنا ہوا تھا آگے بڑھا اور پھر اس نے عمران کو سیدھا کیا۔ تھوڑی دیر تک وہ آپس میں بات چیت کرتے رہے پھر سردار کے حکم پر ان سب نے مل کر پوری ٹیم کے افراد کو ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ دوسرے افریقیوں نے ان کا سامان بھی اٹھا لیا۔ اسی لمحے دور سے ایک افریقی چلایا۔ اس کی آواز سن کر سب چونک پڑے۔

"نامبی، نامبی"...... وہ افریقی چلا رہا تھا۔ نامبی کا لفظ ان سب کے لئے دھماکہ خیز ثابت ہوا اور پھر وہ لوگ شور مچاتے ہوئے

بھاگنے لگے۔ ان کی رفتار باوجود وزن اٹھانے کے کافی تیز تھی۔ جلد ہی وہ گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں گم ہو گئے۔ کافی دیر تک بھاگنے کے بعد وہ لوگ جنگل کے درمیان ایک صاف قطعہ میں پہنچ گئے۔ یہاں چاروں طرف سرکنڈوں کی بھدی جھونپڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو انہوں نے ایک بڑی سی جھونپڑی میں بند کر دیا۔ نجانے کتنی دیر بعد دروازہ کھلا اور دوبارہ افریقی اندر داخل ہوئے۔ یہ سب لوگ ابھی تک بے ہوش تھے۔ انہوں نے ان سب لوگوں کو اٹھایا اور جھونپڑی سے باہر لے آئے۔ رات بھیگ چکی تھی اور میدان میں قبیلے کے تمام افراد موجود تھے۔ ان سب نے ایک گھیرا سا بنایا ہوا تھا جس کے درمیان صاف زمین تھی اور اس میدان کے درمیان لکڑیوں کا ایک ڈھیر جل رہا تھا۔ جس سے دور دور تک روشنی ہو رہی تھی۔ میدان میں چھوٹے چھوٹے درختوں کے تنے گاڑے ہوئے تھے۔ افریقیوں نے ان سب کو ان کھمبوں سے باندھ دیا اور پھر وہ سب لوگ ناچنے اور گانے لگے۔ سب سے پہلے عمران کو ہوش آیا۔ چند لمحے تک وہ خالی الذہن سے سب کچھ دیکھتا رہا۔ پھر اسے ہوش آنے لگا۔ اب اسے سب کچھ یاد آگیا کہ بم پھٹنے سے وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ اب اپنے اردگرد جنگلیوں کو دیکھ کر وہ دھیرے سے مسکرایا وہ سمجھ گیا کہ اس وقت وہ ناشی قبیلے کی قید میں ہیں۔ اس نے اردگرد دیکھا۔ پھر اسے کھمبوں سے اپنے تمام ساتھی بندھے ہوئے نظر آئے۔ اس کی سیدھی طرف گولڈ مین بندھا ہوا تھا۔ وہ ابھی

تک بے ہوش تھا۔ پھر جنگلیوں کے ناچ میں تیزی آتی چلی گئی۔ ایک عجیب سا وحشت ناک رقص تھا۔ پھر عمران نے دیکھا کہ گولڈ مین کو بھی ہوش آ رہا تھا۔ رقص جاری تھا شاید یہ وحشیوں کے بے پناہ شور وغل کا اثر تھا کہ تمام لوگ یکے بعد دیگرے ہوش میں آتے چلے گئے پھر ناچتے ناچتے وحشی نیزے تان کر گولڈ مین کی طرف بڑھے۔ کیونکہ ترتیب کے لحاظ سے پہلا کھمبا گولڈ مین ہی کا تھا۔ انہوں نے قریب آکر گولڈ مین کی رسیاں کھولیں اور پھر اپنے بازوؤں میں پکڑ کر میدان کے درمیان میں لے گئے۔ گولڈ مین اب پوری طرح ہوش میں تھا اس لئے بری طرح تڑپ رہا تھا۔ مگر وحشیوں کی مضبوط گرفت کی وجہ سے بے بس تھا۔ اسے میدان میں لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ گولڈ مین کے ہوش و حواس جواب دے گئے تھے کہ اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر چاروں طرف ناچنے والے وحشیوں نے اپنے نیزے تان لئے اور پھر گولڈ مین جدھر بھاگتا ادھر سے نیزے اس کے جسموں میں چبھنے لگے۔ ایک عجیب سا وحشتناک منظر تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ لوگ اسے تکلیف پہنچا کر بے پناہ خوشی محسوس کر رہے ہوں۔ جیسے ہی ان میں سے کسی کا نیزہ گولڈ مین کے جسم میں گھستا خوشی کے نعروں کا ایک طوفان برپا ہو جاتا۔ گولڈ مین لہولہان ہو گیا تھا۔ وہ بری طرح چیخ رہا تھا۔ وہ لگاتار افریقیوں کو گالیاں دے رہا تھا۔ آخر وہ بے دم ہو کر درمیان میں گر پڑا اور پھر ایک دم سینکڑوں نیزوں نے اس کے جسم کو چھید دیا۔ عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ اب وحشی

لہو لہان نیزے لئے اچھل کود رہے تھے۔ پھر ان میں سے ایک نے گولڈ مین کا سر علیحدہ کیا اور اسے نیزے پر پرو کر ناچتا ہوا دور بیٹھے سردار کی طرف بڑھنے لگا۔ سردار دو افریقی عورتوں کے ساتھ چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے گلے میں کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ اس افریقی نے سردار کے پاس جا کر گولڈ مین کا سر نیزے سے اتارا اور پھر اسے سردار کے سامنے ڈال دیا۔ سردار نے خوشی کا نعرہ مارا اور پھر وہ وحشی ناچتا ہوا واپس اپنے گروہ میں آگیا۔ اب سب افریقی ناچتے ہوئے عمران کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران کے دیگر ساتھی مضطرب ہو گئے۔ وہ گولڈ مین کا دردناک حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ پھر جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچے۔ جوزف کی دھاڑ سنائی دی۔ وہ چیخ چیخ کر افریقی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ سارے پنڈال پر سکوت طاری ہو گیا۔ پھر سردار نے کھڑے ہو کر افریقی زبان میں کچھ کہا اور وحشی عمران سے ہٹ کر جوزف کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے جوزف کو کھمبے سے آزاد کیا اور پھر اسے درمیان میں لے کر سردار کی طرف بڑھے۔ اب وہ ناچ نہیں رہے تھے بلکہ خاموشی سے چل رہے تھے۔ جلد ہی جوزف سردار کے سامنے پہنچ گیا۔ پھر سردار اور جوزف کے درمیان گفتگو ہونے لگی۔ عمران اور اس کے ساتھی چونکہ کافی دور تھے اس لئے وہ ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو نہ سن سکتے تھے اور پھر وہ لوگ ان کی زبان بھی نہیں جانتے تھے کہ اگر ان کی گفتگو سن بھی لیتے تو انہیں کیا سمجھ آتی۔ کافی دیر تک ان کی آپس میں گفتگو ہوتی رہی۔ پھر سردار

نے چیخ کر اپنے آدمیوں سے کچھ کہا اور وہ سب لوگ تیز تیز دوڑتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف آئے۔ اس دفعہ ان کے چہروں پر مسرت کے بجائے خوف تھا۔ انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھولا اور انہیں درمیان میں لے کر سردار کی طرف بڑھے۔ سردار نے جوزف سے کچھ کہا اور پھر جوزف عمران سے مخاطب ہوا۔

"باس میں نے انہیں آپ کے متعلق بتلایا ہے کہ آپ بہت مشہور وچ ڈاکٹر ہیں اور اگر آپ نے ان کو کوئی تکلیف پہنچائی تو سارے قبیلے پر دیوتاؤں کا عذاب نازل ہو گا۔ سردار نے اس صورت میں آج رات سب لوگوں کی جان بخشی کی ہے کہ کل رات کو آپ کے اور ناشی قبیلے کے وچ ڈاکٹر کے درمیان مقابلہ ہو گا۔ اگر آپ جیت گئے تو یہ ہمیں چھوڑ دیں گے۔ ورنہ"...... اس کے بعد کا جملہ جوزف نے جان بوجھ کر ادھورا چھوڑ دیا۔ عمران کیا باقی سب ساتھی ورنہ کے بعد کا جملہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں لیکن ان سے کہو کہ وہ ہمارا سامان ہمیں لوٹا دیں"...... عمران نے بڑے اطمینان سے کہا اور سب لوگ حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے جوزف نے سردار سے کچھ بات کی اور سردار کے جواب دینے پر انہیں بتلایا کہ سردار سامان واپس کرنے پر رضامند ہو گیا ہے۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے سر ہلا دیا اور پھر افریقی انہیں لے

کر ایک بڑی سی جھونپڑی کی طرف بڑھے۔ ان سب کو جھونپڑی
دھکیل کر باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ اس جھونپڑی کے ایک کو
میں ایک مشعل جل رہی تھی اور ان کا سامان بھی ایک کونے
موجود تھا۔ وہ سب لوگ یوں زمین پر بیٹھ گئے جیسے بہت طو
مسافت طے کر کے آئے ہوں۔

"گولڈ مین کا حشر دردناک ہوا ہے"...... صفدر نے سب سے
سکوت توڑا۔

"ہاں اس نے بھی تو ہم سب لوگوں کو بم سے اڑا دینے
کوشش کی تھی"...... عمران لاپرواہی سے بولا اور سب لوگ ایک
طویل سانس لے کر رہ گئے۔

"کھانا تو نکالو"...... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف کو
میں پڑے ہوئے سامان کی طرف بڑھ گیا۔ سامان میں خشک کھا
کے بہت سے ڈبے تھے۔ پھر سب لوگ کھانا کھانے لگے۔ لیکن سب
کے چہروں سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کھانا مجبوری کی بنا پر زہر مار کر
رہے ہیں۔

"کیا بات ہے بھائی۔ وچ ڈاکٹر سے مقابلہ میں نے کرنا ہے
بارہ آپ کے چہروں پر بج رہے ہیں"...... عمران نے ماحول
دردناک سنجیدگی دیکھی تو مسکرا کر کہا۔

"ہم لوگ دراصل اسی وچ ڈاکٹر کے بارے میں ہی سوچ رہے
ہیں"...... صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ مجھ سے بڑا وچ ڈاکٹر آج تک افریقہ پیدا ہی نہیں
کا"...... عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے جواب دیا اور پھر پہلی
سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"آپ لوگ اطمینان سے سوئیں۔ مجھے جوزف سے چند ضروری
تیں کرنی ہیں۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ کل وچ ڈاکٹر کو میں مقابلے میں
شکست دوں گا"...... عمران نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا اور
عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی کا خیال کر کے سب لوگ پاؤں پسار
سو گئے۔ جوزف اور عمران باتیں کرنے میں مشغول ہو گئے۔ پھر
عمران نے نشارا کو بھی اس میٹنگ میں شریک کر لیا۔

یہ دوسری رات تھی اسی طرح افریقیوں نے حصار باندھ رکھا
تھا۔ درمیان میں الاؤ جل رہا تھا مگر صورت حال بدلی ہوئی تھی۔
عمران اور اس کے ساتھی ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے
ہاتھوں میں برین گنیں تھیں۔ وحشی چونکہ ان برین گنوں کے متعلق
کچھ نہیں جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔
میدان کے درمیان میں عمران خالی ہاتھ کھڑا تھا جوزف بھی اس کے
قریب موجود تھا۔ اس وقت جوزف ترجمان کے فرائض انجام دے رہا
تھا۔ عمران کی ٹیم کے ہر آدمی کا دل آنے والے وقت کے لئے دھڑک
رہا تھا لیکن عمران یوں ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا جیسے وہ کسی
سرکس میں تماشا دکھانے کے لئے کھڑا ہو۔ پھر افریقیوں نے مل کر
ایک زوردار نعرہ مارا اور کونے سے ایک بوڑھا سا آدمی میدان میں
داخل ہوا۔ وہ خاصا ضعیف العمر تھا مگر اس کی کمر جھکی ہوئی نہیں

تھی۔ وہ بڑی عجیب سی چال چلتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ سب
لوگوں کی نگاہیں اس بوڑھے پر جمی ہوئی تھیں۔ یہی بوڑھا دراصل
اس قبیلے کا وچ ڈاکٹر تھا۔ اس کی جادوگری سے قبیلے کا ہر آدمی لرزہ
براندام رہتا تھا۔ وہ عمران کے قریب آ کر رک گیا۔ اس نے ایک
بغور عمران کی طرف دیکھا جیسے نظروں ہی نظروں میں اسے جانچ
رہا ہو۔ پھر اس نے جوزف سے باتیں شروع کر دیں۔ عمران خاموشی
سے کھڑا ان کی باتیں سنتا رہا تھا۔ پھر جوزف نے بتلایا کہ بوڑھا وچ
ڈاکٹر عمران کے خلاف ایک خطرناک داؤ استعمال کرنے کا ارادہ
رکھتا ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ عمران پر عمل پڑھ کر اسے بے حس کر
دے گا اور عمران نقل و حرکت کرنے سے معذور ہو جائے گا۔
"ٹھیک ہے کرنے دو اسے میں سمجھتا ہوں کہ بوڑھا ہپناٹزم کا
ماہر ہے اس کی نظروں میں مقناطیسی قوت ہے مگر اسے معلوم ہو
جائے گا کہ عمران کیا ہے"...... عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور
جوزف نے بوڑھے سے کچھ کہا اور درمیان سے ہٹ گیا۔ اب وہ
بوڑھا اور عمران ایک دوسرے کے مقابل تھے پورے پنڈال پر
موت کا سکوت طاری تھا۔ ہر شخص کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی
تھیں۔ بوڑھے نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ عمران
بھی بوڑھے کی آنکھوں میں دیکھنے لگا اور پھر عمران کو بوڑھے کی
مقناطیسی قوت پر ایمان لے آنا پڑا۔ واقعی بوڑھے کی آنکھوں میں بے
پناہ قوت تھی۔ اس کی تیز نظریں عمران کی کھوپڑی میں گھستی چلی جا

رہی تھیں۔ لیکن مقابل میں بھی اس صدی کا عیار ترین آدمی تھا عمران نے اپنی پوری ذہنی قوت اپنی آنکھوں میں مرکوز کر دی دوسرے لمحے اس نے دیکھا کہ بوڑھے کے سر نے ایک زوردار جھٹکا کھایا۔ عمران میں اعتماد بڑھ گیا کہ اب وہ اس خطرناک بوڑھے کو ضرور شکست دے دے گا۔ چنانچہ اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ چند لمحوں تک ان دونوں کی ذہنی قوتوں کے درمیان کشمکش جاری رہی پھر بوڑھے کی آنکھوں کی چمک مدھم پڑتی چلی گئی وہ شکست کھا رہا تھا۔ چند لمحے بعد عمران نے محسوس کیا کہ مقابل کی قوت مدافعت جواب دے گئی ہے۔ اب وہ عمران سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہا تھا مگر عمران اب اسے کس طرح اس بات کی اجازت دے سکتا تھا۔ عمران نے ساتھ ہی ٹیلی پیتھی سے کام لیا اور اس بوڑھے کے ذہن میں یہ بات راسخ کرنی شروع کر دی کہ وہ شکست تسلیم کر لے۔ چند لمحوں بعد عمران اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ بوڑھے نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور پھر وہ چیختا ہوا زمین پر گر پڑا وہ بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ پھر وہ اٹھا اور اس نے چیخ چیخ کر کچھ کہا۔ دوسرا لمحہ حیرت انگیز تھا کہ سارے افریقی سردار سمیت عمران کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ جوزف نے خوشی کا ایک بھرپور نعرہ لگایا اور پھر وہ بے اختیار ہو کر ناچنے لگا۔

" گڈ باس۔ تم عظیم ہو باس۔ تم نے افریقہ کے خطرناک ترین وچ ڈاکٹر کو شکست دے دی "...... جوزف خوشی سے چلا رہا تھا۔

جوزف کے ساتھ ساتھ سارے افریقی بھی ناچنے لگے وہ عمران کے گرد ناچ رہے تھے اور عمران ان کے درمیان کھڑا معصومیت سے پلکیں جھپکا رہا تھا۔ جیسے یہ تماشا اس کی سمجھ سے باہر ہو۔ پھر اس نے بھی ان کی طرح تالیاں پیٹ پیٹ کر ناچنا شروع کر دیا۔ باقی ساتھیوں نے جب عمران کو یوں بے ڈھنگے سے ناچتے دیکھا تو ہنستے ہنستے ان کے پیٹ میں بل پڑ گئے اور وحشیوں پر اس کا رد عمل برعکس ہوا۔ عمران کو یوں بے ڈھنگے پن سے ناچتے دیکھ کر وہ یک دم ساکت ہو گئے اور انہوں نے عمران سے دور ہونا شروع کر دیا۔ ان کے چہروں پر گہرے خوف کے آثار تھے۔ عمران نے اپنے ناچ کا یہ رد عمل دیکھا تو وہ حیرت سے کھڑا ہو گیا۔

" باس وہ آپ سے کسی اور شعبدہ کے خواہشمند ہیں "...... جوزف نے عمران کے کان میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک افریقی کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ یہ وحشی خاصے لحیم شحیم جسم کا مالک تھا۔ پہلے تو وہ عمران کے قریب آنے پر قدرے ہچکچایا۔ پھر نجانے کیا سوچ کر محتاط قدم اٹھاتا ہوا عمران کے قریب آ گیا۔ عمران ایک لمحے کے لئے بغور اس وحشی کی شکل دیکھتا رہا۔ جیسے بچہ کسی نئی چیز کو پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ عمران کو اپنی طرف یوں گھورتے دیکھا تو وحشی بری طرح خوفزدہ ہو گیا۔ عمران مسکرا دیا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس وحشی کی ناک پکڑ لی۔ سارا مجمع بڑے تجسس سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ عمران کے ساتھی

بھی حیران تھے کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔ عمران نے ایک لمحے
لئے وحشی کی ناک کو پکڑ کر زور سے دبایا اور پھر چھوڑ دیا۔ اس کے
علیحدہ ہوتے ہی وہ وحشی بری طرح جھومنے لگا۔ جیسے اس نے شر
کی دس بوتلیں پی لی ہوں۔ ایک دو لمحے تک وہ جھومتا رہا۔ پھر ب
زمین پر گر پڑا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے زمین پر گرتے
ادھر ادھر کھڑے ہوئے وحشی اس کی طرف لپک پڑے۔ سردار
بے اختیار اس وحشی کی طرف بھاگا۔ ادھر عمران بڑی بے نیازی سے
کھڑا تھا۔ دوسرے لمحے وہ تمام وحشی ایک بار پھر عمران کے سا
سجدے میں گر پڑے۔ پھر جب وہ کھڑے ہوئے تو بری طرح کانپ
رہے تھے کہ اچانک سردار نے جوزف سے کچھ کہا۔ جوزف مسکر
اور پھر اس نے عمران سے کہا۔

"باس سردار کہہ رہا ہے۔ کہ وچ ڈاکٹر اب اس آدمی کو زندہ کر
دیں۔ یہ سردار کا بھائی ہے"...... عمران بھی شاید لطف لینے کے مو
میں تھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ چند لمحوں تک اس کا ہاتھ جیب
میں رہا اور پھر وہ اس وحشی کی طرف بڑھ گیا۔ جو دراصل بے ہوش
پڑا تھا۔ اس نے جیب سے ہاتھ نکالا اور ایک بار پھر اس وحشی کی
ناک سے لگا دیا۔ ایک لمحے بعد وحشی نے زوردار چھینک ماری
دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وحشیوں کے چہروں پر مسرت
کے سوتے پھوٹ پڑے۔ پھر انہیں بڑی عزت سے شاہی جھونپڑے
میں لے جایا گیا۔ وہ سب لوگ ان کی خدمت میں بچھے جا رہے تھے۔

نہیں فوراً بھنی ہوئی رانیں پیش کی گئیں۔ سب لوگوں نے خوب
ٹ کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد جوزف نے سردار سے کچھ کہا
ر سردار نے سر ہلا دیا۔

"ابے مجھے تو کچھ بتا کیا راز و نیاز کر رہا ہے"...... عمران نے
نہیں آپس میں بات چیت کرتے دیکھ کر ہانک لگائی۔

"باس اپنے مثاک کی بچت کر رہا ہوں"...... جوزف نے دانت
ل دیئے اور عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے جوزف نے یہ بچت کر
کے اس کی سات پشتوں پر احسان کر دیا ہو۔ رات کو انہیں شاہی
جھونپڑیوں میں ٹھہرایا گیا اور پھر وہ سب لوگ پاؤں پسار کر سو گئے۔
عمران نے بہت بڑا معرکہ مارا تھا اور ان سب کی زندگیاں بچ گئی
تھیں۔ ورنہ کیا ہو جاتا۔ اس کے تصور سے ہی ان کی روح کانپ جاتی
تھی۔

یہ ایک خاصا بڑا ہال تھا۔ گو اس کی دیواریں بڑی بڑی چٹانوں پر مشتمل تھیں۔ مگر ہال کی تعمیر سراسر انسانی ہاتھوں کی رہین منت تھی۔ اس ہال میں بے حد بڑی بڑی مشینیں فٹ تھیں جو زور شور سے چل رہی تھیں اور ان مشینوں کے بے پناہ شور سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ ہر مشین کے ساتھ تین چار غیر ملکی کام کر رہے تھے۔ اس ہال کے ایک کونے میں فولادی چادروں کا ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ اس کا دروازہ بند تھا اور اس کے باہر ایک سفید فام ہاتھ میں مشین گن لئے پہرہ دے رہا تھا۔ کیبن کے اندر ایک شیشے کی ٹاپ والی خاصی لمبی چوڑی میز کے پیچھے ایک لحیم شحیم غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے آثار تھے وہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے میز کی ٹاپ کو ہلکے ہلکے بجا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں نیم وا تھیں۔ جیسے وہ کسی گہری سوچ میں گم ہو۔ پھر اچانک کمرے میں

ٹنگ سا بج اٹھا۔ وہ سفید فام چونک اٹھا۔ اس نے ایک سائیڈ میں پڑی ہوئی ایک بڑی سی مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ زیرو الیون فرام پوائنٹ سکسٹی سکس سپیکنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک آواز گونجی۔

"یس۔ ڈابکر سپیکنگ فرام دس اینڈ۔ اوور"...... اس غیر ملکی نے کرخت آواز میں جواب دیا۔

"باس وہ غیر ملکی جاسوس اس وقت ناشی قبیلے میں موجود ہیں۔ ان کا انچارج جس کا نام ہمیں عمران بتلایا گیا ہے۔ اس نے قبیلے کے وچ ڈاکٹر کو شکست دے کر سارے قبیلے پر اپنی مافوق الفطرت قوتوں کا رعب جما لیا ہے۔ اب انہیں دیوتا سمجھ کر پوجا جا رہا ہے۔ اوور"...... زیرو الیون نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ناشی قبیلے کا وچ ڈاکٹر کو شکست دے کر، میں سمجھا نہیں۔ اوور"۔ ڈابکر نے حیرت سے پوچھا اور پھر زیرو الیون نے تمام تفصیل بتلائی۔

"تم نے یہ سب کچھ کیسے معلوم کیا۔ اوور"...... ڈابکر نے پوچھا۔

"باس ٹانگانیکا ہیڈ کوارٹر سے رپورٹ ملتے ہی میں نے اس قبیلے میں موجود اپنے خاص آدمی سے رابطہ قائم کیا اور پھر مجھے تمام تفصیلات معلوم ہوئیں۔ اوور"...... زیرو الیون نے بتلایا۔

"ہوں اس کا مطلب ہے یہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی

خطرناک ہیں"...... ڈابکر نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"جی ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ اوور"...... زیرو الیون نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس وقت وہ لوگ کہاں ہیں۔ اوور"...... ڈابکر نے پوچھا۔

"باس اس وقت وہ تمام لوگ شاہی جھونپڑے میں موجود ہیں۔ اوور"...... زیرو الیون نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ زیرو الیون ان پر ایم ایم تھری آزماؤ۔ اوور"۔ ڈابکر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب، میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔ اوور"...... زیرو الیون نے جواب دیا۔

"نتائج کی مجھے فوراً رپورٹ دینا میں سپیشل روم میں موجود رہوں گا۔ اوور"...... ڈابکر نے جواب دیا۔

"بہتر سر۔ امید ہے ایم ایم تھری کے نتائج ان کے لئے خوفناک ہی ثابت ہوں گے۔ اوور"...... زیرو الیون کے لہجے میں قدرے مسرت کا عنصر بھی شامل تھا۔ جیسے وہ ایم ایم تھری کے استعمال کی اجازت ملنے پر خوشی محسوس کر رہا ہو۔

"اوور اینڈ آل"...... ڈابکر نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ناشی قبیلے سے تقریباً پانچ کلو میٹر دور جنگل میں گھنے درختوں کے درمیان ایک کٹیا سی موجود تھی۔ اس وقت اس کٹیا میں بڑی تیزی سے نقل و حرکت جاری تھی۔ دو تین آدمی جو سیاہ فام ہی تھے ایک عجیب سی مشین کو کٹیا سے باہر نکال رہے تھے۔ کٹیا کے فرش کا حصہ خلا کی صورت میں تھا۔ مشین جلد ہی کٹیا سے باہر لائی گئی اور پھر اسے ایک مخصوص جگہ پر فٹ کر دیا گیا۔ یہ ایک کافی بڑی مشین تھی۔ اس کے ساتھ موٹے موٹے تار منسلک تھے۔ جو کٹیا کے اندر جا کر اس خلا میں نیچے تک اتر گئے تھے۔ مشین کی ہیئت کرین کی سی تھی۔ پھر ایک سیاہ فام جو ان کا انچارج معلوم ہوتا تھا، نے مشین کے چند ڈائل سیٹ کئے اور انہیں سیٹ کرنے کے بعد اس نے ایک بٹن دبا دیا۔ مشین کو ایک جھٹکا سا لگا۔ پھر اس میں سے گھرر گھرر کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"باس میرا خیال ہے آپریشن شروع کیا جائے"...... ایک سیا
فام نے اسی آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جس نے مشین سٹارٹ کی
تھی۔

"ہاں"......باس نے جواب دیا اور پھر وہ کٹیا کے اندر چلا گیا۔
چند لمحوں بعد مشین کی گھرر گھرر میں اچانک انتہائی تیزی آ گئی اب
مشین پر مختلف بلب جلنے بجھنے لگے۔ باس جو غور سے مشین کو دیکھ
رہا تھا اس نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔ گھرر گھرر کی آوازوں میں
تیزی آتی چلی گئی۔ پھر اچانک مشین کی سائیڈ سے ایک چمکیلا راڈ نکلا
اور انتہائی تیزی سے اونچا ہوتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ کافی بلندی تک جا کر
رک گیا پھر اس راڈ کے اوپر سرے پر سے نیلے رنگ کے شعلے سے نکلنے
لگے۔ پھر شعلے سرخ ہوتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد ایک ہلکا سا
دھماکہ ہوا اور ایک بڑا سا شعلہ بلبلے کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اب تو
ان شعلوں کے بلبلوں کا سلسلہ سا بن گیا۔ وہ اوپر اٹھتے اور پھر ان کا
رخ مڑ جاتا۔ جلد ہی نظروں سے غائب ہو جاتے۔ تقریباً پانچ منٹ
تک یہ شعلے اٹھتے رہے۔ پھر باس نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔ راڈ
کے سرے سے شعلے غائب ہوگئے۔ مشین کی گھرر گھرر بھی ختم ہو
گئی راڈ سمٹتا ہوا مشین میں گم ہونے لگا۔ پھر باس نے ایک اور بٹن
بند کیا۔ اب مشین بے جان ہو چکی تھی۔

"اسے تہہ خانے میں لے آؤ۔ میں ٹرانسمیٹر پر رپورٹ لیتا ہوں"۔
باس نے کھڑے ہوئے سیاہ فاموں سے کہا اور پھر مشین کے پاس

سے اٹھ کر کٹیا میں داخل ہو گیا۔ فرش کا وہ حصہ جو کھلا ہوا تھا۔ اس
کے نیچے تک سیڑھیاں چلی گئی تھیں۔ سیڑھیوں کے ساتھ ساتھ
ڈھلوان تھی۔ شاید مشین اوپر لانے کے لئے یہ انتظام کیا گیا تھا۔ وہ
سیاہ فام سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ ایک کافی بڑے ہال میں پہنچ
گیا۔ اس ہال میں کئی اور مشینیں موجود تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا
ہوا ایک چھوٹی سی مشین کے پاس جا کر رک گیا۔ اس نے قریب
پڑی ایک کرسی گھسیٹی اور پھر اس مشین کے سامنے رکھ کر بیٹھ گیا۔
اس نے اس ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں لگا ہوا ہیڈ فون اتارا اور اسے
کانوں پر چڑھا لیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر کے مختلف بٹن دبانے شروع
کر دیئے۔ ٹرانسمیٹر میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ ہلکی ہلکی زوں زوں کی
آوازیں آنے لگیں۔ اس نے ایک بٹن دبایا اور پھر بولا۔
"ہیلو زیرو الیون فرام پوائنٹ فور سپیکنگ۔ اوور"...... وہ بار بار
یہ فقرہ دہراتا رہا۔
"ہیلو تھری سکس سیون سپیکنگ باس۔ اوور"...... دوسری
طرف سے ایک آواز سنائی دی۔
"رپورٹ تھری سکس سیون ایم ایم تھری کے کیا نتائج رہے۔
اوور"۔ نمبر الیون کے لہجے میں دبا دبا جوش تھا۔
"باس کیا بتلاؤں۔ سارے قبیلے میں حشر مچا ہوا ہے۔ پورے
قبیلے کی جھونپڑیوں میں آگ لگ چکی ہے۔ میں خود بھاگ کر ایک
درخت پر آ چڑھا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب ملا۔

"مگر عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا بنا۔ اوور"...... نمبر الیون نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"باس کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ انتہائی افراتفری ہے۔ آپ انتظار کریں۔ تھوڑی دیر بعد میں خود کال کر کے تفصیلات بتاؤں گا۔ اوور"۔ تھری سکس سیون نے جواب دیا۔

"او کے۔ جلد ہی تفصیلات معلوم کر کے مجھے کال کرو۔ میں نے گرینڈ باس کو جواب دینا ہے۔ اوور اینڈ آل"...... نمبر الیون نے کہا اور پھر رابطہ ختم کر دیا۔ کانوں سے ہیڈ فون اتار کر اس نے ہک میں لٹکایا اور پھر اس مشین کو دیکھنے لگا جسے سیاہ فام دھکیل کر پیچھے لے آئے تھے اور جس سے اس نے ابھی پورے ناشی قبیلے کی بستی میں افراتفری مچا دی تھی۔

تمام لوگ مست سوئے ہوئے تھے مگر عمران اور بلیک زیرو دونوں جاگ رہے تھے۔ عمران کے اشارے پر بلیک زیرو اٹھ کر اس کے قریب آگیا تھا۔ وہ آپس میں سرگوشی میں گفتگو کر رہے تھے۔

"نشارا ہمیں صبح یہاں سے چل دینا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں جلد از جلد انکانا قبیلے تک پہنچ جاؤں۔ کیونکہ ہمیں بہت دیر ہو رہی ہے اور مجھے دارالحکومت میں اکیلی جولیا کیا کر سکتی ہے"...... عمران نے سرگوشی میں بلیک زیرو سے کہا۔ ویسے پھر بھی اس نے بلیک زیرو کو اس کے فرضی نام سے ہی پکارا۔ وہ ہر لمحے محتاط رہنا چاہتا تھا۔

"جی ہاں مگر کیا کیا جائے۔ یہ افریقہ ہے یہاں ہر قدم پر نئی مصیبتیں کھڑی ہو سکتی ہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ویسے ہمیں اس وچ ڈاکٹر سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ کہیں وہ اپنی شکست کا انتقام لینے کے لئے کوئی حرکت نہ کرے"...... عمران نے

کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ویسے مجھے امید تو نہیں کہ وہ حرکت کرے گا مگر پھر بھی ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے۔ آپ سو جائیے میں جاگ رہا ہوں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چار گھنٹے بعد مجھے اٹھا دینا پھر میں ڈیوٹی دوں گا۔" عمران نے اس کی تجویز کی تائید کی۔ کیونکہ اسے نیند کے شدید جھٹکے رہے تھے۔ پھر جلد ہی اس کے خراٹوں کے سائرن پوری جھونپڑی میں گونجنے لگا۔ بلیک زیرو خاموشی سے پڑا حالات پر غور کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ہم لوگوں کی زندگیاں بھی عجیب ہیں۔ عجیب عجیب حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اب ایک وحشی قبیلے میں موجود ہیں۔ کل کسی سائنسدان سے مقابلہ ہو جاتا ہے۔ کبھی کوئی عیار سیکرٹ ایجنٹ راستہ کاٹ جاتا ہے۔ ویسے اسے اس ہنگامہ خیز زندگی سے بے حد پیار تھا۔ ابھی وہ انہی حالات میں گم تھا کہ اچانک اسے تیز قسم کی زوں زوں کی آوازیں آئیں۔ جیسے جھونپڑے کی چھت پر کوئی پرندہ موجود ہو۔ وہ چند لمحے آہٹ لیتا رہا۔ زوں زوں کی آوازوں میں لمحہ بہ لمحہ تیزی آتی چلی گئی۔ پھر اچانک وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ کیونکہ یہ زوں زوں کی آواز اب بہت قریب آ رہی تھی۔ چند لمحے سکوت رہا۔ پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ کیونکہ اس نے جھونپڑی کی چھت کو بری طرح جلتے دیکھا۔ جھونپڑی سرکنڈوں کی بنی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔ اس نے بری طرح عمران کو جھنجھوڑ

عمران ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ لیکن پھر اسے بلیک زیرو سے کچھ پوچھنے ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ آگ تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ عمران تیزی سے ممبران کو جھنجھوڑ ڈالا۔ پھر باہر بھی شور و غل کی آوازیں گیں۔

"جلدی کرو۔ باہر نکلو۔ سامان بھی نکالو"...... عمران نے چیخ کر ور پھر بلیک زیرو نے دروازہ کھولنے کے لئے زور لگایا مگر دروازہ سے بند تھا۔ اب آگ چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ ساری پڑی آگ کی لپیٹ میں آ چکی تھی۔

"دروازہ توڑ دو"...... عمران نے کھانستے ہوئے کہا کیونکہ پڑی میں دھواں بھر چکا تھا پھر بلیک زیرو نے پوری قوت سے کو دھکا مارا مگر دروازہ خاصا مضبوط تھا۔ آگ دروازے تک پہنچ چکی تھی۔ اب سب لوگ بری طرح کھانس رہے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ بلیک زیرو سے دروازہ نہیں کھل سکا تو اس نے جنونی میں پوری قوت سے دروازے کو ٹکر ماری۔ دراوزہ بری طرح رہا تھا۔ اس لئے وہ علیحدہ ہو کر جا گرا اور ساتھ ہی عمران بھی باہر اس کے بال جھلس گئے تھے۔ دراوزہ کھلتے ہی سب لوگ آگ یوار پھاند کر جھونپڑی سے باہر آگئے۔ پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ کہ پوری بستی آگ کے شعلوں میں گھری ہوئی تھی۔ اسی لمحے کی نظریں آسمان پر اٹھیں۔ اس نے آسمان پر سے ایک شعلہ اترتے دیکھا جو میدان کے درمیان آگرا۔ بستی کی جھونپڑیاں چونکہ

ایک گول دائرے میں بنائی گئی تھیں اس لئے اب چاروں طرف آگ کا حصار موجود تھا اور پورا قبیلہ افراتفری میں چیختا چلاتا ہوا ادھر بھاگ رہا تھا۔ وہ بری طرح خوفزدہ تھے۔ کئی آدمی کچلے گئے۔

"ادھر بھاگو ادھر"...... عمران نے ایک طرف آگ کی شدت میں قدرے کمی دیکھ کر کہا اور پھر پوری ٹیم عمران کے پیچھے ادھر بھاگ نکلی۔ انہوں نے سامان ہاتھوں میں اٹھایا ہوا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جلدی ہی وہ آگ کی دیوار کے قریب پہنچ گئے۔

"دوڑ کر اسے کراس کرو"...... عمران نے کہا۔

"مگر عمران صاحب ہمارے سامان میں بارود موجود ہے"۔ بلیک زیرو نے چیخ کر کہا۔

"پرواہ نہیں۔ بھاگتے ہوئے آگ کراس کر جاؤ اتنی دیر میں بارود کو کچھ نہیں ہو گا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر دوڑتا ہوا آگ کے بلند شعلوں میں گم ہو گیا۔ پھر یکے بعد دیگرے باقی لوگ بھی آگ کی دیوار میں گھستے چلے گئے۔ جلد ہی وہ لوگ آگ کی اس دیوار کو کراس کر گئے۔ واقعی عمران کا اندازہ صحیح تھا۔ یہاں آگ کا حجم زیادہ نہیں تھا۔ مگر کئی آدمیوں کے کپڑوں نے آگ پکڑ لی تھی۔ پھر انہوں نے سامان ایک طرف رکھا اور زمین پر لیٹنے لگے۔ تو آگ بجھ گئی۔

"بھاگتے چلو"...... عمران نے جو ایک طرف کھڑا تھا، نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سامان اٹھا کر اندھا دھند جنگل میں بھاگنے لگے لیکن ان

سب نے یہ خیال ضرور رکھا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے قریب ہی رہیں۔ اب وہ کافی دور نکل آئے تھے آگ کے شعلے اور ناشی قبیلے کا شور کافی پیچھے رہ گیا تھا۔ وہ اس طرح بھاگنے سے بری طرح تھک چکے تھے۔

"بھاگتے رہو۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ دور نکل جانا چاہئے"۔ عمران نے ان کے قدم سست پڑتے دیکھ کر ہانک لگائی اور ایک دفعہ پھر ان کے قدم تیز ہو گئے۔ اب وہ بری طرح ہانپ رہے تھے اندھیرے میں ایک دوسرے کے صرف ہیولے ہی نظر آ رہے تھے۔ پھر جنگل میں جنگلی جانوروں کی دھاڑیں بھی انہیں کافی پریشان کئے ہوئے تھیں اور وہ بھاگ رہے تھے۔ دیوانہ وار۔ کافی دور نکل آنے کے بعد آخر عمران رک گیا اور پھر اس کے پیچھے باقی ٹیم بھی رک گئی مگر رکتے ہی وہ زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ ان کے جسم بری طرح تھک گئے تھے۔ چونکہ انہیں عجیب عالم میں دوڑ لگانی پڑی تھی اس لئے ان کے ذہنوں پر بے حد دباؤ تھا۔ جس نے انہیں مزید تھکا دیا تھا۔ پھر ویسے بھی وہ تقریباً پانچ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر آئے تھے۔ عمران بھی بیٹھ گیا لیکن وہ چپ نہیں رہا تھا۔

"ساری ٹیم موجود ہے۔ کوئی رہ تو نہیں گیا۔ حاضری لگواؤ"۔ عمران اس لمحے بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا۔

"نشارا"...... عمران نے پکارا۔

"یس سر"...... بلیک زیرو نے جواب دیا جیسے بچے کلاس میں حاضری بولتے ہیں اور باقیوں کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ

گئی۔ عمران باری باری سب کا نام بولتا رہا۔ پھر اسے اطمینان ہو گیا
کہ سب موجود ہیں۔

"یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ عمران صاحب"...... صفدر نے سوال کیا۔

"میرے خیال میں وحشی بچوں نے آتش بازی کا کھیل کھیلا ہے بس آگ لگ گئی"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر خاموش ہو گیا۔ وہ کیا کہتا۔ عمران تو زندگی کے کسی لمحے میں سنجیدہ نہیں ہو تھا۔

"عمران صاحب وہ دیکھئے مجھے دور ایک جھونپڑی نظر آ رہی ہے"...... چوہان جو کافی دور بیٹھا ہوا اچانک بول پڑا اور پھر سب نظریں اس طرف اٹھ گئیں جدھر چوہان ہاتھ کا اشارہ کر رہا تھا۔

"میرے خیال میں ہمیں بقیہ رات اس جھونپڑی میں گزار چاہئے۔ کیونکہ یہاں کھلی جگہ میں درندوں کا خطرہ ہے"...... عمران نے جھونپڑی کو دیکھتے ہی کہا اور سب نے اس کی تائید کی کیونکہ چاروں طرف سے لگاتار درندوں کی ہولناک دھاڑیں سن رہے تھے۔

"چلو پھر چلیں"...... عمران سب سے پہلے کھڑا ہو گیا اور پھر سب لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے قرینے سے دیگر سامان کو لادا اور آہستہ آہستہ اس جھونپڑی کی طرف بڑھنے لگے۔ جلد ہی جھونپڑی کے قریب پہنچ گئے۔

"رک جاؤ۔ کوئی جھونپڑی میں سے نکلا ہے"...... عمران نے

وشی کے انداز میں کہا اور پھر سب لوگ رک گئے۔ جھونپڑی کا ز کھلا اس میں سے ایک ہیولا سا باہر نکلا۔ جھونپڑی سے اب ہلکی ی روشنی بھی باہر آنے لگی تھی۔ وہ ہیولا چند لمحے جھونپڑی کے باہر رکا ۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور دوبارہ جھونپڑی کا دروازہ کھول کر ر داخل ہو گیا۔ دروازہ بند ہونے سے روشنی کی کوئی کرن بھی باہر یں نکل رہی تھی۔ جھونپڑی کی ساخت میں شاید اس بات کا خیال ا گیا تھا کہ اس کے اندر سے روشنی باہر نہ نکل سکے۔ دروازہ بند تے ہی عمران بولا۔

"اپنی گنیں ہاتھ میں لے لو مجھے اس جھونپڑی میں کوئی راز معلوم رہا ہے"...... اور پھر سب نے کاندھوں پر لٹکی ہوئی مشین گنیں تھوں میں لے لیں اور پھر عمران کے پیچھے محتاط قدم اٹھاتے ہوئے ونپڑی کی طرف بڑھے۔ عمران نے جھونپڑی کے قریب پہنچ کر ان ب کو رکنے کا اشارہ کیا اور پھر احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا دروازے قریب پہنچ گیا۔ جھونپڑی خاصی وسیع معلوم ہو رہی تھی اور پھر س بات جو عمران نے دیکھی وہ یہ کہ باہر تو سرکنڈے تھے مگر اندر ر فولادی چادروں سے دیواریں بنائی گئی تھیں۔ کیونکہ سرکنڈوں درمیانی فاصلے کے اندر کوئی پلین چادر نظر آ رہی تھی۔ عمران چند جھونپڑی کے دروازے سے کان لگائے سنتا رہا۔ لیکن جھونپڑی کے خاموشی طاری تھی۔ پھر اس نے دروازے کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ دروازے کے قریب ہی کوئی کھٹکا ہوا

جیسے کوئی دروازہ کھولنے لگا ہو۔ عمران تیزی سے سائیڈ میں ہو دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور پھر ایک آدمی باہر نکلا۔ اس نے بند کیا ہی تھا کہ عمران نے اچانک اس کی گردن دبوچ لی۔ وہ اچانک حملے سے گھبرا گیا۔ اس نے گردن چھڑانے کے لئے جدوجہد مگر عمران کی گرفت سخت ہوتی چلی گئی تھوڑی سی جدوجہد کے آدمی بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسے گھسیٹ کر عمران نے ایک طرف اور پھر باقی ساتھیوں کو بڑھنے کا اشارہ کر کے اس نے دروازہ کھو گن تانے اندر داخل ہو گیا۔ باقی ساتھی بھی ہاتھوں میں گنیں اندر داخل ہو گئے مگر جھونپڑی قطعی خالی تھی۔ ایک کونے میں مشع جل رہی تھی۔ عمران بڑی حیرت سے خالی جھونپڑی کو دیکھ رہا تھ پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ جھونپڑی کا فرش مٹی کی بجائے پتھ بڑی بڑی چٹانوں پر مشتمل تھا اور شاید اسی فرش کو چھپانے کے اس پر گھاس کی موٹی تہہ بچھائی ہوئی تھی۔ عمران نے ادھر ادھر د اور پھر وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ جھونپڑی کی سائیڈ کا فرش اپنی جگہ سے ہٹتا ہوا محسوس ہوا۔ پتھر کی چٹان ایک طرف کھسکتی چلی جارہی تھی۔ چند لمحے بعد وہ جگہ خا چکی تھی۔ اب وہاں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آرہی ت عمران اور اس کے ساتھی ایک سائیڈ پر ہو گئے کیونکہ صاف ظاہ کہ کوئی آدمی اوپر آرہا ہے۔ پھر ایک آدمی کا سر اس خلا سے ابھر نظر آیا۔ دوسرے لمحے وہ شخص اوپر آگیا مگر پھر اس نے جیسے ہی

ور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ایک لمحے کے لئے حیرت سے گنگ کھڑا رہا اور وہی لمحہ اس کے لئے خطرناک ثابت ہوا۔ عمران نے گن س کی طرف تان دی۔

"خاموشی سے ادھر چلے جاؤ"...... عمران سانپ کی طرح پھنکارا۔ س نے جان بوجھ کر آواز دبا لی تھی مگر اس آدمی نے سنبھلتے ہی بجائے ادھر آنے کے نیچے چھلانگ لگا دی۔ عمران بھی دوڑ کر اس کے پیچھے گیا۔ پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا گیا۔ عمران کے ساتھی بھی س کے پیچھے تھے مگر عمران کافی نیچے جا چکا تھا۔ پھر ایسے محسوس ہوا جیسے جھونپڑی میں زلزلہ آگیا ہو۔ عمران جو اب ایک ہال کے دروازے پر پہنچ چکا تھا۔ اچانک زمین پر لیٹ گیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ اس پر سے ہوتی ہوئی سیڑھیوں پر لگی۔ شکر ہے کہ اس کے ساتھی ابھی کافی اوپر تھے ورنہ گولیاں ان میں سے ضرور کسی کو چاٹ جاتیں۔ دوسرے لمحے عمران اچھل کر ہال کے اندر داخل ہو گیا اس نے اندھا دھند گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ ہال میں تین آدمی موجود تھے۔ تینوں ہی پہلی بوچھاڑ میں ختم ہو گئے۔ اب ہال خالی تھا۔ عمران نے باقی ساتھیوں کو آوازیں دیں اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ عمران حیرت سے ہال میں موجود عجیب و غریب مشینوں کو دیکھنے لگا۔ اس ہال میں بجلی کا بلب جل رہا تھا۔ ساری ٹیم اب ہال میں جمع تھی۔ عمران نے زمین پر پڑے ہوئے سیاہ فاموں کو بغور دیکھنا شروع کر دیا۔ جو اب ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔

"میک اپ میں ہیں"...... عمران نے انہیں دیکھ کر کہا اور باقیوں نے سر ہلا دیا۔

"جوزف باہر جو آدمی بے ہوش پڑا ہوا ہے اسے اٹھا کر اندر لے آؤ"...... عمران نے کہا اور جوزف نے پشت پر لدا ہوا سامان وہیں رکھا اور پھر ہال سے باہر نکل گیا۔

"یہ مجرموں کا اڈہ ہے"...... عمران ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا باقی لوگ وہیں فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

"کہیں مجرموں کے باقی ساتھی باہر موجود نہ ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ہیں تو خود ہی آجائیں گے اب تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا ان کے لئے تلاش گمشدگی کا اشتہار شائع کراؤں"...... عمران نے جواب دیا اور سارے ہنس پڑے۔ اتنے میں جوزف اس آدمی کو کندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے عمران کے سامنے زمین پر ڈال دیا۔

"جوزف تم اوپر جھونپڑی کے دروازے پر پہرہ دو"...... عمران نے جوزف کو نئی ڈیوٹی بتلائی۔

"باس دروازے کے اندر یا باہر"...... جوزف نے پوچھا۔

"ارے افریقہ پہنچ کر تمہاری عقل بھی شاید گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ اس وقت باہر کھڑے ہو کر پہرہ دینے کا کیا فائدہ ہو گا"۔ عمران نے اسے کہا اور جوزف دانت نکالتا ہوا واپس چلا گیا۔

"صفدر اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے صفدر سے کہا جو

سامان سے ٹیک لگائے بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔ عمران کے کہنے پر اٹھا اور پھر اس نے اس بے ہوش آدمی کے چہرے پر جھک کر ایک زوردار تھپڑ جڑ دیا۔ پہلے تھپڑ کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس نے جھنجھلاہٹ میں لگاتار دو چار تھپڑ جڑ دیئے۔ سیاہ فام نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔

"کون ہو تم"...... اس نے افریقی زبان میں کہا۔

"شرافت سے انگریزی میں بولو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم میک اپ میں ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سیاہ فام اور بھی گڑبڑا گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے سوال کیا۔

"جیگر"...... سیاہ فام نے اب انگریزی میں جواب دیا۔

"گڈ۔ سمجھدار معلوم ہوتے ہو۔ شاید تمہیں اپنے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر عقل آگئی ہے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ خاموش رہا۔

"یہ مشینیں کیسی ہیں"...... عمران نے مشینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مشینیں ہیں بس"...... سیاہ فام نے جواب دیا۔

"اوں ہوں تم پھر پٹڑی سے اتر رہے ہو۔ ٹھیک ہے افریقہ کی آب و ہوا کا ظاہر ہے کچھ نہ کچھ اثر ہونا ہی چاہئے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"موسیو نشارا اسے گولی مار دو۔ میں خود ہی مشینوں کو سمجھ لوں گا"...... بلیک زیرو نے پاس پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر اس کا رخ سیاہ فام کی طرف کر دیا۔

"ٹھہرو مجھے گولی مت مارو۔ میں بتاتا ہوں"...... سیاہ فام بلیک زیرو کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک دیکھ کر گھبرا گیا۔ پھر اس نے تفصیل سے سب کچھ بتلا دیا۔ اس نے وہ مشین بھی دکھلائی جس سے انہوں نے ناشی قبیلے کی بستی پر تباہی برسائی تھی۔

"ہونہہ۔ تو یہ ڈابکر کا برانچ آفس ہے"...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے انکانا قبیلے میں موجود ڈابکر کے اڈے اور نظام کے متعلق سوال کیا۔ جنگر اس بار کش مکش میں مبتلا تھا کہ بتلائے یا نہیں کہ کمرے میں ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔ عمران سمیت سب لوگ چونک پڑے۔

"یہ کیا ہے"...... عمران نے جنگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈابکر کی کال ہو گی"...... جنگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم اٹینڈ کرو اور اسے بتلاؤ کہ باقی ساتھی ناشی قبیلے کی طرف گئے ہیں۔ خبردار اگر ہمارے متعلق کچھ بتلایا تو گولی مار دوں گا"...... عمران نے گن کا رخ جنگر کی طرف کرتے ہوئے کہا اور جنگر اٹھ کر ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا۔ سیٹی کی آواز آنی بند ہو گئی اور ایک کرخت آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

"ہیلو ڈابکر سپیکنگ۔ اوور"...... ڈابکر کی آواز سنائی دی۔

"جنگر سپیکنگ باس۔ اوور"...... سیاہ فام نے جواب دیا۔

"اوہ جنگر تم بول رہے ہو۔ زیرو الیون کہاں ہے۔ اوور"۔ ڈابکر کے لہجے میں تشویش کے آثار تھے۔

"باس وہ لوگ ناشی قبیلے کی طرف گئے ہیں۔ اوور"...... جنگر کے لہجے میں جھجک تھی۔

"کیوں وہاں ان کا کیا کام۔ اوور"...... ڈابکر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"بب۔ باس مجھے معلوم نہیں۔ اوور"...... جنگر باس کے سخت لہجے سے گھبرا گیا تھا۔

"کیا تم پوائنٹ فور پر اکیلے ہو۔ اوور"...... باس نے پوچھا۔

"یس باس میں اکیلا ہوں۔ اوور"...... جنگر نے جواب دیا مگر اسی لمحے تنویر کو زوردار چھینک آ گئی۔ تنویر نے چھینک روکنے کی بے حد کوشش کی مگر۔

"یہ کون چھینکا ہے۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ تم اکیلے ہو۔ اوور"۔ باس کے لہجے میں غصہ نمایاں تھا۔

"بب باس۔ دراصل بات یہ ہے"...... جنگر نے کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے مشین گن کی نال اس کی کمر سے لگا دی۔

"میں خود چھینکا تھا باس۔ اوور"...... جنگر نے بات بنائی۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل"...... ڈابکر کی آواز آئی اور پھر رابطہ ختم ہو

گیا۔ عمران نے طویل سانس لی۔ مگر تھوڑی دیر بعد اچانک کمرے کے کونے میں موجود ایک مشین سے روشنی کے جھماکے ہونے لگے۔ عمران غور سے مشین کی طرف دیکھنے لگا مگر جلد ہی مشین دوبارہ بے جان ہو گئی۔

" یہ کیا ہوا ہے"...... عمران نے جیگر سے پوچھا۔ جس کا رنگ اب خوف سے زرد پڑ چکا تھا۔

" باس نے ویژن مشین پر ہمیں دیکھ لیا ہے"...... جیگر نے خوفزدہ لہجے میں انہیں بتلایا۔

" اوہ تنویر کی چھینک نے ڈابکر کو ہوشیار کر دیا ہے"...... عمران نے سخت نظروں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور تنویر نے جھینپ کر نظریں جھکا لیں۔

" اب ڈابکر نجانے کون سا حربہ استعمال کرے۔ میرا خیال ہے ہمیں جھونپڑی سے باہر نکل جانا چاہئے"...... عمران نے کھڑے ہو کر کہا۔

" ہاں ٹھیک ہے۔ اندھیرے کے تیر سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے"...... کیپٹن شکیل نے تائید کی۔

" چلو پھر اٹھو تنویر نے خواہ مخواہ اچھی خاصی جگہ سے دیس نکالا دلوا دیا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر ان سب نے سامان اٹھایا اور باہر نکلنے لگے۔ عمران نے جیگر کو آگے چلنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ سب لوگ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر والی جھونپڑی میں پہنچ گئے پھر جوزف

کو ساتھ لئے وہ جھونپڑی سے باہر آ گئے۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور جھونپڑی کے پرخچے اڑ گئے۔

" بڑے وقت سے باہر آ گئے تھے"...... عمران نے کہا اور باقی لوگوں نے بھی اطمینان کا سانس لیا۔ اب صبح کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ اس لئے پورا جنگل پرندوں کے چہچہوں سے گونج اٹھا تھا۔

" انکانا قبیلہ یہاں سے کتنی دور ہے اور اس جیسے اور کتنے سنٹر ابھی راستے میں ہیں"...... عمران نے جیگر سوال کیا۔

" انکانا قبیلہ یہاں سے دو سو میل دور ہے مگر راستہ بے حد خراب ہے"...... جیگر نے جواب دیا۔

" پھر تم لوگ وہاں سے یہاں کیسے آتے جاتے ہو"...... عمران نے سوال کیا۔

" ہم اس مقصد کے لئے ہیلی کاپٹر استعمال کرتے ہیں"...... جیگر نے جواب دیا۔

" کوئی بات نہیں۔ ہم پیدل چلیں گے"...... عمران نے کہا اور ٹیم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

" سنو۔ یہاں کچھ دیر آرام کر لیں۔ پھر ناشتہ وغیرہ کر کے آگے چلیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر ان لوگوں نے وہیں ایک بڑے سے درخت کے نیچے ڈیرہ لگا لیا۔ جوزف نے حسب معمول اپنی مشین گن سنبھالی اور نگرانی کے لئے ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

ڈابکر بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا اس کے چہرے پر پریشانی اور الجھن کے تاثرات تھے۔ جیسے اسے کسی چیز کا انتظار ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور بولا۔

"ہیلو ڈابکر سپیکنگ۔ اوور"...... وہ بار بار یہی فقرہ دہرا رہا تھا۔ پھر دوسری طرف سے جیگر کی آواز آئی۔

"جیگر سپیکنگ باس۔ اوور"...... اور ڈابکر یوں چونک پڑا جیسے کوئی انہونی بات ہو گئی۔ اس کی پیشانی پر موجود شکنیں کچھ اور بڑھ گئیں۔

"اوہ جیگر تم بول رہے ہو"...... لیکن اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سخت الجھن میں مبتلا ہے۔ پھر بات کرتے کرتے اچانک ٹرانسمیٹر میں ایک زوردار چھینک کی آواز آئی اور وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"یہ کون چھینکا ہے تم تو کہہ رہے تھے کہ تم اکیلے ہو۔ ...... ڈابکر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس کی آواز میں غصے کی جھلک نمایاں تھی۔ جیگر نے جھجکتے ہوئے جواب دیا کہ وہ خود ہے مگر ڈابکر کو اب مکمل یقین ہو گیا تھا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ اس نے سلسلہ ختم کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ پھر ہال میں ہوتا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچا۔ الماری میں موجود ایک اور دروازے کے پاس پہنچا۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور اس کے لاک میں ڈالی پھر ایک ہلکی سی کلک کی آواز سے تالا کھل گیا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور اس نے سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن آن کیا۔ کمرہ برقی روشنی سے منور ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کی دیواروں کے ساتھ مشینیں فٹ تھیں۔ ہر مشین پر نمبر لگا ہوا تھا۔ درمیان میں ایک میز تھی جس کے ساتھ ہی ایک آرام کرسی بھی پڑی ہوئی تھی۔ ڈابکر کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے میز کی سائیڈ میں لگے ہوئے سوئچ بورڈ کے ایک بٹن کو آن کر دیا۔ فوراً ہی سامنے اس مشین کی سکرین روشن ہوئی جس پر نمبر چار لکھا ہوا تھا۔ وہ غور سے سکرین کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ یہ عمران اور اس کی ٹیم تھی۔ چند لمحوں تک ڈابکر گہری نظروں سے منظر دیکھتا رہا پھر اس نے بٹن بند کر دیا۔

"ہونہہ۔ یہ وہی پارٹی ہے جس کے لئے میں نے ناشی قبیلے پر تباہی

نازل کی تھی۔ مگر انہوں نے سٹیشن پر کیسے قبضہ کیا"...... وہ دو [illegible] ہاتھوں سے سر جھکائے سوچ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں شدید [illegible] مکش ہو رہی تھی۔ چند لمحے تک وہ کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکا۔ پھر [illegible] نے سر کو جھٹکا وہ ایک قطعی فیصلے پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے میز کا ایک [illegible] بٹن آن کر دیا جو سرخ رنگ کا تھا۔ بٹن آن کرنے سے پہلے اس [illegible] اٹھ کر ایک کافی بڑی مشین کی ایک ناب گھما کر اس کی سوئی نمبر [illegible] پر فٹ کر دی تھی۔ بٹن آن کرنے کے بعد وہ بغور مشین کو دیکھ [illegible] رہا۔ بٹن آن ہوتے ہی مشین میں زندگی جاگ اٹھی اور اس [illegible] ڈائل پر موجود ایک چھوٹی سی سوئی تیزی سی انتہائی پوائنٹ کی طرف بڑھ گئی۔ جس وقت وہ انتہائی پوائنٹ پر پہنچی۔ مشین کا ایک سر [illegible] بلب جل اٹھا۔ اس نے بٹن دوبارہ آف کر دیا۔

"مجھے اپنا انتہائی قیمتی سٹیشن ان لوگوں کی وجہ سے تباہ کرنا [illegible] ہے۔ لیکن میں نے ان کو انجام تک پہنچا دیا"...... وہ بڑبڑایا۔ اس [illegible] نے دوبارہ سکرین والا بٹن دبایا لیکن سکرین تاریک ہی رہی۔

"ہونہہ سب کچھ تباہ ہو چکا ہے"...... اس نے بڑبڑا کر بٹن آف کر دیا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر آیا۔ اس نے برقی بلب آف کیا او [illegible] کمرے کو تالا لگا کر وہ دوبارہ ہال میں موجود اپنے کیبن میں آگیا۔ میز [illegible] بیٹھتے ہی اس نے انٹرکام کا بٹن دبایا۔

"نمبر تھری، نمبر الیون، نمبر سکس فوراً آفس پہنچو"...... اس نے بٹن دبا کر کہا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اب وہ سر تھامے [illegible]

[illegible] گہری سوچ میں غرق تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد کیبن کا دروازہ [illegible] اور تین غیر ملکی اندر داخل ہوئے ان کے چہروں پر الجھن نمایاں [illegible] جیسے وہ اس بے وقت طلبی کا مقصد نہ سمجھ پائے ہوں۔

"بیٹھو"...... ڈابکر نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے [illegible] وہ تینوں سامنے پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈابکر کا الجھن [illegible] چہرہ دیکھ کر کچھ زیادہ ہی پریشان ہو گئے تھے۔

"کیا بات ہے باس۔ آپ پریشان معلوم ہوتے ہیں"...... ایک [illegible] ملکی نے سکوت توڑا۔

"ہاں میں تمہیں ایک بری خبر سنا رہا ہوں۔ پوائنٹ فور میں نے [illegible] تباہ کر دیا ہے"...... ڈابکر نے تباہ کے لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا اور [illegible] تینوں اچھل پڑے جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ پڑے ہوں۔

"پوائنٹ فور آپ نے تباہ کر دیا"...... تینوں بیک وقت بولے [illegible] کے چہرے سوالیہ نشان بنے ہوئے تھے۔

"ہاں۔ مجھے تباہ کرنا پڑا"...... ڈابکر نے کہا اور پھر وہ انہیں تفصیل سے تمام حالات بتلانے لگا۔

"یہ تو انتہائی خطرناک صورت حال ہے کیا وہ پارٹی پوائنٹ فور [illegible] کے ساتھ ہی ختم ہو گئی ہے"...... ایک نے سوال کیا۔

"ہونا تو ایسا ہی چاہئے۔ مگر ہمیں کوئی بات بغیر مشاہدے کے تسلیم نہیں کر لینی چاہئے۔ اس لئے میں نے آپ لوگوں کو کال کیا ہے [illegible] اب ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... ڈابکر نے کہا۔

"ہمیں فوراً پوائنٹ فور پر مشاہداتی گروپ بھیجنا چاہئے تاکہ
صورت حال کا اندازہ ہو سکے" ایک غیر ملکی نے رائے دی۔
"ٹھیک ہے۔ میں ایک مشاہداتی ٹیم وہاں بھیج دیتا ہوں مگر میرا
خیال ہے آپ لوگوں میں سے ایک آدمی بھی ساتھ جائے تاکہ
مکمل اور حتمی رپورٹ مل سکے"...... ڈاہکر نے تینوں کو بغور دیکھتے
ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں چلا جاتا ہوں"...... اس آدمی نے جس نے
رائے دی تھی جواب دیا۔
"مگر میرا ایک اور خیال ہے۔ بجائے مرکز سے کوئی ٹیم جانے کے
کیوں نہ نزدیکی سنٹر سے کہا جائے کہ وہ وہاں جا کر حالات چیک
کریں"...... دوسرے آدمی نے کہا۔
"نہیں زیادہ مناسب یہ ہے کہ مرکز کا گروپ وہاں جائے۔
دوسرے سنٹر والے اس مسئلے پر لاپرواہی یا سستی بھی کر سکتے ہیں"
ڈاہکر نے کہا اور پھر وہ آدمی خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے انٹرکام کا بٹن
دبا دیا۔
"ہیلو مشاہداتی گروپ نمبر تھری ریڈی فار آپریشن۔ انچارج فوراً
میرے پاس پہنچے"...... ڈاہکر نے حکم دیا اور پھر دوبارہ بٹن دبا کر
رابطہ ختم کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک
ترنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے سیلوٹ کیا اور اٹن شن ہو کر
کھڑا ہو گیا۔

"کمانڈر تمہیں پوائنٹ فور کے سروے پر جانا ہے۔ وہ سنٹر ہیں
ے تباہ کر دیا ہے۔ نمبر الیون بطور آپریشن انچارج تمہارے ساتھ
یں گے"...... ڈاہکر نے کہا۔
"یس سر"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"جائیے نمبر الیون ہم لوگ آپ کی واپسی تک یہیں ہیں تمام
تفصیلات ملنی ضروری ہیں"...... ڈاہکر نے کہا اور پھر نمبر الیون اٹھ
کھڑا ہوا۔ کمانڈر نے ایک بار پھر سیلوٹ کیا اور پھر وہ دونوں آگے
پیچھے چلتے ہوئے کیبن سے باہر نکل گئے۔ ہال سے ہوتے ہوئے وہ
ایک راہداری میں آئے اور پھر مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے
ایک کافی وسیع میدان میں پہنچ گئے یہ میدان اوپر سے ڈھکا ہوا تھا۔
میں ایک بڑا ہیلی کاپٹر تیار کھڑا تھا وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے ہیلی
کاپٹر کے قریب پہنچے۔ ہیلی کاپٹر کے پاس موجود دو آدمیوں نے انہیں
فوجی سیلوٹ کیا۔ دونوں نے سیلوٹ کا جواب دیا۔
"جیری اپر کھولو"...... کمانڈر نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا
اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا میدان کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ نمبر
الیون کمانڈر اور دوسرا آدمی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ پائلٹ سیٹ
پر کمانڈر خود تھا۔ پھر ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور میدان کے اوپر
موجود چھت دو حصوں میں تقسیم ہو کر دونوں سمتوں میں سمٹنے لگی۔
ھر ہی وہاں آسمان نظر آنے لگا۔ صبح طلوع ہو چکی تھی اس لئے روشنی
ہو رہی تھی۔ پھر جیری بھی بھاگتا ہوا ہیلی کاپٹر کے قریب آیا اور

دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھنے لگا جلد ہی وہ فضا میں اٹھ رہا تھا۔ اب وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا۔ نیچے جنگل ہی جنگل پھیلا ہوا تھا۔ وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ ایلسن کی آنکھوں پر دوربین تھی اور وہ بڑے غور سے نیچے جنگل کو دیکھ رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ناشتے سے فارغ ہو چکے تھے۔ اب وہ سامان کاندھوں پر لادے چلنے کے لئے تیار تھے۔ جیگر خاموش تھا۔ اس کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔ جیسے آنے والے وقت سے خوفزدہ ہو۔

"میرے خیال میں اب چلنا چاہئے"...... عمران نے کہا اور پھر باقی سبھوں نے سر ہلا دیا۔ لیکن ابھی انہوں نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ چونک پڑے انہیں آسمان پر ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں سنائی دیں تھیں۔

"ہیلی کاپٹر"...... عمران بولا۔

"چھپ جاؤ۔ جھاڑیوں میں چھپ جاؤ"...... عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سارے اس بری طرح جھاڑیوں کی آڑ میں ہو گئے۔ جیسے موت ان کے پیچھے پڑ گئی ہو۔ تھوڑی دیر بعد ایک ہیلی کاپٹر انہیں اپنے سر پر اڑتا ہوا نظر آیا۔ جھونپڑی والی جگہ درختوں سے خالی تھی۔

چند لمحوں تک ہیلی کاپٹر اسی جگہ پرواز کرتا رہا جہاں جھونپڑی کا م تھا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔ ہیلی کاپٹر جھونپڑی سے تھوڑی دور ہی اترا تھ عمران اور اس کے ساتھی جہاں چھپے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر ان نزدیک ہی اترا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے دروازے کھلے اور پھر اس میں تین آدمی نیچے اترے انہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائی تھیں اور وہ بڑے محتاط نظر آرہے تھے۔ وہ چند لمحے بغور ادھر ادھر رہے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ اس جھونپڑی کے ملبے کی طرف بڑھے۔ ایک آدمی ملبے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ پھر انہوں نے ملبے کو بغور دیکھ شروع کیا۔ جیگر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپا ہوا یہ تمام کارروائی د رہا تھا۔ افراتفری کے عالم میں چھپتے ہوئے کسی کو اس کا خیال نہ آیا تھا۔ اس لئے وہ اس وقت اکیلا تھا۔ باقی لوگ اس سے کافی د پر موجود تھے۔ پھر اچانک وہ اٹھ کر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بھ لگا اچانک ایک فائر ہوا اور گولی جیگر کی کمر میں لگی۔ وہ وہیں گر تڑپنے لگا۔ ملبے کا معائنہ کرنے والے بری طرح چونکے اور دوس لمحے انہوں نے ملبے کی ہی آڑ لے لی۔ اب پوزیشن یوں تھی درمیان میں ہیلی کاپٹر تھا اس کے ادھر عمران اور اس کے ساتھی اور دوسری طرف ہیلی کاپٹر سے آنے والے افراد تھے۔ عمران جھاڑیوں کی آڑ سے ہی ہیلی کاپٹر کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا چاہتا تھا مگر جیسے ہی رینگتے ہوئے وہ ایک جھاڑی کے قریب پہنچا اچانک ہیلی کاپٹر کے اندر سے فائر ہوا

ران بال بال بچ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا فائر ہیلی پر کھول دیا۔ فائر کرتے ہی وہ بھاگتا ہوا ایک درخت کی آڑ میں گیا۔ ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کا یہ فائدہ ہوا کہ دوسری بار اندر سے فائر یں ہوا تھا۔

"گھیرا ڈالتے ہوئے دوسری طرف جاؤ"...... عمران نے اپنے یب ہی موجود صفدر سے کہا اور پھر اس کی سکیم کے مطابق سب آگے بڑھنے لگے۔ اچانک دوسری طرف سے کسی کے بھاگنے کی زیں آئیں وہ لوگ بھاگ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ید انہوں نے چھپ چھپ کر آگے بڑھنے کی بجائے ایک دم بھاگ نے کو زیادہ اچھا سمجھا تھا۔ عمران کی پارٹی نے زمین پر لیٹے لیٹے ہی ان ئر کھول دیا گولیاں ہیلی کاپٹر کے لینڈنگ پیڈز کے اوپر سے گزرتی ی دوسری طرف چلی گئیں اور ایک آدمی کی چیخ سنائی دی۔ گولی س کی ٹانگ پر لگی تھی وہ نیچے گر گیا۔

"بھاگو۔ ہیلی کاپٹر کے قریب"...... عمران نے ہانک لگائی اور پھر ی سب لوگ بھی اندھا دھند ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگ پڑے۔ ئنگ کے فوراً بعد چونکہ وہ لوگ بھاگ گئے تھے اس لئے اس سے پہلے دوسری پارٹی فائرنگ کرتی وہ لوگ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئے۔

"خبردار اگر حرکت کی"...... اچانک دوسری طرف سے آواز آئی۔ بلیک زیرو کی آواز تھی جو نجانے کس وقت رینگتا ہوا دوسری طرف گیا تھا۔ اب دوسری طرف کے آدمی اس کی مشین گن کی براہ

راست زد میں تھے۔ اس لئے انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے مگر
پڑے ہوئے زخمی نے اچانک ریوالور سے بلیک زیرو پر گولی چلا دی
بلیک زیرو نے پھرتی سے چھلانگ لگا دی۔ چنانچہ نشانہ خطا ہو گیا
دوسرے لمحے اس نے فائر کھول دیا اور نجانے کتنی تعداد میں گولیاں
فائر کرنے والے کے جسم میں گھستی چلی گئیں وہ بے چارہ چیخ بھی
سکا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ اب عمران اور باقی ساتھی بھی ہیلی کاپٹر کی
دوسری طرف پہنچ گئے تھے۔ عمران آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کے قریب
پہنچا اور پھر اس نے ایک طرف ہو کر جھٹکے سے اس کا دروازہ کھول
دیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اندر موجود آدمی اس پر فائر نہ کر دے
اندر خاموشی تھی۔ پھر عمران گن کا رخ اندر کی طرف کر کے سامنے
آیا۔ اندر موجود ایک آدمی اپنی سیٹ پر الٹا پڑا تھا۔ اس کی گردن سے
خون بہہ رہا تھا۔ کوئی گولی ہیلی کاپٹر کا شیشہ توڑ کر اسے چاٹ گئی
تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے نیچے گھسیٹ لیا۔ وہ آخری سانس
لے رہا تھا چند لمحوں بعد وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اب دوسری پارٹی کے دو آدمی
بچ گئے تھے۔ یہ دونوں ہی سفید فام تھے۔ انہوں نے ہاتھ اپنے سروں
رکھے ہوئے تھے۔

"ہاں تو دوستو تم اپنے اڈے کی تمام تفصیلات ہمیں بتلا دو
اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہو جاؤ"...... عمران ان سے مخاطب
ہوا۔

"ہم کچھ نہیں جانتے"...... ایک غیر ملکی نے بڑے اطمینان سے

ب دیا۔

"بہتر۔ ٹھیک ہے۔ انہیں گولی مار دو"...... عمران نے بڑی
یگی سے بلیک زیرو کو کہا اور بلیک زیرو نے ٹریگر پر انگلی کی
ت سخت کر دی دوسرے لمحے اس نے فائر کھول دیا۔ نشانہ ایک
ی تھا۔ گولیاں اس پر برسیں اور وہ ایک لمحے کے لئے گولیوں کی
ھاڑ پر ناچتا رہا۔ پھر نیچے گر پڑا۔ اس کے جسم میں لاتعداد سوراخ ہو
ے تھے۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ دوسرے کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا۔

"اسے بھی گولی مار دو"...... عمران نے سخت لہجے میں حکم دیا۔

"بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو"...... وہ ہذیانی انداز میں
یچے۔

"بتاؤ"...... عمران نے بلیک زیرو کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے
ا۔

"مجھے پانی دو میرا دل گھبرا رہا ہے"۔

"اسے پانی پلاؤ"...... عمران نے جوزف کو اشارہ کرتے ہوئے
اور جوزف نے کاندھے سے لٹکے ہوئے ایک بیرل کا منہ کھول کر
یک کپ بھرا اور کپ اس آدمی کی طرف بڑھا دیا۔ وہ آدمی غٹاغٹ
نی پینے لگا۔ جوزف جو بیرل کا منہ بند کر رہا تھا۔ اچانک چیتے کی طرح
ا اور دوسرے لمحے اس نے گن سنبھال کر ایک فائر کر دیا۔ فائر کے
تھ ایک زوردار چیخ کی آواز سنائی دی۔

"لیٹ جاؤ"...... عمران نے کہا اور پھر سب تیزی سے جھاڑیوں

میں لیٹ گئے۔ اسی لمحے گولیوں کی ایک بوچھاڑ ان کے اوپر سے گزر گئی۔ وہ آدمی جو سچوئیشن کو نہیں سمجھ سکا تھا چیخ مار کر گر پڑا۔ گولیاں اس کے پہلو میں گھس گئی تھیں۔ پھر انہیں چند آدمی بھاگتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے فائر کئے مگر وہ درختوں کی اوٹ میں غائب ہو چکے تھے۔ جوزف بری طرح ان کے پیچھے بھاگا اور درختوں کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔ وہ سب تھوڑی دیر جوزف کا انتظار کرتے رہے مگر جوزف غائب تھا۔ پھر بلیک زیرو خود جوزف کا پتہ کرنے گیا۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی آگے بڑھا تھا کہ اسے جوزف واپس آتا نظر آیا۔ اس نے کاندھے پر ایک آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔

"یہ کون ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"شکار"...... جوزف نے وحشیانہ انداز میں جواب دیا۔ افریقہ کے اس وحشت ناک جنگل میں دیوہیکل جوزف پورا بن مانس معلوم ہو رہا تھا۔ پھر وہ لوگ ٹیم کے قریب پہنچ گئے۔

"یہ کسے اٹھا لائے جوزف"...... عمران نے حیرت سے اس سیاہ فام کو دیکھا جسے جوزف نے عمران کے سامنے زمین پر پٹک دیا تھا۔

"یہی میری مشین گن کے سامنے آیا تھا باس۔ باقی لوگ بھاگ گئے"...... جوزف نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"میں نے سوچا شاید باس میری بات کا یقین نہ کریں"۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تم تو شیر کو کان سے پکڑ کر پٹخ دینے کا دعویٰ کرو تو کم از کم یہاں

یقین کر لوں گا۔ دارالحکومت جا کر منکر ہو جاؤں تو اور بات ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب یہاں سے چل دینا چاہئے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا کیونکہ خطرہ تھا کہ حملہ آور دوبارہ تاک میں نہ ہوں۔

"یہ ہیلی کاپٹر کام دے گا"...... عمران نے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر وہ سب ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے گو ان کی تعداد کے پیش نظر ہیلی کاپٹر کا حجم چھوٹا تھا مگر اس کے اور چارہ ہی کیا تھا۔ اس لئے سمٹ سمٹا کر وہ لوگ لد ہی گئے۔ عمران نے خود پائلٹ سیٹ سنبھال لی۔ ہیلی کاپٹر کی مشینری محفوظ تھی۔ چنانچہ جلد ہی ہیلی کاپٹر فضا کی بلندیوں میں پرواز کرنے لگا۔

ڈابکر اور اس کے دو ساتھی ابھی تک اپنے مخصوص کیبن میں
مشاہداتی گروپ کی کال کا انتظار کر رہے تھے۔ ان کی نظریں ٹرانس
پر جمی ہوئی تھیں جو ہنوز بے جان تھا۔

" میرے خیال میں ابھی تک وہ پوائنٹ فور تک نہیں پہنچے
ڈابکر نے کہا۔

" معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ ورنہ نمبر تھری وہاں پہنچنے کی اطلا
ضرور دیتا"...... ایک آدمی نے جواب دیا اور ڈابکر نے اثبات میں
ہلا دیا۔

" باس میرا ایک خیال ہے اگر وہ لوگ بچ گئے ہوں اور پوائنٹ
فور کے اردگرد جنگل میں چھپے ہوئے ہوں تو مشاہداتی گروپ
لئے انتہائی نازک صورت حال ہو جائے گی۔ کیونکہ جب تک وہ
کاپٹر سے باہر نہ نکلیں انہیں نہیں دیکھ سکتے اور وہ لوگ آسانی

کاپٹر سے باہر موجود افراد کو ختم کر سکتے ہیں"۔

" ہاں۔ یہ تم نے انتہائی اہم نکتہ پیش کیا ہے۔ اس سے پیشتر ہم
اس نکتہ پر غور ہی نہیں کیا"...... ڈابکر گہری سوچ میں غرق ہو
گیا۔

" میرے خیال میں پوائنٹ تھری کو بھی ہوشیار کر دیا جائے اور
انہیں حکم دیا جائے کہ وہ پوائنٹ فور پر اپنے آدمی فوراً بھیجیں تاکہ
مشاہداتی گروپ کو کوئی نازک صورت پیش آجائے تو وہ ان کی
اوکرا سکیں"...... ڈابکر نے کہا۔

" جی ہاں یہ ٹھیک رہے گا"...... نمبر سکس نے جواب دیا اور پھر
کر نے ٹرانسمیٹر کی ناب گھما کر ایک فریکونسی سیٹ کی اور پھر اس
بٹن دبا دیا۔ جلد ہی آواز آنے لگی۔

" ہیلو زیرو ون فرام پوائنٹ تھری سپیکنگ۔ اوور"...... دوسری
طرف سے آواز سنائی دی۔

" ڈابکر سپیکنگ فرام ہیڈ کوارٹر۔ اوور"...... ڈابکر نے کرخت
لہجے میں جواب دیا۔

" یس باس۔ اوور"...... زیرو ون کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" زیرو ون پوائنٹ تھری میں اس وقت کتنے آدمی موجود ہیں۔
اوور"...... ڈابکر نے پوچھا۔

" چھ جناب۔ اوور"...... زیرو ون نے جواب دیا۔

" ایسا کرو ان میں سے چار کو فوراً پوائنٹ فور پر بھیج دو۔ میں نے

پوائنٹ فور تباہ کر دیا ہے اور مرکز سے ایک مشاہداتی گروپ وہاں جائزہ لینے گیا ہے۔ وہاں حالات کی نگرانی کرو اور اگر مشاہداتی گروپ کو کسی قسم کا خطرہ درپیش ہو تو اس کا سدباب کرو۔ اوور"۔ ڈابکر نے تفصیلی ہدایات دیں۔

"بہتر جناب۔ میں ابھی چار آدمی بھیج دیتا ہوں۔ اوور"...... زیرو ون نے جواب دیا۔ ویسے اس کے لہجے سے الجھن صاف نمایاں تھی۔ شاید یہ پوائنٹ فور کی تباہی کا ردعمل تھا۔ مگر زیرو ون ڈابکر سے سوال کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔

"فوراً وہاں بھیجو اور پھر مجھے رپورٹ دینا۔ اوور"...... ڈابکر نے کہا۔

"اوکے سر۔ اوور"...... زیرو ون نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... ڈابکر نے کہا اور پھر بٹن بند کر دیا۔ تھوڑی دیر خاموشی طاری رہی۔ پھر ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا۔ ڈابکر نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو نمبر تھری سپیکنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے نمبر تھری کی آواز سنائی دی۔

"ڈابکر سپیکنگ۔ اوور"...... ڈابکر نے جواب دیا۔

"باس ہم پوائنٹ فور پر پہنچ گئے ہیں۔ پوائنٹ فور مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ دور دور تک اس کا ملبہ پھیلا ہوا ہے۔ اوور"...... نمبر تھری نے رپورٹ دی۔

"کیا تم لوگ ابھی تک پرواز کر رہے ہو۔ اوور"...... ڈابکر نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔ اس وقت ہم پوائنٹ فور کے اوپر ہوا میں موجود ہیں۔ اب ہم نیچے اتر رہے ہیں تاکہ مکمل چھان بین کر سکیں۔ اوور"۔ نمبر تھری نے جواب دیا۔

"دشمن تو وہاں نظر نہیں آ رہے۔ اوور"...... ڈابکر نے پوچھا۔

"نہیں سر یہاں اردگرد مکمل خاموشی ہے۔ کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا۔ اوور"...... نمبر تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر بھی ہوشیار رہنا۔ اوور"...... ڈابکر نے کہا۔

"بہتر باس۔ ہم پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ اوور"...... نمبر تھری نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"...... ڈابکر نے جواب دیا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"میرے خیال میں وہ لوگ ختم ہو چکے ہیں انہیں تو تصور میں یہ خیال نہ ہو گا کہ ویژن مشین پر انہیں دیکھ لیا گیا ہے اور یہ سنٹر اتنی جلدی تباہ بھی ہو سکتا ہے"...... ڈابکر نے خیال پیش کیا۔

"جی ہاں۔ ہونا تو ایسا ہی چاہئے مگر مجھے آثار نظر آ رہے ہیں کہ یہ ٹیم انتہائی خطرناک اور چالاک آدمیوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے اگر یہ بچ بھی گئے تو ناممکن نہیں"...... نمبر سکس نے کہا اور ڈابکر سوچ میں غرق ہو گیا۔

"اگر یہ ٹیم بچ گئی ہے تو پھر انہیں مرکز تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو جانا چاہئے"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

"ہونہہ"...... ڈابکر ابھی تک گہری سوچ میں غرق تھا۔ کافی دیر گزر گئی۔ لیکن کوئی کال نہیں آئی۔ ڈابکر کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔

"کیا بات ہو گئی ابھی تک نمبر تھری نے رپورٹ نہیں دی"۔ ڈابکر بڑبڑایا۔

"آپ خود کنکٹ کر لیں ایک آدمی تو ضرور ہیلی کاپٹر میں موجود ہو گا"...... نمبر سکس نے رائے پیش کی اور ڈابکر نے ٹرانسمیٹر کی فریکونسی سیٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا۔

"ہیلو۔ ڈابکر سپیکنگ۔ اوور"...... ڈابکر نے دو چار مرتبہ فقرہ دہرایا اور دوسری طرف سے خاموشی تھی۔ آخر اس نے بٹن بند کر دیا۔

"کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے"...... ڈابکر نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے ہیلی کاپٹر میں کوئی آدمی موجود نہ ہو"...... نمبر سکس نے رائے پیش کی۔

"ہاں ہو سکتا ہے"۔ ڈابکر نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔ تینوں آدمیوں کے چہرے سوالیہ نشان بنے ہوئے تھے اور کیبن پر ایک پراسرار سی خاموشی طاری تھی۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک

کرنے لگا اور تینوں یوں چونکے جیسے کوئی انہونی بات ہو گئی ہو۔ ان کے چہروں پر بے پناہ تجسس موجود تھا۔ ڈابکر نے بٹن آن کیا۔

"زیرو ون فرام پوائنٹ تھری سپیکنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے نمبر ٹن کی آواز سنائی دی۔

"ڈابکر سپیکنگ۔ اوور"...... ڈابکر گمبھیر لہجے میں بولا۔

"باس ایک بری خبر ہے۔ مشاہداتی گروپ کے تمام آدمی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ میرے سنٹر کے دو آدمی بھی مارے گئے ہیں۔ اوور"۔ زیرو ون نے کہا اور کیبن میں موجود تینوں آدمیوں کے چہرے دیکھنے کے قابل تھے۔ پریشانی اور احساس شکست کے امتزاج سے پیدا ہونے والے تاثرات۔

"یہ کیسے ہوا۔ اوور"...... ڈابکر غصے سے چیخ پڑا۔ اس کی آنکھیں انگارہ بن گئیں تھیں۔

"باس جس وقت میرے آدمی وہاں پہنچے تو ہمارے ایک آدمی کو ہینڈز اپ کرایا ہوا تھا اور باقی مر چکے تھے۔ میرے آدمیوں نے ان پر فائر کھول دیا مگر وہ بچ گئے اور پھر مقابلے میں میرے وہ آدمی بھی ختم ہو گئے۔ باقی دو نے بھاگ کر جان بچائی۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر فضا میں بلند ہو گئے۔ اوور"..... زیرو ون نے رپورٹ مکمل دی۔

"ہونہہ۔ تو ہیلی کاپٹر اس وقت دشمنوں کے قبضے میں ہے"۔ ڈابکر غضبناک لہجے میں بولا۔

"یس باس۔اوور"...... زیرو ون نے جواب دیا۔

"او کے۔میں ابھی ان کا انتظام کرتا ہوں۔اوور اینڈ آل"۔ڈابکر نے کہا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ باقی دو آدمی اس طرح خاموش بیٹھے تھے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔ان کے چہرے لٹکے ہوئے تھے اور آنکھوں سے گہری پریشانی جھلک رہی تھی۔

"یہ لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں اب ان کی تباہی ہمارے لئے انتہائی ضروری ہو گئی ہے"...... ڈابکر نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے میز پر مکہ مارا۔

"یس باس۔ان لوگوں کا فوری سدباب ہونا چاہئے۔ورنہ اگر یہ لوگ یہاں پہنچ گئے تو نجانے کیا کر دیں"...... نمبر سکس نے مرعوب کن لہجے میں جواب دیا۔

"کیوں نہ ہیلی کاپٹر ہی تباہ کر دیا جائے"...... دوسرے آدمی نے رائے پیش کی۔

"مگر یہ مشاہداتی ہیلی کاپٹر ہے۔اس میں ایسا کوئی انتظام نہیں ہے کہ اسے یہاں بیٹھ کر تباہ کر دیا جائے"...... ڈابکر نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

"تو پھر جب یہ اکانا کی حدود میں پہنچیں اسے راکٹ سے اڑا دیا جائے"...... نمبر سکس نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔اب تو ایسا ہی ہو گا۔کیونکہ پوائنٹ فور اور مرکز کے درمیان اور بھی کوئی سنٹر موجود نہیں کہ انہیں راستے میں ہی تباہ کر

دیا جائے"...... ڈابکر نے کہا۔

"اگر یہ لوگ اکانا قبیلے کے ہتھے چڑھ جائیں تو وہ انہیں کبھی زندہ نہیں چھوڑیں گے"...... نمبر سکس نے ایک اور تجویز پیش کی۔

"ویری گڈ آئیڈیا۔یہ ان کے لئے بھیانک ترین سزا ہو گی۔ہیلی کاپٹر ایسی جگہ تباہ کیا جائے۔جہاں اکانا قبیلے کی بستی موجود ہو۔اول تو یہ ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی تباہ ہو جائیں گے اور اگر کوئی بچ گیا تو اس سے اکانا وحشی نمٹ لیں گے"...... ڈابکر کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیل گئے۔جیسے وہ ان کی تباہی کا منظر آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔پھر اس نے پاس پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبایا۔

"میگانا کو فوراً میرے پاس بھیجو"...... ڈابکر نے بٹن دبا کر حکم دیا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"نمبر سکس اور الیون تم دونوں فوراً آپریشن سنٹر پہنچو اور ہیلی کاپٹر کو اکانا بستی کے اوپر مار گرانے کا انتظام کرو"...... ڈابکر نے سامنے بیٹھے ہوئے دونوں آدمیوں کو حکم دیا۔حکم سنتے ہی وہ دونوں جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔انہوں نے باقاعدہ سلیوٹ کیا اور پھر واپس مڑ کر کیبن سے باہر نکل گئے۔اب ڈابکر کیبن میں اکیلا بیٹھا تھا۔اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔وہ بار بار مٹھیاں بھینچتا اور میز پر مکے مارتا۔ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے غصے نے اسے بے قابو کر دیا ہو۔دوسرے لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور پھر ایک نوجوان لڑکی جس نے سرخ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔اندر داخل ہوئی۔

"یس باس"...... اس نے میز کے قریب پہنچ کر بڑے مترنم آو میں کہا۔ ویسے اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"بیٹھو"...... ڈابکر نے کرخت لہجے میں کہا۔ میگانا خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ چند لمحے تک ڈابکر بغور اسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"میگانا دشمنوں کی ایک ٹیم مرکز پہنچ رہی ہے۔ یہ لوگ ہیلی کاپ پر یہاں آئیں گے۔ میں نے نمبر سکس اور نمبر الیون کو حکم دے دیا ہے کہ انکانا بستی پر ان کا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا جائے۔ مگر یہ لوگ بے حد عیار اور چالاک واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ بچ جائیں۔ تم انکانا وحشیوں کو حکم دے دو کہ وہ ان کے استقبال کے لئے تیار رہیں اور انہیں پکڑ کر تمہاری بھینٹ چڑھا دیں۔

"بہتر باس میں ابھی سیکرٹ مائیکرو فون سسٹم پر وحشیوں کو ہدایات دے دیتی ہوں"...... میگانا نے پراسرار سی مسکراہٹ سے جواب دیا۔

"ہاں جاؤ اور فوراً یہ ہدایات دے دو کہ وحشی ان کے استقبال کے لئے تیار ہو جائیں"...... ڈابکر نے مسکراتے ہوئے کہا اور میگانا بڑے ناز سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر اس نے ڈابکر کو سلام کیا اور کیبن سے باہر نکل گئی۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ سب لوگ خاموش تھے۔ جوزف اپنے پینے پلانے کے چکر میں مصروف تھا۔ جوزف عمران کے قریب ہی بیٹھا تھا۔

"جوزف۔ تم پینا بند کرو اور دوربین سنبھال لو۔ ہمیں آگے بڑھتے کافی دیر ہو گئی ہے۔ کہیں ہم انکانا قبیلے سے دور نہ نکل جائیں"...... عمران نے سنجیدگی سے جوزف سے کہا اور جوزف جو منہ سے بوتل لگائے ہوئے تھا اس نے جھٹکے سے بوتل نیچے رکھ دی۔ دوسرے لمحے اس نے سامنے پڑی ہوئی دوربین اٹھا کر آنکھوں سے لگا لی۔ وہ غور سے نیچے جنگل کی طرف دیکھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر کافی سے زیادہ نیچی پرواز کر رہا تھا۔ عمران نے اسے بس درختوں کی چوٹیوں سے تھوڑا سا ہی بلند رکھا تھا تاکہ جوزف آسانی سے انکانا قبیلے کی سرحد پہچان لے۔

"عمران صاحب۔ کیا ان لوگوں کو ہیلی کاپٹر پر ہمارے قبضے کا علم نہیں ہو گیا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ضرور ہو گیا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر تو ہم سخت خطرے میں ہیں۔ وہ کسی وقت بھی ہیلی کاپٹر کو تباہ کر سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔ جو کیپٹن شکیل کے قریب ہی بیٹھا تھا۔

"ظاہر ہے جو لوگ باقاعدہ ہیلی کاپٹر استعمال کر سکتے ہیں۔ وہ اسے تباہ بھی کر سکتے ہیں"...... عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ جیسے وہ خود ہی ہیلی کاپٹر میں سوار نہ ہو بلکہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا گفتگو کر رہا ہو۔

"پھر ہمیں فوراً ہیلی کاپٹر چھوڑ دینا چاہئے"...... تنویر سے رہا نہ گیا۔

"تو تمہارا خیال ہے ساری عمر مختلف وحشی قبیلوں کے درمیان وچ ڈاکٹری کا ناٹک کھیلتے گزار دیں۔ جیگر کی بات تو تم نے سنی تھی۔ کہ اس جھونپڑی اور انکانا قبیلے کے درمیان بے پناہ وحشی قبیلے آباد ہیں"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا اور سب لوگ خاموش ہو گئے۔ جوزف بدستور دوربین آنکھوں سے لگائے جنگل پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔

"ارے شب تار کی اولاد۔ کیا وہ تمہارا اندھا کانا قبیلہ ابھی تک نہیں آیا"...... عمران اس بار جوزف سے مخاطب ہوا۔

"باس۔ جو اندھا ہو وہ کانا کیسے ہو سکتا ہے اور جو کانا ہو وہ اندھا

کیسے ہو سکتا ہے"...... جوزف نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیا اور ہیلی کاپٹر میں موجود تمام افراد بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"ارے افریقہ میں آکر تمہاری عقل کا زنگ دور ہو گیا ہے"۔ عمران کے لہجے میں جھینپ تھی۔

"باس۔ افریقہ میں بھلا عقل کا کیا کام۔ یہاں تو طاقت چاہئے طاقت"...... جوزف پر بدستور فلسفیانہ موڈ طاری تھا۔

"تو کیا افریقہ کے تمام لوگ بے وقوف ہوتے ہیں"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے نشانہ جوزف ہی تھا۔

"یس باس۔ افریقہ میں موجود تمام لوگ"...... جوزف نے جواب دیا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"بھئی جوزف بہت خوب۔ مسٹر جوزف تو بہت حاضر جواب ہیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

موسیو نشارا آپ بھی تو افریقہ کے رہنے والے ہیں"۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور ایک بار پھر سب لوگ ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ ایکسٹو کیا کر رہا ہو گا"...... چوہان نے مزہ لینے کے لئے عمران کو چھیڑا۔

"ہونہہ۔ بیٹھا ہو گا جولیا کو فون کرتا۔ ایکسٹو سپیکنگ"۔ تنویر نے باقاعدہ ایکسٹو کی نقل اتارتے ہوئے کہا اور پھر پوری ٹیم زعفران زار بن گئی۔ عمران اور بلیک زیرو کے چہرے پر البتہ عجیب سی مسکراہٹ دوڑ گئی جیسے سچوئیشن کا مزہ لے رہے ہوں۔

"میں بھی سوچوں کہ تنویر صاحب سارے سفر میں کیوں منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے رہے۔ انہیں شاید یہ فکر کھائے جا رہی ہے کہ ان کی عدم موجودگی کا فائدہ اٹھا کر کہیں ایکسٹو جولیا پر محبت کے ڈورے نہ ڈال دے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ ایکسٹو کون ہے"...... بلیک زیرو نے بڑی معصومیت سے عمران سے پوچھا اور اس وقت ساری ٹیم کے چہرے یکدم بجھ گئے کیونکہ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ ایک اجنبی بھی ان کے درمیان ہے اور ایک اجنبی کے سامنے ایکسٹو کا نام لینا یا اس کا ذکر کرنا انتہائی غیر ذمہ داری کا کام ہے۔

"تنویر کا انکل ہے۔ خواہ مخواہ پراسرار بنتا ہے۔ اصل نام کی بجائے ایکسٹو کے نام سے پکارا جانا زیادہ پسند کرتا ہے اور جاسوسی ناولوں کے کرداروں کی طرح گفتگو کرتا ہے"...... عمران نے بلیک زیرو کو ایکسٹو کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں شوخی سے چمک رہی تھی۔ ادھر بلیک زیرو کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے قہقہہ اس کے حلق سے باہر نکل ہی آئے گا۔ وہ بڑی مشکل سے ہنسی ضبط کئے ہوئے تھا۔

"میرا کیوں انکل ہونے لگا۔ تمہارا انکل ہو گا۔ میں تو اسے گھاس بھی نہیں ڈالتا"...... تنویر چڑ گیا۔

"چلو چھوڑو اس ٹاپک کو۔ کوئی اور بات کرو"...... صفدر نے

بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"اور جولیا۔ عمران صاحب"...... بلیک زیرو کو شاید اس سچوئیشن پر لطف آ رہا تھا۔

"موسیو نشارا کیا بات ہے کیا تنویر کا شجرہ نسب پوچھنے کا ارادہ ہے۔ جولیا تنویر کی کچھ نہ کچھ بہرحال لگتی ہے جس پر اس کے انکل ایکسٹو کی نظر ہے"...... عمران بھی شاید مزہ لے رہا تھا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ اگر تم نے کوئی بکواس کی"۔ تنویر غصے سے دھاڑا۔

"کیوں نہ۔ آخر افریقہ کی آب و ہوا کا کچھ اثر تو ہونا چاہئے"۔ عمران شاید اسے ستانے پر تل گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا۔ جوزف جو دوربین سنبھالے ان سے قطعی بے نیاز جنگل پر دھیان جمائے ہوئے تھا۔ چیخ پڑا۔

"باس انکانا قبیلے کی سرحد نزدیک ہے"...... اور لوگ یوں چونک پڑے جیسے وہ خواب سے بیدار ہوئے ہوں۔

"کتنی دور ہے سرحد"...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"تقریباً دس میل دور ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تم آدمی ہو یا عقاب۔ کیا دس میل دور تمہیں سرحد نظر آ رہی ہے"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ میں نے ایک درخت پر انکانا قبیلے کا مخصوص نشان انسانی کھوپڑی دیکھ لی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں سے دس

میل دوران کی سرحد شروع ہو گی۔ یہ خاص نشان ہے"...... جوزف نے عمران کو یوں بتلایا جیسے استاد بچوں کو جغرافیے کا سبق پڑھاتا ہے اور عمران نے یہ سنتے ہی ہیلی کاپٹر کی رفتار کم کر دی۔ چند ہی لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں معلق ہو گیا۔ عمران چند لمحوں تک نیچے دیکھتا رہا اور پھر اس نے ایک خالی جگہ ہیلی کاپٹر نیچے اتار دیا۔

"سب لوگ نیچے اتر جائیں۔ سامان وغیرہ اٹھا لیں"...... عمران نے پیچھے مڑ کر کہا اور پھر ہیلی کاپٹر کے دروازے کھلے اور تمام لوگ سامان اٹھائے باہر نکل آئے۔ اب صرف عمران ہی اندر رہ گیا تھا۔ اس نے جیب سے ایک رسی نکالی اور پھر اس نے سٹیئرنگ راڈ کے ایک ہک کے درمیان باندھ دی اور چار مختلف جگہوں پر اس نے اور رسی باندھی اور پھر ایک بٹن دبایا۔ ہیلی کاپٹر کا انجن دوبارہ جاگ اٹھا اور اس کے اوپر لگا ہوا پنکھا زور زور سے گھومنے لگا۔ اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور پھر ایک اور بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر اٹھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھتے ہی عمران نے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ ہیلی کاپٹر ابھی صرف چھ فٹ ہی بلند ہوا تھا۔ اس لئے عمران کو نیچے گرنے پر کوئی چوٹ نہیں لگی۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھتا چلا گیا۔

"یہ کیا عمران صاحب"...... ساری ٹیم حیرت سے عمران کی حرکت کو دیکھنے لگی۔

"درختوں پر چڑھ جاؤ اور تماشا دیکھو"...... عمران نے کہا اور پھر

خود بھی ایک درخت پر چڑھنے لگا۔ اس کی دیکھا دیکھی باقی لوگ بھی سامان نیچے رکھ کر درختوں پر چڑھ گئے۔ ہیلی کاپٹر ایک مخصوص بلندی پر پہنچ کر آگے بڑھنے لگا۔ اس کی رفتار کافی تیز تھی اور اب وہ کافی دور پہنچ چکا تھا۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ دور نیچے جنگل سے ایک راکٹ نکلا اور پھر وہ سیدھا ہیلی کاپٹر سے آ ٹکرایا۔ ایک زوردار دھماکے سے جنگل گونج اٹھا۔ ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے اڑ گئے تھے اور ایک بار پھر سب لوگ عمران کی خداداد ذہانت کے قائل ہو گئے۔

ایک عجیب سی پر اسرار آواز پوری بستی میں گونجنے لگی۔ جیسے بستی کی ہر جھونپڑی سے آواز نکل رہی ہو جیسے اردگرد موجود دیوہیکل درخت سرگوشیاں کر رہے ہوں۔ جیسے ہوا کی لہریں پیغام دے رہی ہوں۔ مدھم مدھم سرگوشیاں چاروں طرف پھیل گئیں۔ بستی میں موجود ہر فرد کا چہرہ اس آواز کو سنتے ہی زرد پڑ گیا۔ وہ پھر اس تیزی سے جھونپڑیوں سے باہر نکلے جیسے اگر انہیں چند لمحے دیر ہو گئی تو وہ لوگ جل کر بھسم ہو جائیں گے۔ بستی کا ہر بوڑھا، جوان، عورت، بچہ درمیانی وسیع میدان میں جمع ہو گیا۔ یہ دیوہیکل جسموں کا مالک قبیلہ تھا۔ ان کی آنکھوں میں وحشت اور درندگی جیسے ناچ رہی تھی۔

" تمہاری دیوی انکانا تمہیں بلا رہی ہے۔ میرے پجاریو تمہاری دیوی تم سے بات کر رہی ہے "...... آواز اب قدرے واضح ہو گئی تھی۔ یہ انتہائی سریلی اور مترنم آواز تھی۔ بولنے والی کوئی عورت ہی

تھی۔

" انکانا دیوی۔ تمہارے پجاری حاضر ہیں "...... سب قبیلے والے بے اختیار چیخ پڑے۔ دوسرے لمحے وہ زمین پر سجدے میں گر گئے۔

" اٹھو میرے پجاریو اور میرا حکم غور سے سنو۔ اگر تم نے میرا حکم بجا لانے میں کوئی کوتاہی کی تو میں سارے قبیلے پر آگ اور خون کی بارش کر دوں گی۔ میں جو تمہاری دیوی ہوں اور جس کے ہاتھ میں یہ زمین و آسمان خرگوش کے بچے کی طرح ہیں۔ میں جس وقت چاہوں سب کچھ تباہ کر سکتی ہوں۔ میرا حکم مانو "...... دیوی کی آواز کہیں دور سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے لہجے میں ایک پراسرار تحکم تھا۔

" ہمیں حکم دو دیوی۔ ہم تمہارا حکم ماننے کے لئے اونچے سے اونچے درخت پر بندر کی طرح چڑھ جائیں گے۔ زمین کی گہرائیوں میں چوہے کی طرح گھس جائیں گے۔ تمہارے دشمن کو سانپ کی طرح ڈس لیں گے اور تمہارے دوست کو اپنا خون پلانے سے بھی گریز نہیں کریں گے "...... قبیلے کا سردار جو میدان کے درمیان کھڑا تھا اور جس کے گلے میں سکڑی ہوئی انسانی کھوپڑیوں کا ہار تھا اور سر پر کسی پرندے کے پروں کا تاج موجود تھا۔ بڑے ادب سے بولا۔

" میں تم سے خوش ہوں میرے پجاریو۔ میں تم پر اپنی پسندیدگی کے بادل برسا دوں گی۔ تمہارے دشمن خون اگلیں گے۔ سنو اور غور سے سنو۔ چند آدمی جو تمہارے قبیلے کے دشمن ہیں۔ ایک ہوائی گاڑی

میں سوار ہو کر یہاں آ رہے ہیں۔ میں ان کی گاڑی کو ہوا ہی میں تباہ کر دوں گی مگر میں تمہیں حکم دے رہی ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی آدمی زندہ بچ جائے تو اسے پکڑ کر میری بھینٹ چڑھا دو۔ سنو۔ میں بھینٹ مانگ رہی ہوں۔ اگر تم نے ان لوگوں کو میری بھینٹ نہ چڑھایا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی"...... دیوی نے اپنے حکم کی وضاحت کر دی۔

"نہیں دیوی۔ ہم ضرور ان کی بھینٹ دیں گے۔ ہم تمہیں ناراض نہیں کر سکتے۔ تم ہمیں بتاؤ کہ ہمارے دشمن کہاں ہیں۔ ہم انہیں چوہے کے بل سے بھی گھسیٹ کر باہر لے آئیں گے"۔ اکانا سردار نے چیخ کر کہا۔

"تم اپنے قبیلے کی سرحدوں پر پھیل جاؤ اور انہیں تلاش کرو"۔ دیوی نے حکم دیا اور پھر اس کی آواز آنا بند ہو گئی۔ سردار نے سارے قبیلے کے مردوں کو اکٹھا کرنے کے لئے ڈھول بجانے کا حکم دیا۔ جس سے بستی میں موجود تمام وحشی اسی میدان میں اکٹھا ہونا شروع ہو گئے۔ جب تمام وحشی میدان میں اکٹھے ہو گئے تو سردار نے درمیان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور دیوی کا حکم سنایا۔ سب وحشیوں نے نیزے تان کر دیوی کا حکم بجا لانے کا اقرار کیا اور پھر سردار کے حکم پر وہ اپنی سرحدوں پر دوڑ گئے تاکہ اپنے دشمنوں کو تلاش کر کے لے آئیں اور دیوی کی بھینٹ چڑھا سکیں۔ چند لمحوں بعد میدان مردوں سے خالی ہو گیا۔ اب وہاں بچے، بوڑھے اور عورتیں ہی باقی رہ گئیں

ائیں مانگ رہی تھیں کہ ان کے دشمن مل جائیں اور وہ انہیں ی کی بھینٹ چڑھا کر دیوی سے اس کی پسندیدگی کی بارش حاصل سکیں۔

"بڑا اچھا ڈاج دیا عمران صاحب آپ نے"...... سب لو
درختوں سے اتر کر جیسے ہی نیچے اکٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔
"ہاں۔ دیا تو ہے اب دیکھو وہ لوگ اسے لیتے بھی ہیں یا نہیں"
عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔
"اب کیا پروگرام ہے"...... صفدر نے کہا۔
"ایسا کرو۔ آپس میں دو پارٹیوں میں بٹ جاؤ اور پھر انگانا قبیلے
سرحد میں داخل ہو جاؤ۔ کوشش کرو کہ وحشیوں پر گولی نہ چلے"
عمران نے کہا۔ پھر عمران نے ٹیم کو دو گروپوں میں تقسیم کر دیا۔
"دوسرے گروپ کا لیڈر صفدر ہوگا"...... عمران نے کہا۔ اس
کے گروپ میں بلیک زیرو، چوہان اور نعمانی تھا۔ دوسرے گروپ
میں صفدر، کیپٹن شکیل، جوزف اور تنویر تھا۔ پھر سب نے ایک
دوسرے سے ہاتھ ملائے اور پھر وہ علیحدہ ہوگئے۔ صفدر کا گروپ ایک

ف چلا گیا۔ وہ کافی دور سے سرحدوں میں داخل ہونا چاہتے تھے۔
ران اپنے گروپ کو لے کر ان کی مخالف سمت میں چل دیا۔ ابھی
وگ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ انہیں دور کہیں ڈھول بجنے کی آواز
نے لگی۔
"یہ وحشیوں کے اکٹھے ہونے کا سائرن ہے"...... عمران نے کہا
باقیوں کے چہرے تجسس سے پر ہوگئے۔ وہ آنے والے وقت کا
بی اندازہ لگا سکتے تھے۔
"اگر ہم کسی طرح وحشیوں سے بچ کر سفید فاموں کے مرکز میں
خل ہو گئے تو معاملہ جلدی نپٹ سکتا ہے"...... عمران نے بلیک
رو سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ہاتھوں میں مشین گنیں لئے آہستہ
ستہ آگے بڑھ رہے تھے۔ کافی دور چلنے کے بعد اچانک وہ رک گئے
کیونکہ ان کے قریب ہی جھاڑیوں سے ایک زوردار نعرے کی آواز
سنائی دی۔ سب لوگ چوکنے ہوگئے۔ مشین گنوں کے ٹریگروں پر ان
کی انگلیاں مضبوطی سے جم گئیں۔ پھر ان کے ارد گرد کا علاقہ وحشیوں
کے زوردار نعروں سے گونج اٹھا۔ دوسرے لمحے قد آدم جھاڑیوں سے
وحشی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے نیزے بجلی کی طرح چمک رہے
تھے اور انہوں نے عمران اور ان کے ساتھیوں کے گرد گھیرا ڈالا ہوا
تھا۔ وہ اپنے نیزوں کو ہوا میں نچا رہے تھے۔ ان کے چہرے دہشت
ناک تھے۔ آنکھوں میں بجلیاں سی چمک رہی تھیں۔
"ان پر فائرنگ کریں"...... نعمانی نے عمران سے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ کتنے وحشی مار لو گے۔ انہوں نے ہمیں نیزوں
لینا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔ پھر وحشی ناچتے ہوئے ان کے گھیرا تنگ کرنے لگے۔ اچانک ان میں سے ایک وحشی نیزہ تانے سے آگے بڑھا۔

"ہم دوست ہیں۔ دشمن نہیں"...... عمران نے افکانا کی مخصو زبان میں پکار کر کہا۔ وہ جوزف سے پہلے ہی یہ زبان سیکھ چکا تھ وحشی جو نیزہ تانے آگے بڑھ رہا تھا۔ جھٹکے سے رک گیا۔ اس کا حیرت سے پھٹے کا پھٹا رہ گیا۔ اسے دراصل قطعی خیال بھی نہیں تھ کہ یہ غیر ملکی اس کی زبان بھی بول سکتے ہیں۔

"تم دوست نہیں دشمن ہو۔ ہماری دیوی نے ہمیں تمہارے متعلق پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے"...... اس وحشی نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم ہمیں اپنی دیوی کے پاس لے چلو۔ میں خود اس سے بات کروں گا"...... عمران نے بھی جواباً سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں دیوی نے تمہیں بھینٹ چڑھانے کا حکم دیا ہے۔ ہم تمہیں دیوی کی بھینٹ چڑھا دیں گے"...... وحشی نے کہا۔

"ضرور بھینٹ چڑھا دینا مگر ایک بار پھر اپنی دیوی سے پوچھ لو کیونکہ میں بذات خود دیوتا ہوں۔ یہ نہ ہو کہیں تمہارے قبیلے والوں کو لینے کے دینے پڑ جائیں"...... عمران نے پروقار لہجے میں ان کو ایک قسم کی دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تم دیوتا ہو۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر تم دیوتا ہوتے

ہماری دیوی کو نہ پتہ ہوتا"...... وحشی کو غصہ آگیا۔

ہو سکتا ہے۔ تمہاری دیوی نے جن کے بارے میں تمہیں حکم ۔ وہ ہم نہ ہوں کوئی اور ہوں"...... عمران نے ٹھوس دلیل س بار وحشی واقعی شش و پنج میں پڑ گیا۔ کیونکہ دیوی نے کوئی وغیرہ تو نہیں بتایا تھا۔ عمران نے اسے شش و پنج میں دیکھا تو وہے پر مزید چوٹ لگا دی۔

سوچ لو میرے دوست۔ کہیں تمہاری دیوی تم سے ناراض نہ ئے"...... عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں دیوی کے پیش کر دیتے ہیں"...... وحشی یا اور پھر عمران کے اشارے پر باقی ساتھیوں نے اپنا تمام وحشیوں کو پکڑا دیا۔ البتہ مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں ہی نہ ہی وحشیوں نے انہیں لینے پر اصرار کیا اور نہ انہوں نے دینا سمجھا۔ پھر وحشیوں کے گھیرے میں وہ آگے بڑھنے لگے کافی جنگل میں گزرنے کے بعد وہ ایک بستی کے قریب پہنچ گئے۔ بستی فراد کو جب ان کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو تمام لوگوں کے مسرت سے کھل اٹھے۔ وہ سب خوشی سے ناچنے لگے۔ وحشیوں نچارج نے انہیں بڑی سی جھونپڑی کے اندر دھکیل کر باہر سے بند کر دیا اور پھر دو کڑیل وحشی ہاتھوں میں نیزے اٹھائے پہرہ گے۔ خود انچارج سردار کی جھونپڑی کی طرف بڑھ گیا۔ سردار کو ان کی گرفتاری کی اطلاع مل چکی تھی اس لئے وہ جلد ہی شاہی

جھونپڑی سے باہر آگیا۔

"سردار۔ ہم انہیں پکڑ کر لے آئے ہیں۔ ان کا ایک آدمی ب
زبان بولتا ہے اور اپنے آپ کو دیوتا کہتا ہے"...... انچارج نے
کو بتلایا اور پھر عمران اور اپنے درمیان ہونے والی گفتگو سے
تفصیل سے آگاہ کر دیا۔ اس کی باتیں سن کر سردار کے چہر
قدرے تشویش کے آثار ابھر آئے۔

"ہونہہ۔ میرے خیال میں ہمیں دیوی کی ہدایات کا انت
چاہیے۔ تم لوگ ویسے دوبارہ جنگل میں پھیل جاؤ۔ شاید کو
دشمن ابھی موجود ہوں"...... سردار نے انچارج سے کہا اور ا
نے سلام کیا اور پھر واپس مڑ گیا۔

صفدر کا گروپ تیزی سے جنگل میں بڑھ رہا تھا کہ اچانک جوزف
ک کر رک گیا۔

موسیو صفدر میں دشمن کی بو سونگھ رہا ہوں"...... جوزف نے
سکیڑتے ہوئے کہا۔

"دشمن سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ کیا کسی درندے کی بو سونگھ
ہو"...... صفدر نے وضاحت طلب کی مگر جوزف نے جواب
کی بجائے اچانک ایک جھاڑی کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ وہ
چیتے کی طرح لپکا تھا۔ دوسرے لمحے جھاڑی میں شدید کش مکش
آثار نظر آئے۔ صفدر اور باقی لوگ بھی اس جھاڑی کی طرف
گے مگر اس سے پہلے کہ وہ وہاں پہنچتے جوزف اچانک اوپر اٹھا۔ اس
ہاتھوں میں ایک دیو ہیکل وحشی اٹھا ہوا تھا۔ اس نے پورے زور
سے زمین پر دے مارا۔ وحشی کے منہ سے زوردار چیخ نکل گئی۔
ف نے جھپٹ کر کاندھے سے مشین گن اتاری اور اس کا رخ

اس وحشی کی طرف کرنا ہی چاہتا تھا کہ صفدر نے آگے بڑھ کر
سے اس کی مشین گن کا رخ ایک طرف کر دیا۔

"پاگل ہو گئے ہو جوزف"...... صفدر غصے سے چیخا۔

"میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ بزدلوں کی طرح ہم پر
کرنا چاہتا تھا"...... جوزف کا چہرہ شدید غصے کی وجہ سے اور سیاہ ہو
تھا۔ وحشی زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ شاید اس کی ریڑھ کی ہڈی
شدید ضرب پہنچی تھی۔

"ٹھہرو میں تمہارا انچارج ہوں۔ میرے حکم کے بغیر تم کچھ نہ
کرو گے"...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا اور جوزف برا سا منہ بنا
ڈھیلا پڑ گیا۔ ویسے اس کا انداز بتاتا تھا کہ اگر عمران نے صفدر
انچارج نہ بنایا ہوتا تو وہ صفدر سے بھی الجھ پڑتا۔ وحشی کے منہ
ہلکی ہلکی کراہیں نکل رہی تھیں۔

"اس سے پوچھو کہ اور کتنے آدمی قریب ہی موجود ہیں"۔ صفدر
نے جوزف سے کہا کیونکہ وہ خود انکانا زبان نہیں جانتا تھا۔ اس سے
پہلے کہ جوزف اس سے کچھ پوچھتا اچانک ان کے ارد گرد نعروں کا شور
برپا ہوا اور دوسرے لمحے سامنے کی جھاڑیوں سے وحشیوں کے ریلے
آئے۔ یہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ وہ سامنے سے نیزے لہراتے
ان کی طرف بھاگے آ رہے تھے۔ اچانک تنویر نے مشین گن کا دہانہ
کھول دیا۔ جنگل تڑتڑاہٹ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا اور ساتھ ہی
وحشیوں کی چیخوں سے کہرام مچ گیا۔

"چھپ جاؤ۔ چھپ جاؤ"۔ صفدر نے چیخ کر کہا کیونکہ اس نے باقی وحشیوں کو نیزے تانتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ جوزف تو پہلے ہی چھلانگ لگا کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا تھا۔ باقی لوگوں نے بھی چھلانگ لگا دی مگر تنویر پیچھے رہ گیا تھا اور پھر اس کی چیخ سے بھی جنگل گونج اٹھا۔ ایک نیزہ اس کے بازو میں گھس گیا تھا مگر وہ آڑ میں ہو چکا تھا۔

"فائرنگ کرو"...... صفدر نے چیخ کر کہا اور پھر سب نے فائرنگ کھول دی۔ وحشیوں پر گولیوں کی بوچھاڑ ہو گئی۔ وہ چونکہ اندھا دھند بھاگے چلے آ رہے تھے اس لئے بری طرح گرنے لگے۔ پھر چند لمحوں بعد وہ پلٹ کر بھاگے۔ تقریباً ان کے پچاس کے قریب آدمی مر چکے تھے۔ ان کے بھاگنے کے بعد صفدر تیزی سے تنویر کے پاس آیا۔ تنویر نے نیزہ بازو سے نکال لیا تھا مگر اس کے بازو سے بے تحاشا خون نکل رہا تھا۔ صفدر نے کاندھے سے بیگ اتارا اس میں فرسٹ ایڈ کا سامان موجود تھا۔ اس نے سب سے پہلے تنویر کے بازو پر پٹی باندھی خون نکلنا بند ہو گیا۔ صفدر نے باقی ساتھیوں کا خیال کیا مگر جوزف غائب تھا۔ صفدر نے کچھ دیر تو ادھر ادھر ڈھونڈا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا۔ وہ وحشی جس کو جوزف نے اٹھا کر نیچے پھینکا تھا وہ بھی غائب تھا۔ شاید وہ رینگ کر کہیں چھپ گیا ہو۔

"ہمیں فوراً آگے بڑھنا چاہئے کیونکہ وحشی ایک بار پھر حملہ کریں گے۔ تنویر تم نے فائرنگ کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اب وحشی

ہمیں قید کرنے کی بجائے جان سے مار دیں گے اور اس جنگل میں ان کے نیزے اندھیرے کے تیروں کی مانند جسموں میں ترازو ہو جائیں گے"...... صفدر نے قدرے سخت لہجے میں تنویر کو ڈانٹا۔ تنویر کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ سر جھکانے پر ہی اکتفا کیا۔

"چلو اب آگے بڑھو۔ نجانے یہ جوزف کہاں غائب ہو گیا ہے"۔ صفدر کے لہجے میں الجھن تھی۔ وہ اپنے ساتھیوں کی سرزدری پر سخت غضبناک ہو گیا تھا مگر کیا کرتا مجبوری تھی۔ وہ سب آگے بڑھنے لگے۔ کافی دور تک آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک اوپر درختوں سے ان پر ایک بڑا جال آن پڑا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے جال کھینچا جا چکا تھا وہ سب بے بسی سے ہاتھ مارتے رہ گئے۔ جال میں وہ بری طرح پھنس گئے تھے اور سب ایک گٹھڑی کی صورت میں تبدیل ہو چکے تھے۔ ان کی مشین گنیں بھی ان کے ہاتھوں سے چھوٹ کر جال میں ہی الٹ پلٹ ہو گئی تھیں۔ پھر وحشیوں کے زوردار وحشیانہ نعروں سے جنگل گونج اٹھا پھر ارد گرد کے درختوں سے وحشی ہی وحشی کودنے لگے۔ جلد ہی وہ اس جال کے قریب آکر ناچنے لگے صفدر اور اس کے ساتھی پوری طرح بے بس ہو چکے تھے۔ پھر اس گروہ کا سردار آگے بڑھا۔ اس نے چیخ کر کچھ کہا اور پھر جال کی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں۔ نیزوں کی نوک پر ان سب کو فرداً فرداً باہر نکالا گیا۔ ان کا سب سامان ان سے لے لیا گیا مشین گنیں بھی وحشیوں نے اٹھا لیں۔ ویسے ان کے

پکڑنے کے انداز سے پتہ چلتا تھا کہ وہ اس کا استعمال نہیں جانتے۔ صفدر پریشان تھا کہ کہیں انتقامی کارروائی کے تحت ان کو وہ لوگ یہیں نہ نیزے مار مار کر مار دیں مگر وحشیوں نے نیزوں کے اشارے سے انہیں آگے بڑھنے کے لئے کہا اور پھر وہ شور مچاتے ہوئے وحشیوں کے حصار میں آگے بڑھنے لگے۔ جلد ہی ایک کھلے میدان میں بستی کے آثار نظر آنے لگے پھر جیسے جیسے وہ بستی کے قریب ہوتے گئے وحشیوں کا ہجوم بڑھتا گیا۔ وہ بری طرح شور مچا رہے تھے۔ ان کے لہجوں سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سخت غضبناک ہیں۔ شاید انہیں اپنے ساتھیوں کی موت کا غصہ تھا۔ جلد ہی وہ بستی کے سامنے ایک وسیع میدان میں پہنچ گئے۔ وحشیوں کا سردار بھی اپنی جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ اس نے چیخ کر ہجوم سے کہا اور پھر ان سب کو ایک جھونپڑی میں بند کر دیا گیا اور وحشی نیزے تان کر باہر پہرہ دینے لگے۔ ان کا سامان شاہی جھونپڑی میں پہنچا دیا گیا۔ اب سارا ہجوم میدان میں اکٹھا تھا اور شور و غل سے کان پڑی آواز نہیں آ رہی تھی۔ سردار چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ شور و غل کم ہوتا گیا اور تھوڑی دیر بعد ہجوم پر خاموشی طاری ہو گئی۔ اب صرف سردار کے بولنے کی آواز آ رہی تھی۔ چند لمحے سردار بولتا رہا۔ پھر ہجوم خاموشی سے بکھر گیا۔ تھوڑی دیر بعد میدان خالی ہو گیا۔ سردار وہاں کافی دیر رکا رہا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا جنگل میں غائب ہو گیا۔

ڈابکر ایک بڑے سے کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس کی پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ پھر دروازہ کھلا اور نمبر سکس اندر داخل ہوا۔

"باس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا گیا ہے"...... نمبر سکس نے مؤدبانہ طور پر ڈابکر سے کہا۔

"ویری گڈ۔ کیا اسے فضا میں ہی تباہ کیا گیا ہے"...... ڈابکر نے پوچھا۔

"یس باس۔ مگر باس ہیلی کاپٹر کے ٹکڑوں کا معائنہ کرنے کے بعد ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ اس کے ٹکڑوں کے ساتھ کسی آدمی کی لاش یا اس کے جسم کے حصے نہیں ملے"...... نمبر سکس نے کہا اور ڈابکر کے چہرے پر ایک بار پھر شکنیں ابھر آئیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہیلی کاپٹر کو فضا میں تباہ کیا جائے اور اس میں کوئی آدمی نہ ہو اسے روحیں چلا رہی تھیں"...... ڈابکر کا لہجہ

غضبناک تھا جیسے اسے اس مسئلے کی سمجھ نہ آ رہی ہو۔

"اسی لئے میں حیران ہوں۔ میں نے تو بڑی اچھی طرح اردگرد کے علاقہ میں تلاشی لی ہے مگر کسی بھی آدمی کی کوئی انگلی تک بھی نظر نہیں آئی اور نہ ہی کوئی سامان وغیرہ بھی بکھرا ہوا نظر آیا ہے۔ صرف ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے ہی بکھرے ہوئے تھے"...... نمبر سکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تباہ ہونے سے پہلے اس میں سے آدمی کودے تھے"۔ ڈابکر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ البتہ ایک دفعہ ہیلی کاپٹر تھوڑی دیر کے لئے راڈار سکرین سے غائب ہو گیا تھا مگر جلد ہی وہ دوبارہ نظر آ گیا اور پھر کافی نزدیک آنے پر راکٹ مار کر تباہ کر دیا گیا ہے"...... نمبر سکس نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ عجیب بات ہے۔ اس سے تو یہی مطلب واضح ہوتا ہے کہ خالی ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ جو قطعی ناممکن ہے"۔ ڈابکر نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"یہی بات میری سمجھ میں نہیں آتی"...... نمبر سکس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ وہ دونوں خاموش تھے اپنی اپنی سوچوں میں غرق۔ کہ اچانک دروازہ کھلا اور پھر میگانا کی شکل نظر آئی۔

"اجازت ہے باس"...... اس نے دروازے میں ہی کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

"یس کم ان"...... ڈابکر نے میگانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے نمبر سکس اور میگانا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک کرسی سنبھال لی۔

"رپورٹ"...... ڈابکر نے میگانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ میں نے وحشی قبیلے کو ان لوگوں کی تلاش کا حکم دے دیا تھا۔ چنانچہ تمام قبیلہ ان کی تلاش میں اپنی سرحدوں میں پھیل گیا۔ ابھی ابھی مجھے سردار نے اطلاع دی ہے کہ چار اور تین آدمیوں کی دو پارٹیاں گرفتار ہوئی ہیں۔ ان دونوں پارٹیوں کو علیحدہ علیحدہ جھونپڑیوں میں رکھا گیا ہے۔ ان میں سے ایک پارٹی نے مشین گنوں سے فائرنگ کر کے قبیلے کے پچاس آدمیوں کو ہلاک کر دیا جبکہ پہلی پارٹی خاموشی سے گرفتار ہو گئی تھی۔ پہلی پارٹی کا لیڈر ایک احمق سا نوجوان ہے جو اپنے آپ کو دیوتا بتلاتا ہے"۔ میگانا نے تفصیل سے رپورٹ دی۔

"ویری گڈ۔ وہی احمق نوجوان تو سارے فساد کی جڑ ہے۔ مجھے خوشی ہوئی ہے تمہاری رپورٹ سے میگانا"...... ڈابکر کا لہجہ خوشیوں سے بھرپور تھا۔

"اب باس ان کے متعلق کیا حکم ہے"...... میگانا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آج رات جشن منانے کا حکم دے دو۔ جس میں تم بھی شریک ہو گی اور تمہارے خاص غلاموں کی حیثیت سے ہم بھی۔ پھر ان سب

کو بھینٹ چڑھا دو۔ میرے خیال میں یہ ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا"...... ڈابکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسا آپ حکم کریں۔ پھر جشن کا حکم دے دیا جائے"...... میگانا نے پوچھا۔

"ہاں ہاں دے دو"...... ڈابکر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں ابھی حکم دیتی ہوں"...... میگانا نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد ڈابکر نے نمبر سکس سے کہا۔

"کیوں۔ نمبر سکس میں نے ان کے لئے یہ سزا ٹھیک تجویز کی ہے"...... ڈابکر نے کہا۔

"یس باس۔ اس سے بڑی سزا ان کے لئے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وحشی ان کے جسم کے ٹکڑے کر کے کھا جائیں"...... نمبر سکس نے خوشامدانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے۔ تمام سپیشل ممبرز کو اطلاع دے دو کہ ان سب نے جشن خاص میں شامل ہونا ہے"۔ ڈابکر نے نمبر سکس کو حکم دیا۔

"بہتر سر"...... نمبر سکس نے کہا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ڈابکر تھوڑی دیر وہاں کمرے میں بیٹھا رہا پھر وہ اٹھا اور کمرے سے باہر نکل کر اس نے دروازہ لاک کیا اور پھر ایک راہداری میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بڑھتا چلا گیا۔

جھونپڑی میں قید ہوئے انہیں دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ جس وقت وہ قید ہوئے تھے۔ تقریباً شام ہو رہی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے اب رات کا اندھیرا شروع ہو گیا تھا۔

"موسیو نشارا میری بات سنو"...... عمران نے بلیک زیرو کو جھونپڑی کے ایک طرف آنے کا اشارہ کیا۔ بلیک زیرو اٹھ کر ادھر چلا گیا۔

"ہمیں اب ہاتھ پیر چلانے چاہئیں۔ ورنہ چوہے کی موت مارے جائیں گے"...... عمران نے بلیک زیرو کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں بھی سوچ رہا ہوں"...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"باہر پہرے دار وحشی ہیں۔ میرے خیال میں انہیں اندر کھینچ لیا

ے اور پھر ان کا میک اپ کر کے ہم دونوں نکل چلیں۔ باہر نکل ی کچھ کر سکتے ہیں"...... عمران نے تجویز پیش کی۔

"جی ہاں۔ خیال تو اچھا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"مگر ایک بات ہے یہ لوگ تقریباً برہنہ ہیں۔ اب ان کے میک پ کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں بھی انہی کی طرح ہونا پڑے گا"۔ عمران چہرے پر شرارت تھی۔

"یہ تو بڑا مشکل کام ہے"...... بلیک زیرو نے ہچکچاہٹ کے عالم یں کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے تم ایسا کرو یہاں سے اکیلے نکل جاؤ۔ تم نے ہ قاموں کا پہلے ہی سے میک اپ کیا ہوا ہے۔ تم یہاں سے نکل ر اصل مجرموں کا سراغ لگاؤ اور پھر ان میں سے کسی کا روپ دھار ۔ اس طرح آسانی ہو جائے گی"...... عمران نے متبادل تجویز پیش ی۔

"جیسا آپ کہیں"...... بلیک زیرو نے اس تجویز کو مان لیا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ جھونپڑی اتنی مضبوط نہیں ہے۔ اس کی پچھلی یوار کو بڑی آسانی سے کاٹا جا سکتا ہے"...... عمران نے فیصلہ کن جے میں کہا اور پھر وہ دونوں جھونپڑی کی پشتی دیوار کے قریب لگ گئے۔ مران نے کوٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا مگر تیز خنجر نکال لیا ور پھر چند لمحوں بعد اس نے بڑی احتیاط سے پشتی دیوار کا اتنا بڑا حصہ ٹ لیا کہ بلیک زیرو آسانی سے نکل جائے۔ جھونپڑی سرکنڈوں کی

بنی ہوئی تھی۔ اس لئے اسے کاٹنے میں انہیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ حصہ کٹتے ہی پہلے عمران نے باہر جھانک کر دیکھا۔ دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے بلیک زیرو کو اشارہ کیا۔ بلیک زیرو باہر نکل گیا۔ عمران نے بلیک زیرو کے باہر نکلتے ہی ٹکڑا دوبارہ وہاں اس طرح لگا دیا کہ پہلی نظر میں محسوس بھی نہیں ہوتا تھا۔ کہ یہاں سے ٹکڑا کاٹا گیا ہے۔ بلیک زیرو رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اس کی جیب میں ریوالور موجود تھا۔ اس لئے اسے مزید اطمینان بھی تھا۔ جلد ہی وہ جھونپڑیوں سے باہر کافی دور چلا گیا۔ یہاں سے گھنا جنگل شروع ہو رہا تھا۔ اب اسے تلاش تھی۔ اصل مجرموں کے ٹھکانے کی۔ جنگل میں پہنچنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر بڑی ہوشیاری سے آگے بڑھنے لگا۔ اچانک وہ ٹھٹھک کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گیا کیونکہ اس نے پیچھے ایک آدمی کے آگے آنے کی آواز سنی تھی۔ جلد ہی وہ آدمی نظر آ گیا۔ یہ وحشیوں کا سردار تھا۔ جو تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ جب وہ اس درخت سے آگے نکل گیا۔ جہاں بلیک زیرو چھپا ہوا تھا۔ تو بلیک زیرو بھی بڑی احتیاط سے اس کا تعاقب کرنے لگا۔ بے حد احتیاط کرنی پڑ رہی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ سردار اس کے تعاقب سے ہوشیار ہو جائے۔ وہ بستی سے کافی دور آ چکے تھے۔ اچانک اس نے سردار کو ایک بہت بڑی جھاڑی کے قریب رکتے دیکھا۔ بلیک زیرو بھی اوٹ میں ہو گیا۔ سردار نے نیچے جھک کر جھاڑی کی جڑ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر اس نے اٹھ کر

ایک دفعہ اردگرد دیکھا اور پھر جھاڑی کو پکڑ کر ایک طرف کر دیا۔ ے رقبے پر چھائی ہوئی جھاڑی اپنی جگہ سے ہٹتی چلی گئی پھر وہ نیچے اترتا چلا گیا۔ وہاں شاید نیچے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں کیونکہ سردار کا جسم آہستہ آہستہ بلیک زیرو کی نظروں سے غائب ہوا تھا۔ اس کے غائب ہوتے ہی جھاڑی دوبارہ اپنی جگہ پر آ گئی۔ بلیک زیرو چند منٹ تک رک کر وہیں انتظار کرتا رہا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس جھاڑی کی طرف بڑھا۔ جھاڑی کے قریب رک کر اس نے ایک بار اپنے اردگرد محتاط نظریں ڈالیں مگر آس پاس کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ اس نے جھک کر جھاڑی کی جڑ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اس کا ہاتھ جھاڑی کی موٹی جڑ پر رینگتا رہا۔ پھر اچانک ایک چھوٹی سی کیل سے اس کا ہاتھ ٹکرایا۔ اس نے کیل کے سرے کو دبا دیا۔ جھاڑی کی جڑ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اس نے جھاڑی اٹھا کر ایک طرف کر دی۔ جھاڑی ایک طرف کرتے ہی نیچے گڑھے میں جاتی ہوئی سیڑھیاں اسے نظر آ گئیں۔ وہ احتیاط سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر جھاڑی کھینچی اور اس کی جڑ میں رکھ دی جہاں سے اس نے علیحدہ کیا تھا۔ کیل کھٹک ہو کر جڑ گئی۔ اب وہ اطمینان سے نیچے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ ویسے اس نے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ سیڑھیاں تعداد میں تقریباً چالیس کے قریب تھیں۔ جب سیڑھیاں ختم ہوئیں تو وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا اس نے احتیاط سے ادھر ادھر دیکھا۔ دروازے کے

کونے میں ایک سرخ رنگ کا بٹن دبتے ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ایک لمحے کے لئے رکا رہا۔ پھر دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔ داخل ہوتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ایک وسیع میدان تھا۔ جسے باقاعدہ کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ اوپر سے ہوا تھا۔ کنکریٹ کی مضبوط چھت تھی۔ اس میدان میں ایک طرف راہداریاں اور بڑے بڑے کمرے بنے ہوئے تھے اور کئی سفید وہاں چلتے پھرتے نظر آرہے تھے۔ بلیک زیرو نے صرف ایک لمحے کے لئے جائزہ لیا۔ پھر وہ ایک ستون کی اوٹ میں چلا گیا۔ کہ کہیں کسی کی نظر اس پر نہ پڑ جائے مگر ہر شخص اپنے اپنے خیال میں مست تھا اس لئے کسی نے بلیک زیرو کی طرف توجہ نہ دی۔ پھر وہاں اور سیاہ فام بھی کام کرتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ بلیک زیرو چند لمحے تک وہاں رکنے کے بعد بڑی احتیاط سے آگے بڑھنے لگا۔ جلد ہی وہ ایک راہداری تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایک خاصی وسیع راہداری تھی جس میں دور تک کمروں کے دروازے موجود تھے۔ بلیک زیرو نارمل انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ پھر اچانک اسے سامنے سے دو سیاہ فام ہاتھ میں مشین گن اٹھائے آتے نظر آئے۔ شاید وہ محافظ تھے۔ بلیک زیرو نے سوچا کہ اس کا لباس اس قسم کا ہے کہ نزدیک پہنچ کر وہ ضرور شک کریں گے۔ چنانچہ اس نے کمرے میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا اور پھر جس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی فوراً دروازہ بند کر دیا۔

جیسے ہی وہ دروازہ بند کر کے مڑا۔ وہ چونک پڑا کیونکہ سامنے کے دروازے کے پیچھے سے نزدیک آتے ہوئے قدموں کی آواز آرہی تھی۔ بلیک زیرو نے انتہائی تیزی سے ایک صوفے کی آڑ لے لی۔ اب وہ محفوظ تھا۔ اس کی پشت پر دیوار تھی اور سامنے صوفہ۔ اب جب تک کوئی شخص خاص طور پر صوفے کے پیچھے آکر چیک نہ کرے بلیک زیرو کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ دوسرے لمحے اس کے کان میں سامنے والا دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور پھر اس نے ذرا جھک کر دیکھا تو ایک سفید فام کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے ایک نظر بند کمرے کے دروازے پر ڈالی۔ چند لمحے تک کمرے کے درمیان کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر اسی صوفے پر بیٹھ گیا جس کے پیچھے بلیک زیرو موجود تھا۔ بلیک زیرو سانس روکے وہاں پڑا رہا پھر اس کے کانوں میں ٹیلی فون کا ڈائل گھومنے کی آواز آئی۔ بلیک زیرو مجرموں کے وسیع انتظامات کا دل ہی دل میں قائل ہو گیا۔ جنہوں نے یہاں خفیہ طور پر ہر قسم کا انتظام کیا ہوا تھا۔

"ہیلو نمبر سکس سپیکنگ"...... بلیک زیرو کے کان میں سفید فام کی آواز آئی۔

"تمام سپیشل ممبرز کو اطلاع کر دو کہ آج رات قبیلے کا جشن خاص ہونا ہے۔ جس میں باس اور میگانا بھی شامل ہو رہی ہیں۔ سب ممبرز اس جشن میں شرکت کریں گے"...... نمبر سکس کہہ رہا

"ٹھیک آدھی رات کے بعد جشن ہو گا۔ نوٹ کر لو".....
سکس نے دوسری طرف سے جواب لینے کے بعد کہا اور پھر بلیک
کو رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی۔ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ یہ جشن خا
کیا ہو گا۔ اس وقت موقع اچھا تھا چنانچہ اس نے موقع سے فا
اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ دوسرے لمحے اس نے ریوالور والا ہاتھ
کیا اور پھر ایک زوردار وار نمبر سکس کی کھوپڑی پر کر دیا۔ ریوالو
دستہ خاصی قوت سے پڑا تھا کہ نمبر سکس اوہ کی ہلکی سی آواز نکالتا
وہیں صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ بلیک زیرو پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
سب سے پہلے تو دروازے کی طرف لپکا۔ اس نے وہ دروازہ بھی بن
دیا۔ اب اس نے اطمینان سے کمرے پر نظر ڈالی۔ دائیں طرف د
میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے اس دروازے کی طر
لپکا اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ یہ باتھ روم تھا اسے درا
میک اپ کرنے کے لئے آئینے کی ضرورت تھی اور باتھ روم میں آ
موجود تھا۔ اب وہ نمبر سکس کی طرف بڑھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ بلیک
زیرو نے اسے کاندھے پر اٹھایا اور پھر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا
باتھ روم میں بے ہوش نمبر سکس کو لٹا کر اس نے کوٹ کی اندر
جیب سے ایک چھوٹا سا میک اپ بکس نکالا۔ یہ چھوٹا سا بکس تھا
اس میں ایمرجنسی میک اپ کے لئے ہر قسم کا سامان تھا۔ بلیک ز
نے اپنا پہلے والا میک اپ صاف کیا اور پھر اس نے بڑی تیزی
نمبر سکس کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جلد ہی وہ مکمل طور پر

س کا روپ دھار چکا تھا۔ اس کا قد و قامت بھی نمبر سکس سے بے
مشابہ تھا اس لئے نمبر سکس کے کپڑے اس کے جسم پر فٹ آ گئے۔
باتھ روم میں دو نمبر سکس موجود تھے۔ بلیک زیرو چند لمحے سوچتا
پھر اس نے نمبر سکس پر نشارا والا میک اپ کرنا شروع کرتا
ع کر دیا اور اپنے کپڑے اسے پہنا دیئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے
صورت حال بدل چکی تھی۔ بلیک زیرو اب نمبر سکس کا روپ
ار چکا تھا اور بے ہوش نمبر سکس نشارا کی شکل میں تبدیل ہو چکا
۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد اس نے ایک دفعہ نمبر سکس کی
بض چیک کی۔ ابھی اس کے ہوش میں آنے کے کوئی آثار معلوم
ہیں ہو رہے تھے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا کیا کرے۔ پھر اس
نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ہی سوچا کیونکہ ہوش میں آنے
کے بعد معاملہ گڑبڑ بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے جیب سے ریوالور
اور اس پر سائیلنسر فٹ کرنے لگا۔ سائیلنسر فٹ کرنے کے بعد
س نے نمبر سکس کی کنپٹی کے ساتھ نالی لگائی اور ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی
ی کھٹک ہوئی اور نمبر سکس کی کھوپڑی پاش پاش ہو گئی وہ غریب
ف بھی نہ کر سکا۔ جب خون نکلنا بند ہو گیا تو اس نے نمبر سکس کو
گھسیٹ کر ایک طرف کیا اس کی کھوپڑی کے ریزے صاف کر کے
نش گٹر میں ڈالے اور پھر اسے اٹھا کر بڑے کمرے میں لے آیا۔
مرے کے دروازے کے قریب اسے لٹا کر اس نے دروازے کی چٹخنی
کھولی اور پھر باہر جھانکنے لگا۔ راہداری سنسان تھی۔ دوسرے لمحے اس

نے ایک بار پھر نمبر سکس کی لاش اٹھائی اور اسے لے کر راہ
میں نکل آیا۔ اپنے کمرے کے دروازے سے کافی دور اس نے ایک
کمرے کے دروازے کے آگے اسے ڈالا اور واپس مڑ گیا۔ اس نے
الامکان کوشش کی تھی کہ اس پر کسی کی نظر نہ پڑے اب وہ
اپنے کمرے میں تھا۔ خون وغیرہ کے تمام آثار صاف کرنے کے
اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گیا اور آئندہ کے متعلق سوچنے لگا۔

جنگل میں فائرنگ کے بعد جیسے ہی وحشی فرار ہونے لگے جوزف خاموشی سے پیچھے کھسک گیا۔ وہ جانتا تھا کہ وحشی دوبارہ ان پر حملہ کریں گے اور گروپ کے ساتھ رہ کر وہ آزادی سے کام نہیں کر سکتا اس لئے اس نے اکیلے رہ کر ہاتھ پیر مارنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ وہ خاموشی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ گروپ سے کافی دور نکل آیا تھا۔ پھر اس نے تیزی سے انکانا قبائل کی سرحد کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ وہ بڑی احتیاط سے اپنا سفر کر رہا تھا کہ اچانک وہ ٹھٹھک کر ایک قد آدم جھاڑی کے پیچھے رک گیا۔ وحشیوں کا گروہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ نیزے اٹھائے خاموشی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ جوزف نے ان میں سے ایک قوی ہیکل وحشی کو نگاہ میں رکھ لیا۔ جو اپنے جسم کو شیر کی کھال میں چھپائے ہوئے تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شیر کی کھال صرف سردار اور اس کے نزدیکی لواحقین ہی پہن سکتے

ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ شیر کی کھال پہنے ہوئے قوی ہیکل و
ضرور سردار کا عزیز ہی ہو گا۔ اگر وہ سردار ہوتا تو ضرور اس کے ر
تاج ہوتا۔ جب گروہ اس کے قریب سے گزرا تو شیر کی کھال
ہوئے آدمی قدرے پیچھے تھا۔ پھر جیسے ہی وہ قریب سے گزرنے
جوزف نے اچانک اس کی ٹانگ کھینچ لی۔ بے خیالی میں وہ و
جھاڑی میں آگرا اور پھر اسے جوزف نے چھاپ لیا اس نے پوری قو
سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ گروہ اس دوران آگے نکل چکا تھ
چند لمحوں تک وہ وحشی سمجھ ہی نہ سکا کہ اس کے ساتھ کیا بیت گ
ہے۔ اس لئے وہ حیرت سے گنگ رہا مگر جیسے ہی اس کو ہوش آیا
پوری قوت سے اچھلا اور جوزف جو اس پر سوار تھا الٹ کر دوسر
طرف جا گرا۔ وحشی دیو جیسی طاقت کا مالک تھا مگر جوزف اس سے
زیادہ پھرتیلا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جوزف اس طرح اچھل کر
کھڑا ہو گیا جیسے وہ سپرنگوں پر گرا ہو اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑ
ہوئی مشین گن کو نالی کی طرف سے پکڑ کر برق رفتاری سے گھماتے
ہوئے اٹھتے ہوئے وحشی کے سر پر پوری قوت سے مشین گن کا بٹ
مار دیا۔ ایک پٹاخ کی آواز آئی اور اٹھتا ہوا وحشی ڈھیر ہو گیا۔ وہ بر
طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ جوزف نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ لگاتار دو
تین وار اور کر دیئے۔ تین واروں میں اس وحشی کی کھوپڑی کئی
حصوں میں تقسیم ہو گئی اور بے حس و حرکت جھاڑی میں پڑا تھا۔
جوزف نے اطمینان کا سانس لیا۔ ویسے اس نے پھرتی اور ذہانت سے

لیا تھا۔ اس نے وحشی کو اٹھنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ ورنہ
شی طاقت میں اس سے کم نہیں تھا اور اتنا جوزف بھی جانتا تھا کہ
ں فائرنگ کرنے کا موقع نہیں تھا چنانچہ اس نے یہ داؤ کھیلا اور وہ
نے اس داؤ میں کامیاب بھی رہا تھا۔ وحشی جیسے ہی ختم ہوا جوزف
نے اس کے جسم پر شیر کی کھال اتار دی اور پھر اپنے کپڑے اتار کر
یب جھاڑی کے نیچے چھپا دیئے۔ صرف بو شرٹ اس نے پہنے رکھی
ونکہ وہ شیر کی کھال پہننے سے نظر نہیں آتی تھی۔ اوپر سے شیر کی
ال سے بنا ہوا لباس پہن لیا۔ پھر اس نے بو شرٹ کی جیبوں میں
نٹ کی جیبوں کا سامان منتقل کر دیا اور پھر اس نے مشین گن اندر
پٹی کے ذریعے کس دی اور وحشی کا نیزہ ہاتھ میں لے لیا۔ نیزے کے
تین وار کر کے اس نے وحشی کے چہرے کو اس حد تک زخمی کر
یا کہ وہ پہچانا نہیں جا سکتا تھا اور ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ اگر دو تین
ھنٹے تک کسی کی نظر لاش پر نہ پڑی تو پھر یہاں وحشی کے جسم کی
بجائے ہڈیاں ہی نظر آئیں گی۔ اب ہاتھ میں نیزہ لے کر وہ آگے بڑھنے
گا۔ اب نزدیک سے بھی دیکھ کر اسے کوئی نہ پہچان سکتا تھا۔ کہ یہ
کسی مہذب ملک کا رہنے والا ہے۔ وہ نیزہ ہلاتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔
بوٹ وہ پہلے ہی اتار کر پھینک چکا تھا۔ اس لئے اس جنگل میں ننگے پیر
چلنے سے شروع میں تکلیف تو ہوئی مگر ایک فرلانگ چلنے کے بعد وہ
ٹھیک ہو گیا۔ پھر جلد ہی اسے دور سے انکانا بستی کی جھونپڑیاں نظر
آنے لگیں۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ بستی کے اندر چلا جائے مگر پھر کچھ

سوچ کر وہ بستی کے قریب کھلے میدان کے کنارے ایک بڑے گھنے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہاں کے حالات دیکھے بستی میں داخل ہو اور اس کے لئے اچھی طرح اندھیرا ہونے کا انتظار ضروری سمجھا۔ گھنے درخت میں وہ اس طرح چھپ کر بیٹھ گیا کہ اسے آسانی سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ ابھی اسے وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ صفدر اور اس کے ساتھی عین اسی وقت اس درخت کے نیچے سے گزرے جس کے اوپر جوزف چھپا بیٹھا تھا۔ صفدر اور اس کے ساتھی بندھے تھے۔ ان کا تمام سامان وحشیوں کے قبضے میں تھا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی تمام بستی کے افراد ان کے گرد جمع ہو گئے پھر بستی کے افراد کے غصے میں چیخنے چلانے کی آوازیں بھی جوزف اچھی طرح سنتا رہا۔ بستی کے لوگوں کو اپنے ساتھیوں کے مارے جانے کا بے حد غصہ تھا اور وہ لوگ چاہتے تھے کہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے انتقام کی آگ بجھائیں مگر سردار انہیں سمجھا رہا تھا۔ کہ اس طرح دیوی ان سے ناراض ہو جائے گی کیونکہ دیوی نے انہیں بھینٹ چڑھانے کا حکم دیا ہے۔ دیوی کا یہ حکم سن کر جوزف بے حد فکر مند ہو گیا کیونکہ وہ ان کی بھینٹ چڑھانے کی رسوم کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کتنی خطرناک ہوتی ہیں۔ بہرحال فوری طور پر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا اس لئے خاموش بیٹھا رہا۔ ویسے اس نے مشین گن نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی کہ اگر وحشیوں نے اپنے سردار کا حکم نہ مانا اور کسی فوری کارروائی پر تل گئے تو وہ ان پر یہیں سے آگ برسا دے گا۔

پھر اس نے دیکھا کہ سردار کے کہنے پر وہ سب لوگ واپس جھونپڑیوں کی طرف چلے گئے اور آہستہ آہستہ میدان خالی ہو گیا صفدر اور ان کے ساتھی ایک جھونپڑی میں لے جا کر بند کر دیئے گئے۔ میدان خالی ہونے تک سردار وہیں رکا رہا۔ پھر وہ ایک طرف چلتا ہوا جنگل میں غائب ہو گیا۔ جوزف وہیں درخت پر بیٹھا تھا۔ کافی دیر بعد جوزف بڑی خاموشی سے درخت سے نیچے اترا اور بستی کی طرف بڑھنے لگا۔ پہلا وحشی جو اس کے قریب سے گزرا اس نے اسے دیکھتے ہی جھک کر سلام کیا مگر جوزف آگے بڑھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ شاہی جھونپڑی کے پاس پہنچ گیا۔ شاہی جھونپڑی کے باہر موجود وحشیوں نے نیزے اٹھائے۔ شاید پہرہ دے رہے تھے جوزف کو دیکھ کر ادب سے سر جھکا دیئے اور جوزف خاموشی سے جھونپڑی کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اسے اس جھونپڑی میں نہیں آنا چاہئے تھا۔ یہ جھونپڑی ایک پورے مکان جتنی وسیع تھی مگر یہ تمام ایک ہی کمرے پر مشتمل تھی۔ اس طرح کہ وہ ایک وسیع ہال جیسی صورت اختیار کر گیا تھا جیسے ہی وہ جھونپڑی میں داخل ہوا جھونپڑی کے مختلف کونوں میں موجود حبشی دوشیزائیں اٹھ کر اس کی طرف بڑھیں۔ یہ سردار کی بیویاں تھیں جو حیرت سے جوزف کو دیکھ رہی تھیں انہیں شاید جوزف کی وہاں موجودگی کی امید نہیں تھی اس لئے ان کے چہروں پر حیرت کے آثار نمایاں تھے مگر پھر جیسے ہی وہ قریب آئیں ان میں سے ایک چیخ پڑی۔

" یہ زلار تو نہیں کوئی اور ہے"...... اب جوزف کو پتہ چلا
جس حبشی کا اس نے لباس پہنا ہوا ہے اس کا نام زلار تھا۔ وہ جانتا
کہ شاہی خاندان کے لوگ اپنے رواجوں کے مطابق جسم پر کھا
پہنتے تھے۔ شیر کی کھال کا مطلب ہے کہ زلار سردار کا کوئی انتہ
قریبی عزیز ہو گا۔

" تم کون ہو"...... ایک لڑکی چیخی۔

" زلار"...... جوزف نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ ویسے
ان نیم برہنہ لڑکیوں کے جسموں سے نگاہیں کترا رہا تھا۔ اسے ا
آپ پر سخت غصہ آ رہا تھا کہ وہ بغیر سوچے سمجھے شاہی جھونپڑے میں
گیا۔

" مگر تمہاری شکل زلار سے نہیں ملتی"...... دوسری لڑکی بولی۔

" نہیں۔ میں زلار ہوں۔ ڈوگا کہاں ہے"...... اس نے پوچھا۔
تو اسے دارالحکومت میں ہی موسیو چوگاشے سے پتہ چل چکا تھا کہ ای
قبیلے کے موجودہ سردار کا نام ڈوگا ہے۔

" ہمیں کیا معلوم۔ کیا سردار ہمیں بتا کر جاتا ہے کہ وہ کہاں جا
ہے"...... ایک لڑکی نے بڑے نخرے سے جواب دیا اور دوسرے
لمحے ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے جھونپڑی گونج اٹھی۔ جوزف سے
لڑکی کا یہ نخرہ برداشت نہیں ہو سکا تھا چنانچہ جھنجھلا کر اس نے پوری
قوت سے لڑکی کے گال پر تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ کا رد عمل بڑا خلاف توقع
تھا۔ تھپڑ پڑتے ہی سب عورتیں جو بڑی معصومیت سے جوزف کو

رہی تھیں۔ یک دم یوں دبک گئیں جیسے وہ شیر کے پنجے میں
گئیں ہوں۔ وہ سب تیزی سے واپس جھونپڑی کے کونوں کی
بڑھ گئیں جوزف کے لئے یہ رد عمل خلاف توقع تھا۔ چند لمحے وہ
تا رہا۔ پھر وہ واپس مڑ گیا۔ جھونپڑی سے باہر نکل کر وہ تیز تیز چلتا
صفدر والی جھونپڑی کی طرف بڑھا تھا کہ ایک عورت اس کے بازو
ٹک گئی۔

" میرے زلار۔ کیا تم میری جھونپڑی میں نہیں آؤ گے"۔ یہ شاید
کی کوئی چہیتی بیوی تھی جو اندھیرے میں اسے زلار ہی سمجھ رہی
۔ جوزف اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا۔ اس نے پوری قوت سے
کو جھٹک دیا۔ عورت دور جا گری مگر پھر فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئی
کے چہرے پر خوف تھا۔ سامنے ہی جھونپڑی کا دروازہ تھا۔ جوزف
ایک لمحے میں خیال آ گیا کہ فی الحال یہ خالی جھونپڑی اچھی جائے
ثابت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ جھونپڑی کی طرف بڑھ گیا۔ اسے
جھونپڑی کی طرف بڑھتے دیکھ کر عورت کے چہرے پر بے اختیار
مسکراہٹ آ گئی اور پھر وہ اس کے پیچھے جھونپڑی میں آ گئی۔ عورت
نے اندر داخل ہوتے ہی جھونپڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ جوزف
جھونپڑی کے کونے میں پہنچ چکا تھا۔ دروازہ بند کر کے عورت تیزی
سے جوزف کی طرف بڑھی۔ جھونپڑی میں ایک مشعل جل رہی تھی۔
اس کی روشنی کافی تیز تھی۔ پھر جیسے ہی عورت جوزف کے قریب پہنچی
سے جوزف کی اصل شکل نظر آ گئی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی

کی پھٹی رہ گئیں۔ اس سے پہلے کہ وہ چیختی جوزف نے لپک کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عورت پہچان چکی ہے اس لئے حیرت زدہ ہو گئی ہے۔ جوزف کا ہاتھ بڑی تیزی سے اس کے منہ پر جما ہوا تھا۔ عورت نے اپنا منہ چھڑانے کی بے حد کوشش کی۔ جوزف کی گرفت اور مضبوط ہوتی گئی۔ چند لمحوں کے بعد وہ عورت جوزف کے ہاتھوں میں جھول گئی۔ سانس بند ہو جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ جوزف نے اسے اس طرح جھونپڑی کے کونے میں پھینک دیا جیسے مردہ چھپکلی کو پھینکا جاتا ہے۔ اب وہ اطمینان سے جھونپڑی کے کونے میں بچھے ہوئے گھاس پر بیٹھ گیا اب وہ فوری طور پر محفوظ جگہ پر پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اطمینان سے بیٹھ کر سوچنے لگا۔ کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ اسے علم نہیں تھا کہ عمران وغیرہ گرفتار ہو چکے ہیں یا نہیں۔ اگر گرفتار ہو چکے ہیں تو وہ کس جھونپڑی میں ہیں آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس عورت کے ہوش میں جانے پر وہ اس سے تمام تفصیلات پوچھ لے گا۔

رات کو میدان کے قریب پڑا ہوا ڈھول بڑے زور زور سے بجایا جانے لگا۔ ڈھول بجتے ہی بستی کے تمام افراد اپنی جھونپڑیوں سے اچھلتے کودتے باہر نکل آئے۔ اب سب کا رخ اسی میدان کی طرف تھا۔ میدان کے درمیان لکڑیوں کا ایک ڈھیر تھا جسے آگ لگا دی گئی۔ جس سے دور دور تک روشنی پھیل گئی۔ پھر سب لوگ میدان میں اکٹھے ہونے لگے۔ وہ سب بری طرح اچھل کود رہے تھے۔ ان کے چہروں پر بے پناہ خوشیاں رقص کر رہی تھیں۔۔ آہستہ آہستہ پوری بستی اس میدان میں اکٹھی ہو گئی۔ ڈھول اب بھی بڑے زور شور سے بج رہا تھا۔ پھر عمران والی جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور چار وحشی نیزے تانے اندر داخل ہوئے۔

"باہر چلو"...... انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر نیزے تان لئے۔

"چلو بھائی مگر یہ بتاؤ کہیں تم میری شادی کا پروگرام تو نہیں بنا رہے ہو۔ جو یہ ڈھول وغیرہ بجا رہے ہو"...... عمران نے بڑی معصومیت سے سوال کیا اور وحشیوں کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"بھائی ۔پہلے مجھے دلہن دکھا دینا"...... عمراان نے جھونپڑی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ عمران کے ساتھی بھی باہر آگئے۔

"ان کا چوتھا"...... ایک وحشی نے حیرت سے دوسرے سے کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے درمیان میں ہی بات اچک لی۔

"وہ ہمارا چوتھا آدمی تو ایک روح تھی جو چلی گئی"...... عمران نے جان بوجھ کر خوفناک لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"روح"...... وحشیوں کے چہروں پر تذبذب کے آثار تھے۔

"ہاں ۔ وہ سرکنڈوں کے اوپر رقص کرنے والی گنڈالا دیوتا کی روح تھی"...... عمران نے تک جوڑی۔

"گنڈالا دیوتا کی روح"...... وحشیوں کے چہرے خوف سے زرد پڑ گئے ۔ اب وہ چلتے چلتے میدان کے قریب پہنچ گئے تھے ۔ ان کو آتا دیکھ کر تمام وحشی اور بھی زیادہ شور مچانے لگے ۔ ان چاروں وحشیوں نے ان کے گرد حصار باندھ لیا اور پھر وہ انہیں لے کر میدان میں پہنچ گئے۔ عمران نے انہیں واقعی باتوں میں اس طرح الجھا لیا تھا کہ بلیک زیرو کی گمشدگی پر وہ زیادہ غور نہ کر سکے اور یہ باتیں کرنے سے اس کا مقصد بھی یہی تھا۔ انہیں میدان میں گڑے ہوئے درختوں کے

تنوں سے اچھی طرح باندھ دیا گیا۔ عمران نے دیکھا کہ صفدر اور اس کا گروپ بھی پہلے سے وہیں موجود تھا۔ جوزف غائب تھا۔ عمران نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ اسے جوزف سے پوری امید تھی کہ وہ ضرور کوئی کارنامہ دکھائے گا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی ڈھول اور زیادہ زور شور سے بجنے لگا اور وحشیوں کی اچھل کود میں شدت آ گئی تھی۔ جہاں عمران وغیرہ کو باندھا گیا تھا وہاں سامنے ایک اونچا سا چبوترہ بنایا گیا تھا جس کے گرد قوی ہیکل وحشی نیزہ تانے پہرہ دے رہے تھے۔ پھر وحشیوں کی پارٹیاں عورتیں مرد میدان میں آکر ناچنے لگیں۔ ان کا رقص بھی اپنی طرح وحشیانہ تھا۔ رقص عروج پر آتا چلا گیا۔ پھر یکدم ڈھول کی لے بدل گئی۔ لے بدلتے ہی رقص کرتے ہوئے وحشی یک دم یوں ساکت ہو گئے جیسے انہیں موت نے سونگھ لیا ہو۔ اب ماحول پر ایک پر اسرار سا سکوت طاری ہو گیا۔ جیسے ڈھول کی ہولناک لے اور بھی زیادہ پراسرار بنا رہی تھی۔ پھر چبوترے کے قریب موجود وحشی خوف زدہ انداز میں پرے ہٹتے چلے گئے اور عمران وغیرہ نے دیکھا کہ ایک انتہائی خوبصورت سفید فام لڑکی سفید رنگ کا لباس پہنے خراماں خراماں چلی آ رہی ہے۔ اس کے چہرے سے تیز روشنی نکل رہی تھی اور سر پر ایک پر اسرار روشنی کا ہالہ چمک رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ چہرے پر جو میک اپ کیا گیا ہے اس میں فاسفورس کی خاصی مقدار شامل کی گئی ہے اور سر پر موجود ہالہ بیٹری کا ایک معمولی سا شعبدہ تھا مگر وحشیوں کے لئے یہی بہت کچھ

تھا۔ چنانچہ جیسے ہی وہ لڑکی قریب آئی تمام وحشی سجدے میں گر گئے۔ البتہ ڈھول اب بھی بج رہا تھا۔

"ہم انکانا دیوی کی پسندیدگی چاہتے ہیں"...... وحشی سجدے میں پڑے گڑگڑا رہے تھے۔ انکانا دیوی کے جلو میں تقریباً دس بارہ سفید فام تھے جو اس کے پیچھے غلاموں کی طرح ہاتھ باندھے چل رہے تھے۔ دیوی اٹھلاتی ہوئی اس چبوترے کے قریب پہنچی اور پھر وہ چبوترے پر چڑھ کر کھڑی ہو گئی۔ سفید فام بھی اس وسیع چبوترے پر چڑھ کر اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہاتھ سینوں پر بندھے ہوئے تھے اور انہوں نے سر جھکا رکھے تھے۔

"اٹھو میرے پجاریو۔ میں تم پر اپنی رحمتوں کا سایہ کروں گی۔ میں تم سے بے حد خوش ہوں"...... دیوی نے زور سے کہا اور اس کی آواز تمام میدان میں گونج گئی۔ شاید کسی سیکرٹ مائیکروفون سسٹم سے اس کی آواز میدان میں گونجنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ وحشی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ سب دیوی کے اس وعدے پر خوشی سے چیخنے لگے۔ وحشیوں کا سردار ایک طرف سے آگے بڑھا اور پھر چبوترے کے سامنے آکر سجدہ میں گر گیا۔

"اٹھو ڈوگا میں تم سے بے حد خوش ہوں"...... دیوی نے ایک بار پھر کہا اور سردار جس کا نام ڈوگا تھا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس نے اب بھی ہاتھ باندھ رکھے تھے۔

"دیوی ہماری بھینٹ قبول کرو"...... اس نے چیخ کر کہا۔

"ہاں۔ میں تمہاری بھینٹ قبول کرتی ہوں"...... دیوی نے جواب دیا اور پھر پورا میدان خوشی کے نعروں سے گونج اٹھا۔ سردار خود خوشی سے رقص کر رہا تھا۔ دیوی نے ہاتھ اٹھایا اور رقص تھم گیا۔ وہ خود چبوترے پر بیٹھ گئی۔ سفید فام بھی بیٹھ گئے۔

"جشن شروع کیا جائے"...... دیوی نے حکم دیا اور اس کا حکم ملتے ہی میدان میں دو وحشی کود پڑے ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے اور پھر انہوں نے ایک دوسرے پر نیزوں کے وار کرنے شروع کر دیئے کافی دیر تک ان کے داؤ پیچ ہوتے رہے۔ اچانک ایک وحشی کا داؤ چل گیا اور دوسرے لمحے میدان ایک بھیانک چیخ سے گونج اٹھا دوسرے لمحے وحشی کے پیٹ میں نیزہ گھس چکا تھا۔ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ پہلے وحشی نے اس کے سینے پر پاؤں رکھا اور پھر پوری قوت سے نیزہ اس کے جسم سے کھینچ لیا۔ اس کا نیزہ باہر نکلتے ہی میدان خوشی کے نعروں سے گونج اٹھا۔ نیزے کی انی لہو سے تر تھی۔ دوسرے لمحے اس نے جھک کر ایک بار پھر نیزہ زخمی وحشی کے سینے میں ترازو کر دیا۔ اس بار اس کی انی شاید دل کو چیر گئی تھی کیونکہ تڑپتا ہوا وحشی ساکت ہو چکا تھا۔ فاتح وحشی نے نیزہ ہاتھ سے باہر نکالا اور پھر اس میں سے ٹپکنے والا لہو چاٹنے لگا۔ وہ بری طرح اچھل کود رہا تھا۔ خون چاٹتے ہی چند وحشی بھاگتے ہوئے آئے ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے کھانڈے تھے انہوں نے سیکنڈوں میں مردہ وحشی کے جسم کے حصے بخرے کئے اور ان کا ایک ٹکڑا سردار کے سامنے پیش کر دیا سردار

تدیدوں کی طرح وحشی کا کچا گوشت کھانے لگا۔ باقی حصے بھی شاہی خاندان کے افراد میں بانٹ دیئے گئے اور وہ اس بری طرح مردہ وحشی کا گوشت کھانے لگے جیسے بڑی مدت کے بعد انہیں یہ نعمت میسر آئی ہو۔ جلد ہی وحشی کی ہڈیاں الاؤ میں پھینک دی گئیں۔ فاتح وحشی ابھی تک میدان میں رقص کر رہا تھا۔ دیوی نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھایا اور وہ بھاگتا ہوا چبوترے کے قریب پہنچا اور وہاں جا کر سجدے میں گر گیا۔ دیوی نے ہاتھ نیچے کر لئے۔ وحشی اٹھ کر چبوترے کی ایک طرف بیٹھ گیا۔ دیوی نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھایا اور پھر اس نے ہاتھ کو واپس لاتے ہوئے عمران کی طرف اشارہ کیا۔ تقریباً دس کے قریب وحشی بھاگتے ہوئے عمران کے قریب پہنچے اور پھر اسے کھول دیا گیا۔ عمران کے ساتھیوں کے رنگ فق ہو گئے انہیں عمران کی موت کا مکمل یقین ہو گیا مگر عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا میدان کے درمیان آ گیا۔ اسے میدان کے درمیان میں چھوڑ کر وحشی پیچھے ہٹ گئے۔ دیوی نے مسکراتے ہوئے ایک بار پھر ہاتھ اونچا کرنا چاہا مگر۔

"ٹھہرو۔ پہلے میری بات سن لو میں ڈھمپ دیوتا ہوں۔ تم سب پر تباہیاں نازل کر دوں گا۔ تم کتوں کی طرح چیخو گے اور الوؤں کی طرح ویرانوں میں بھاگو گے مگر میری بھیجی ہوئی تباہی سے نہیں بچ سکو گے۔ میری بات سنو"....... عمران زور سے چیخا اور دیوی کا اٹھا ہوا ہاتھ دوبارہ نیچے گر گیا وہ غصے کے عالم میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم دیوتا نہیں۔ میرے پجاریو اگر تم نے

اس کی بھینٹ نہ دی تو میں ناراض ہو جاؤں گی"....... دیوی غصے سے چیخ رہی تھی۔

"خاموش ہو جاؤ۔ میں جانتا ہوں کہ تم کتنی بڑی دیوی ہو اگر تمہیں میرے دیوتا ہونے پر شک ہے تو میرا مقابلہ کر لو۔ کیوں اپنے پجاریوں کو مرواتی ہو"....... عمران جواب میں اور بھی زیادہ زور سے دھاڑا۔ تمام مجمع کو سانپ سونگھ گیا۔ اب مقابلہ دیوی اور دیوتا کا براہ راست ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ خاموش ہو گئے تھے۔ پھر سردار آگے بڑھا۔

"تمہارے پاس دیوتا ہونے کا کیا ثبوت ہے"....... اس نے غصے سے چیختے ہوئے پوچھا۔

"ثبوت دوں"....... عمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ اتنا خوفناک تھا کہ ایک بار تو وحشی سردار بھی پوری جان سے کانپ گیا۔

"ہاں ثبوت دو"....... اس نے جرأت کرتے ہوئے کہا۔

"آگے بڑھو۔ میں تمہیں ثبوت دیتا ہوں کہ میں دیوتا ہوں یا نہیں"....... عمران نے سردار سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو"....... دیوی نے سردار کو روک دیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو"....... اس نے عمران سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں الجھن نمایاں تھی۔

"سردار کو ثبوت دینا چاہتا ہوں"....... عمران نے جو اپنی جیبوں

میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اپنا ایک ہاتھ جیب سے باہر نکال لیا۔ دوسرے لمحے سامنے کھڑا ہوا سردار بھیانک چیخ مارتا ہوا الٹ گیا۔ بری طرح زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور عمران کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔ چند لمحے بعد سردار ساکت ہو گیا۔ پورے مجمع کی حیرت اور خوف سے چیخیں نکل گئیں۔ عمران کے ساتھی بھی حیران تھے کہ عمران نے یہ کیا حرکت کی۔ عمران نے دراصل بلو پائپ کی طرح ایک چھوٹے سے پسٹل سے سردار کے جسم میں سائینائیڈ میں ڈوبی ہوئی سوئی ماری تھی۔ بلو پائپ پسٹل اتنا چھوٹا تھا کہ عمران کے ہاتھ میں ہی چھپ گیا تھا۔ عمران نے پھرتی سے ہاتھ دوبارہ جیب میں ڈال لیا تھا۔ دیوی کے چہرے پر بھی یہ شعبدہ دیکھ کر حیرت کے آثار طاری ہو گئے۔

" اور کسی کو ثبوت چاہیئے "...... عمران نے بڑے ڈرامائی انداز میں پھنکارتے ہوئے کہا اور سارے مجمع پر موت کی خاموشی طاری ہو گئی۔ سردار کا حشر دیکھ کر کسی کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اچانک دیوی کے پیچھے بیٹھا ہوا سفید فام اٹھ کھڑا ہوا وہ زور زور سے چیخ رہا تھا۔

" او دیوی کے پجاریو۔ یہ تمہارے سامنے تمہاری دیوی کی توہین کر رہا ہے۔ تمہارے سردار کو مار ڈالا ہے اور تم خاموش کھڑے ہو۔ اس پر ٹوٹ پڑو اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کے ساتھیوں کو کھلا دو تاکہ دیوی تم سے خوش ہو جائے۔ آگے بڑھو۔ یہ

دیوتا نہیں، ایک معمولی آدمی ہے۔ اس پر ٹوٹ پڑو"...... وہ غصے سے چیخ رہا تھا۔ وحشیوں میں ہلچل مچ گئی۔ شاید انہیں غیرت آ گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ بڑھ کر عمران پر حملہ کرتے اچانک چبوترے کے قریب ایک طویل القامت اور دیوزاد جسم کا مالک وحشی جس نے سارے جسم پر شیر کی کھال پہن رکھی تھی میدان میں داخل ہو گیا۔ شیر کا سر اس نے آدھے کے قریب منہ پر ڈال رکھا تھا۔ اس لئے اس کا چہرہ صاف نظر نہیں آتا تھا۔

" میں زلار۔ ڈوگا کا بھائی ہوں۔ ڈوگا کی موت کے بعد اس قبیلے کا سردار ہوں۔ کیا تم لوگ مجھے سردار مانتے ہو"...... اس نے چیخ کر کہا۔

" ٹھہرو۔ تم بغیر دیوی کی مرضی کے سردار نہیں بن سکتے"۔ دیوی کے سفید فام غلام نے چیخ کر کہا۔ عمران آواز ہی سے پہچان گیا تھا کہ یہ جوزف ہے۔ اسے خوشی ہوئی تھی کہ جوزف نے یہ بہت بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔ اگر جوزف سردار بن جائے تو وہ اس وحشی قبیلے کو رام کر سکتا ہے۔

" ٹھیک ہے۔ میں دیوی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے سردار تسلیم کرے"...... جوزف نے بڑے نرم لہجے میں دیوی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ٹھہرو۔ میں تمہیں اس وقت تک سردار تسلیم نہیں کروں گی جب تک تم اس آدمی کا گوشت کاٹ کر اس کے ساتھیوں کو نہیں

کھلاؤ گے"...... دیوی نے پراسرار لہجے میں جواب دیا۔ اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اب جوزف کش مکش میں مبتلا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ پھر تمام مجمع شور مچانے لگا۔

"ہم زلار کو اس وقت سردار تسلیم کریں گے جب وہ دیوی کی شرط پوری کرے گا"...... عمران بھی واقعات کی اچانک تبدیلی پر کش مکش میں مبتلا ہو گیا۔ اب مقابلے میں جوزف تھا۔ اب اگر وہ مقابلہ کرے تو جوزف مرتا ہے اور نہ کرے تو اس کی زندگی جاتی ہے۔ عجیب الجھن پڑ گئی تھی۔

"کیوں۔ کیوں خاموش ہو گئے ہو۔ آگے بڑھ کر آدمی سے مقابلہ کرو اور اس کا گوشت کاٹ کر اس کے ساتھیوں کو کھلا دو۔ تم سردار ہو جاؤ گے"...... دیوی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مگر یہ آدمی اپنے آپ کو دیوتا کہتا ہے اور دیوتا سے مقابلہ دیوی کو کرنا چاہئے"...... جوزف نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ عام آدمی ہے۔ دیوتا نہیں اور اس کا مقابلہ کرنا دیوی کی توہین ہے۔ اگر یہ تم سے جیت گیا تو میں اسے یہیں کھڑے کھڑے بھسم کر دوں گی۔ میرا وعدہ ہے"...... دیوی نے جواب دیا۔

"جوزف۔ تم اس سے بات کرو کہ یہ اگر بعد میں ہمیں چھوڑ دیں اور تمہاری مرضی پر چلنے دیں تو ٹھیک ہے۔ تم میری ران کا تھوڑا سا گوشت کاٹ کر باقی ساتھیوں کو کھلا دو"...... عمران نے دبے لہجے میں اردو میں جوزف سے کہا اور اس کے سوا اب چارہ بھی کیا تھا۔

عمران کے سامنے اپنا عظیم مقصد تھا جس کے لئے وہ افریقہ کے اس جنگل میں آیا تھا۔ ملک کی عزت اور سالمیت کا سوال تھا۔ اس کے لئے تو اس کے جسم کی ایک ایک بوٹی بھی کام آ جاتی تو وہ ایسا کرنے سے کبھی دریغ نہ کرتا۔ یہاں تو تھوڑے سے گوشت کا سوال تھا۔

"نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا"...... جوزف نے بھی اردو میں جواب دیا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ عمران کا گوشت کاٹے گا۔

"جلدی جواب دو۔ ورنہ پیچھے ہٹ جاؤ"...... دیوی نے چیخ کر جوزف سے کہا۔

"مان جاؤ جوزف۔ اس میں ہم سب کی زندگی اور ملک کی عظمت کا سوال ہے"...... عمران نے غصے سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس آدمی سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں مگر میری چند شرائط ہیں"...... جوزف نے عمران کی ضد پر دیوی کو جواب دیا۔

"کیا شرائط ہیں بولو"...... دیوی نے غصہ سے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ اسے پہلی بار اس طرح کے حالات سے نبٹنا پڑ رہا تھا ورنہ اس سے پہلے تو اس کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ قبیلے والوں کے لئے خدائی فرمان کا درجہ رکھتا تھا۔

"اگر میں اس دیوتا سے مقابلہ کروں اور جیت جاؤں تو پھر یہ دیوتا اور ان کے متعلق میں جو بھی فیصلہ کروں تمام قبیلے والے اور

دیوی کو اس فیصلے کو تسلیم کرنا پڑے گا"...... جوزف نے پہلی شرط پیش کی۔

"مجھے منظور ہے اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر تو اس آدمی سے جیت گئے تو اس کے ساتھی تیرے قبضے میں ہوں گے اور ان کے متعلق فیصلہ کرنے کا تمہیں اختیار ہو گا"...... دیوی کے لہجہ میں مسرت تھی کیونکہ وہ عمران کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ باقی لوگوں سے انہیں اتنا خوف نہیں تھا۔

"دوسرے نمبر پر یہ کہ مجھے قبیلے کا سردار تسلیم کر لیا جائے گا"۔ جوزف نے کہا۔

"منظور ہے"...... دیوی نے جواب دیا۔

"ہاں منظور ہے۔ ہمیں دیوی کا فیصلہ منظور ہے"...... تمام وحشیوں نے چلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس دیوتا کا مقابلہ کرتا ہوں"...... جوزف نے چلا کر کہا اور پھر نیزہ تان کر عمران کی طرف بڑھا۔ تمام مجمع ساکت ہو گیا۔ وہ بڑی دلچسپی سے جوزف اور عمران کو دیکھ رہے تھے۔ عمران کے ساتھی کھمبوں کے ساتھ بندھے ہوئے بڑی پریشانی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل دھڑک رہے تھے کہ نجانے اب کیا ہو کیونکہ جوزف کی آواز بدلی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ جوزف کو نہیں پہچان سکے تھے۔ یہ ایک عجیب و غریب مقابلہ تھا۔ جوزف اور عمران کے درمیان۔ جوزف جب عمران کے قریب آیا تو عمران نے دیکھ لیا

کہ جوزف اپنی اصلی شکل میں ہے اور یہ ایک انتہائی خطرناک بات ہے۔ اگر جوزف سردار بھی بن جاتا تو بعد میں پہچان لئے جانے پر معاملہ دوبارہ خراب ہو جاتا۔ اس سے نپٹنے کے لئے عمران نے ذہن میں فوراً ہی ایک سکیم سوچ لی۔

"رک جاؤ۔ تم میرے قریب مت آؤ۔ میں پھونک مار کر تمہاری شکل تبدیل کر دوں گا"...... عمران نے چیخ کر کہا۔

"تم کچھ کرو۔ بہرحال میں سردار بننے کے لئے ہر شرط پوری کروں گا"...... جوزف جواباً عمران سے بھی زیادہ اونچے لہجے میں بولا۔

"تو پھر لو آج کے بعد تم اپنی اصلی شکل میں نہیں رہو گے"۔ عمران نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ پھر عمران نے اچھل کر ایک زوردار نعرہ مارا اور دوسرے لمحے اس نے اپنا ہاتھ جوزف کے چہرے کی طرف بڑھا کر اسے رعشہ زدہ افراد کی طرح ہلانا شروع کیا جوزف عمران کی سکیم سمجھ چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی عمران نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا وہ ایک زوردار چیخ مار کر الٹ گیا۔ لیکن زمین پر گرتے ہی تڑپ اٹھا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا"...... عمران نے ایک بھیانک قہقہہ مارا۔

"تم پر میرا عتاب نازل ہو چکا ہے۔ تمہاری شکل تبدیل ہو گئی ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا"...... عمران دیوانوں کی طرح قہقہے مار رہا تھا اور جوزف نے بوکھلا کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ وہ لاجواب اداکاری کر رہا تھا۔

"زلار ہمارے قریب آؤ"...... اچانک دیوی نے چیخ کر جوزف کو حکم دیا اور جوزف پلٹ کر دیوی کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے منہ کے آگے سے شیر کا سر اٹھایا تو دیوی تو ایک طرف رہی۔ باقی لوگ بھی چونک پڑے کیونکہ اب وہ زلار کا نہیں جوزف کا چہرہ تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے"...... دیوی کے پیچھے بیٹھے ہوئے ڈابکر نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ کہیں عمران وغیرہ کا ساتھی نہ ہو۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال ذہن سے جھٹک دیا۔ کیونکہ پوائنٹ فور پر ویژن مشین پر جب اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کیا تھا اس وقت اسے جوزف کی شکل نظر نہیں آئی تھی کیونکہ جوزف اس وقت جھونپڑی میں پہرہ دے رہا تھا۔ لیکن یہ مسئلہ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ کہ عمران نے زلار کی شکل کیسے بدل دی ہے۔ بہرحال عمران کی سکیم کامیاب ہو گئی اب جوزف محفوظ ہو گیا تھا۔

"جاؤ مقابلہ کرو"...... دیوی نے الجھن زدہ لہجے میں جوزف سے کہا اور جوزف واپس پلٹ پڑا۔ عمران کے ساتھی جو دور ہونے کی وجہ سے اس صورت حال پر بے حد پریشان تھے انہیں اس سچوئیشن پر بہت حیرت ہوئی۔ اب جوزف واپس پلٹ پڑا اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ایک مسئلہ تو حل ہو گیا مگر یہ عمران کے گوشت کاٹنے والا مسئلہ کیسے حل ہو گا۔ بہرحال اب تو مجبوری تھی جبکہ خود عمران اس بات پر اصرار کر رہا

تھا۔ وہ نیزہ تانے عمران کی طرف بڑھا اور عمران اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ جوزف نے قریب آتے ہی پھرتی سے نیزہ عمران کی طرف اچھال دیا۔ عمران اچھل کر ایک طرف ہو گیا اور نیزہ اس کے جسم سے چند انچوں کے فاصلے پر سے گزر گیا۔ اچانک عمران نے اچھل کر جوزف پر حملہ کر دیا۔ یہ ایک خطرناک فلائنگ کک تھی مگر مقابلے میں بھی جوزف تھا۔ چنانچہ وہ پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور عمران اڑتا ہوا نیچے زمین پر جا گرا مگر گرتے ہی وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہوا۔ جیسے وہ سرے سے گرا ہی نہیں تھا۔ اب دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھے۔

"تھوڑی دیر مجھ سے لڑو۔ پھر میں اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دوں گا"...... عمران نے دبے دبے لہجے میں جوزف سے کہا اور جوزف کے چہرے پر بے بس مسکراہٹ دوڑ گئی اور دوسرے لمحے اس نے عمران پر ایک دفعہ پھر حملہ کر دیا۔ عمران اس دفعہ اپنی جگہ سے ہلا نہیں بلکہ جم کر کھڑا رہا۔ جوزف جیسے ہی عمران سے ٹکرایا۔ عمران تھوڑا سا جھکا اور پھر وہ جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔ تو جوزف جیسا دیوہیکل آدمی اس کے سر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ مجمع پر ایک حیرت انگیز سکوت چھایا ہوا تھا۔ لوگ بڑی دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ جوزف نے اٹھ کر ایک بار پھر عمران پر حملہ کر دیا۔ یہ فلائنگ کک تھی۔ عمران نے ڈاج دینے کی کوشش کی مگر جوزف کی دونوں لاتیں عمران کے سینے پر زور سے لگیں اور عمران اچھل کر زمین پر جا گرا۔ پھر

جوزف نے اٹھنے میں پھرتی دکھائی اور پھر اٹھتے ہوئے عمران کے چہرے پر لات مار دی مگر عمران نے اس کی ٹانگ پکڑ کر مروڑ دی اور جوزف بل کھاتا ہوا نیچے گر پڑا۔ پھر عمران نے اس پر ٹھوکروں کی بارش کر دی مگر چند لمحوں بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ان دونوں کے درمیان باکسنگ شروع ہو گئی۔ پھر مجمع یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جوزف نے ایک زوردار مکہ عمران کے منہ پر مارا اور عمران اوہ کرتا ہوا زمین پر گر گیا اور تڑپنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ سارا پنڈال عمران کو گرتے دیکھ کر زوردار نعروں سے گونج اٹھا۔ وحشی اپنے ہونے والے سردار کی جیت پر دیوانہ وار رقص کرنے لگے۔ پھر دیوی کے اشارے پر چند وحشی نیزے تانے بے ہوش عمران کی طرف بڑھے مگر جوزف جو ایک فاتح کی طرح بے ہوش عمران کے پاس اٹھ کھڑا تھا۔ چیخ اٹھا۔

" خبردار۔ اگر کوئی آگے بڑھا"...... اور اچھلتے کودتے وحشی جوزف کی دھاڑ سن کر رک گئے۔

" سردار میں نے بننا ہے۔ اس لئے تمام کام میں خود کروں گا"۔ جوزف نے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا اور وہ واپس مڑ گئے۔ جوزف واپس مڑا اور پھر پروقار چال چلتے ہوئے دیوی کے قریب جا کر ادب سے جھک گیا۔

" شاباش زلار۔ ہم تم سے بے حد خوش ہیں۔ اب تم اس کا گوشت اپنے ساتھیوں کو کھلا کر شرط مکمل کر لو"...... دیوی نے

جوزف کو حکم دیا اور جوزف لمبے قدموں مڑ کر عمران کی طرف بڑھ آیا یہ مرحلہ بے حد نازک تھا اور جوزف سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے ایک بار تو اس کا جی چاہا کہ نیزہ اٹھا کر دیوی کے سینے میں گھونپ دے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ مگر پھر وہ وحشی قبیلے کے افراد سے ڈرتا تھا کہ اگر سب مل کر دیوی کا انتقام لینے پر تل گئے تو جان بچانی مشکل ہو جائے گی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا عمران کے قریب آیا۔ عمران بدستور بے ہوش پڑا تھا۔ وہ عمران کے قریب آ کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے دبے لہجے میں کہا۔ جیسے وہ منتر پڑھ رہا ہو۔

" باس۔ یہ تم نے مجھے کس مشکل میں پھنسا دیا ہے۔ اب میں کیا کروں"...... عمران نے آنکھیں بند رکھیں اور بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" جوزف۔ ہمت کرو۔ تھوڑی سی قربانی سے اگر ہم قبیلے کو اپنے ساتھ ملا لیں تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

" مگر باس۔ دیوی تو تب بھی سفید فاموں کے ہاتھ میں ہے اس کا کیا علاج ہو گا"...... جوزف نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" اگر تم تمام قبیلے کو اپنے ساتھ ملا لو دیوی کا علاج کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" تو پھر میں کون سی جگہ کا گوشت کاٹوں"...... جوزف نے یوں پوچھا جیسے اسے یہ سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کون سی جگہ کا گوشت کاٹے۔

"میری بائیں ران سے ایک بوٹی اتار لو"...... عمران نے بڑے اطمینان سے کہا جیسے وہ اپنے جسم سے گوشت علیحدہ کرنے کا حکم دینے کی بجائے کسی اور کے متعلق حکم دے رہا ہو۔

"اچھا باس۔ تمہاری مرضی بگر میں ساری عمر اپنے آپ پر لعنت بھیجتا رہوں گا"...... جوزف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اس نے بڑھ کر ایک طرف پڑا ہوا اپنا نیزہ اٹھایا اور پھر دوبارہ عمران کی طرف بڑھا۔ سارے پنڈال پر موت کا سا سکوت طاری تھا۔ عمران کے ساتھیوں کی بری حالت تھی وہ بری طرح کسمسا رہے تھے دل اس تیزی سے دھڑک رہے تھے کہ جیسے ابھی سینہ توڑ کر باہر نکل آئیں گے۔ ابھی جوزف عمران کے قریب نہیں آیا تھا کہ اچانک دیوی کے پیچھے بیٹھے ہوئے اس کے سفید فام غلاموں میں سے ایک تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھہرو"...... اس نے گرجدار آواز میں جوزف سے کہا۔ اس کی آواز نے پورے پنڈال کو یوں چونکا دیا جیسے بم کا دھماکہ ہوا ہو۔

"بیٹھ جاؤ نمبر سکس۔ تم کیا چاہتے ہو"...... پاس بیٹھے ہوئے ڈابکر نے انتہائی سخت لہجے میں اس سفید فام سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس نے جوزف کو روک دیا تھا۔

"باس یہ غلط ہے۔ اس طرح ایک بے ہوش آدمی کا گوشت کاٹنا قبیلے کی روایت کے خلاف ہے"...... اس نے بھی جواباً سخت لہجے میں ڈابکر سے کہا۔

خاموش ہو جاؤ۔ جو ہم حکم دیں گے وہی ہو گا"...... آگے بیٹھی دیوی نے جھنجھلا کر نمبر سکس سے کہا لیکن اس کی آواز قبیلے تک ی تھی۔ چنانچہ لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔

دیوی کا غلام ٹھیک کہتا ہے۔ مرے ہوئے کا گوشت کاٹنا بہادری کی توہین ہے"...... اچانک ان میں سے ایک یکل آدمی نے چیخ کر کہا اور پھر پورے مجمع میں شور مچ گیا۔ پورا دو گروہوں میں تقسیم ہو گیا وہ سب ایک دوسرے سے چیخ چیخ اپنا اپنا عقیدہ واضح کر رہے تھے۔

خاموش ہو جاؤ۔ میری بات سنو"...... اچانک دیوی نے کھڑے کر غضبناک لہجے میں کہا لیکن وحشیوں کا غصہ ایک دوسرے کے عروج پر پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمحے پورا پنڈال چیخوں اور نعروں گونج اٹھا۔ وحشی ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ پھر وہاں بے دریغ س کا استعمال شروع ہو گیا۔ جوزف جو عمران کے قریب اس صورت حال پر ششدر کھڑا تھا زیادہ دیر خاموش نہ رہ سکا۔ سرے لمحے اس نے اپنا نیزہ بلند کیا اور پھر پلک جھپکتے ہی اس کا نیزہ ی کی طرح ہوا میں اڑتا ہوا کھڑی دیوی کے سینے میں ترازو ہو گیا۔ ت زوردار بھیانک چیخ دیوی کے منہ سے نکلی اور پھر وہ اوندھے سٹیج سے نیچے آگری۔ دیوی کو یوں گرتے دیکھ کر لڑنے والے شی یک دم رک گئے۔ وہ سب حیرت اور الجھن سے کھڑے دیکھ ے تھے۔ ان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ دیوی بھی اس

طرح مر سکتی ہے۔ جوزف کا نیزہ دیوی کے دل میں گھس چکا تھ
لئے دیوی نیچے گر کر تڑپ بھی نہ سکی اور ٹھنڈی ہو گئی۔ دیو
نیچے گرتے ہی اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے سفید فام چیختے ہو
کھڑے ہوئے۔

"دیوی کو مار ڈالا گیا۔ دیوی تم سے ناراض ہو کر چلی گئی۔
تم سب پر تباہیاں نازل ہوں گی"....... ڈابکر کا چہرہ غصے سے
اٹھا تھا اور پھر وحشی اندھا دھند جوزف اور عمران کی طرف
پڑے۔ عمران دیوی کے گرتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا۔ کالے دیو۔ اب ہماری جان
نہیں"....... عمران کا چہرہ غصے کا مظہر بن چکا تھا۔ جوزف
حرکت قطعی لاشعوری تھی۔ اب وہ پچھتا رہا تھا۔ وحشیوں
طرف بڑھتا دیکھ کر عمران چیخا۔

"ہوشیار جوزف"....... اور جوزف سنبھل کر کھڑا ہو گیا دو
لمحے عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس نے تیزی سے جیب
ہاتھ نکال کر دستی بم نکالا اس کی پن کھینچ کر اس نے وہ بم وحش
کی طرف اچھال دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ان کی طرف
ہوئے وحشیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ باقیوں کے بڑھتے ہوئے قدم
گئے اور دوسرے لمحے ارد گرد وحشیوں نے اپنے نیزے پوری قوت
اچھال دیئے۔ عمران اور جوزف پھرتی سے نیچے گرے اور نیزو
بارش ان کے اوپر سے ہوتی ہوئی گزر گئی۔ البتہ دو نیزوں نے ج

ان کو ڈھونڈ لیا۔

رک جاؤ۔ میں دیوی کا مہا پجاری ہوں اور تمہیں حکم دے رہا
...... ڈابکر نے ہاتھ بلند کر کے چیخ کر کہا اور پھر چیخوں اور
ں کا شور مدھم پڑ گیا۔ نیزہ جوزف کے بازو میں لگا تھا اور عمران
ب میں دونوں ہی بے ہوش ہو چکے تھے۔

س دشمن کو الٹا لٹکا دو۔ اب بھی وقت ہے اس کی قربانی سے
ی کو خوش کر سکتے ہو"...... ڈابکر نے عمران کی طرف اشارہ
ہوئے کہا اور پھر وحشی ایک بار پھر جوزف اور عمران کی طرف
ے۔ ڈابکر کے پیچھے کھڑا ہوا بلیک زیرو بے بسی سے ہونٹ
تھا۔ یہاں پنڈال میں آتے وقت ڈابکر نے سب کو قطعی غیر
کر چلنے کا حکم دیا اور پھر اس وقت بلیک زیرو کے پاس ریوالور
ں تھا۔ جلد ہی بے ہوش عمران کو ایک کھمبے کے ساتھ باندھ

ری کرو۔ اس کا گوشت کاٹ کر اس کے ساتھیوں کو کھلا دو۔
دو۔ ورنہ دیوی کا عذاب تم پر نازل ہونے والا ہے"۔ ڈابکر
ے غصے کی وجہ سے جھاگ بہہ رہی تھی۔ وہ خود بھی غیر
ونے کی بنا پر بے بس تھا۔ اس لئے وہ وحشیوں کو آگے بڑھا رہا
وحشی نیزے تان کر عمران کی طرف بڑھے۔ ادھر جوزف کو
چکا تھا۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بازو میں گھسا ہوا نیزہ
ے سے نکال لیا۔

"ٹھہرو۔ میں زلار تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ رک جاؤ"......
نے اپنے خون سے تر نیزے کو بلند کرتے ہوئے چیخ کر کہا او
کی طرف بڑھتے ہوئے وحشی رک گئے۔ وہ لوگ خود پاگل ہو
کہ کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں۔

"زلار کو مار ڈالو۔ یہ دیوی کا قاتل ہے۔ اب یہ سردار
سکتا"...... ڈابکر نے چیخ کر کہا۔

"نہیں اس نے دیوی کو نہیں مارا۔ ایک آدمی بھلا دیوی
مار سکتا ہے"...... وحشیوں میں سے ایک نوجوان نے چیخ کر
حمایت کی شاید وہ زلار کا کوئی قریبی دوست تھا۔

"بوکا ٹھیک کہتا ہے۔ ایک آدمی بھلا دیوی کو کیسے مار
دیوی کسی اور کی پراسرار قوت سے ہم سے بچھڑ گئی ہے"
وحشیوں نے چیخ چیخ کر اس نوجوان جس کا نام بوکا تھا کی
اور ڈابکر بوکھلا گیا۔ اسے سچوئیشن کنٹرول کرنی مشکل ہو ر

"تو رک جاؤ۔ آج کا جشن ملتوی کر دو۔ کل پھر یہ جشن ہو
تک دیوی کی طرف سے کوئی پیغام آجائے گا"...... اس نے
راہ نہ دیکھتے ہوئے جشن ملتوی کر دینے کی تجویز پیش کر دی۔

"نہیں۔ یہ جشن ملتوی نہیں ہو سکتا۔ اگر آج بھینٹ
تو کل تک دیوی کا عذاب ہم پر نازل ہو چکا ہو گا"...... بوکا
کہا اور پھر سب وحشیوں نے چیخ چیخ کر اس کی حمایت کرنی
دی۔ وہ سب عمران کو ابھی بھینٹ چڑھانے پر زور دے

کیونکہ ان کے خیال میں عمران نے کسی پراسرار قوت سے زلار کے ہاتھوں سے نیزہ جھپٹ کر دیوی کی طرف پھنکوایا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر اس آدمی کو دیوی کی بھینٹ چڑھا دو"۔ ڈابکر نے صورت حال کا اندازہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہوتے ہو حکم دینے والے۔ میں اس قبیلے کا سردار ہوں۔ دیوی کی عدم موجودگی میں میرا حکم چلے گا"...... جوزف جو خاموش کھڑا تھا۔ چیخ پڑا۔

"نہیں۔ دیوی کی شرط پوری کئے بغیر تم سردار نہیں بن سکتے"...... ڈابکر چیخا۔

"میں ابھی دیوی کی شرط پوری کرتا ہوں"...... جوزف جھنجھلا کر بولا اور پھر اس نے ایک وحشی کے ہاتھ سے ایک چھوٹا سا خنجر گھسیٹا اور لپک کر لٹکے ہوئے عمران کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے اس کا خنجر فضا میں چمکا اور عمران کی اس ٹانگ کے گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کٹ کر علیحدہ ہو گیا جہاں پہلے نیزہ گھسا تھا۔ عمران کی ٹانگ سے خون پہلے ہی بہہ رہا تھا۔ ٹکڑا کٹنے کے بعد زیادہ تیزی سے بہنے لگا۔ جیسے ہی جوزف نے عمران کی ٹانگ سے گوشت کا ٹکڑا کاٹا۔ تمام وحشی خوشی سے اچھل پڑے۔ جوزف ٹکڑا لئے بھاگتا ہوا اس طرف بڑھا جدھر عمران کے ساتھی کھمبوں سے بندھے کھڑے تھے۔ پہلے نمبر پر صفدر تھا۔

"جوزف تم"...... صفدر حیرت اور غصے سے چیخ پڑا۔

"جلدی کرو۔ یہ ٹکڑا چبا کر پھینک دو۔ ورنہ عمران کی جان خطرے میں ہے"...... جوزف نے اس سے کہا اور پھر خنجر سے عمران کے گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹ کر صفدر کے منہ میں ڈال دیا۔ وہ اسی طرح چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹتا ہوا سب ساتھیوں کے منہ میں ڈالتا گیا اور عمران کی جان بچانے کے لئے سب ساتھیوں کو مجبوراً عمران کا گوشت کھانا پڑا۔ ویسے یہ ان کی زندگی کا بھیانک تجربہ تھا۔ جسے وہ کسی قیمت پر دہرانے کے لئے تیار نہیں تھے۔

"میں سردار ہو گیا ہوں۔ میں نے دیوی کی شرط پوری کر دی ہے"...... جوزف نے پلٹ کر کہا اور سب وحشی جو دلچسپی سے یہ تمام منظر دیکھ رہے تھے۔ خوشی سے چیختے ہوئے اس کی حمایت کرنے لگے۔

"نہیں۔ تم نے دیوی کی شرط پوری نہیں کی۔ دیوی کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹ کر کھلایا جائے۔ بلکہ اس کا پورا گوشت کاٹ کر اس کے ساتھیوں کو کھلایا جائے"...... ڈابکر نے چیخ کر کہا۔

"نہیں۔ دیوی کی شرط پوری ہو گئی ہے۔ ہم زلار کو سردار تسلیم کرتے ہیں"...... تمام وحشی زلار کی حمایت میں بولنے لگے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں زلار کو سردار تسلیم کرتا ہوں"...... ڈابکر نے وحشیوں کو یوں زلار کی حمایت میں دیکھ کر ہتھیار ڈال دیئے اور پھر زلار کے نام کے نعروں سے پورا پنڈال چیخ اٹھا۔

"میں زلار۔ تمہارا سردار تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس آدمی کو نیچے

اتار کر اس کا خون فوراً بند کیا جائے۔ میں کل ان کے متعلق فیصلہ کروں گا۔ ان سب کو شاہی جھونپڑی میں قید کیا جائے"...... جوزف نے چیخ کر حکم دیا اور چند لمحوں بعد جوزف کے حکم کی تعمیل ہو چکی تھی۔ عمران کے زخم پر مخصوص جڑی بوٹیوں کا لیپ کیا گیا جس سے اس کا خون بند ہو گیا اور عمران سمیت باقی ساتھیوں کو کھمبوں سے کھول کر شاہی جھونپڑی میں پہنچا دیا گیا۔

"تم میرے ساتھ آؤ زلار"...... ڈابکر نے جوزف سے کہا اور پھر میگانا کے مردہ جسم کو اٹھا کر تمام سفید فام جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ جوزف ہاتھ میں نیزہ لئے ان کے ساتھ تھا۔

ایک بہت بڑے ہال میں یہ سب لوگ موجود تھے۔ ڈابکر کے بائیں ہاتھ پر جوزف بحیثیت سردار کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نمبر سکس کی صورت میں اس کے قریب ہی بیٹھا تھا۔

"یہ بہت برا ہوا۔ بہت برا ہوا"...... ڈابکر الجھن زدہ لہجے میں بڑبڑایا۔ جوزف خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"زلار اب تمہیں ہمارے حکم پر چلنا پڑے گا ورنہ تم جانتے ہو ہم اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ پوری بستی کو بھسم کر دیں گے۔ تمہارا ایک ایک آدمی دردناک عذاب میں مبتلا ہو گا"...... ڈابکر اس بار جوزف سے مخاطب تھا۔ وہ جوزف کو دھمکا رہا تھا۔ جوزف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تم مجھے دھمکا رہے ہو۔ مجھے۔ جو انکانا قبیلے کا سردار ہے۔ تم ہمارے غلام ہو۔ سنا تم نے اگر تم نے کوئی حرکت کی تو میں تمہاری

اور تمہارے ساتھیوں کی تکا بوٹی کرا دوں گا"...... جوزف غصے سے چیخ اٹھا۔

"میری بات سنو زلار"...... نمبر سکس اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم اسے سمجھاؤ نمبر سکس۔ یہ ابھی نیا نیا سردار بنا ہے۔ اس لئے شور مچا رہا ہے"...... ڈابکر نے زہریلی مسکراہٹ سے کہا۔

"میں کسی کی بات نہیں سنتا"...... جوزف نے سخت لہجے میں کہا مگر نمبر سکس اسے گھسیٹ کر ایک طرف لے گیا۔

"بات سنو جوزف اطمینان سے کام کرو"...... نمبر سکس نے سرگوشی کے انداز میں جوزف سے کہا اور جوزف اپنا اصلی نام سن کر چونک پڑا۔ وہ بڑی حیرت سے نمبر سکس کو دیکھ رہا تھا۔

"میں نشارا ہوں۔ نمبر سکس کے روپ میں"...... بلیک زیرو نے جوزف کی حیرت دور کرنے کے لئے کہا۔

"اوہ"...... جوزف نے اطمینان کا سانس لیا۔

"سنو۔ تم اطمینان سے کام کرو اور فی الحال نرمی سے کام لو۔ جلد ہی ہم اس گروپ پر قابو پا لیں گے تو ان سے اپنی مرضی کا انتقام لیں گے۔ تم قبیلے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرو"...... بلیک زیرو نے جوزف کو سمجھایا

"ٹھیک ہے اگر تم کہتے ہو تو میں ایسا ہی کروں گا"...... جوزف سچوئیشن کو سمجھ چکا تھا اور پھر وہ ہال کے کونے سے واپس کرسیوں کی طرف بڑھ آئے۔

"کیا خیال ہے زلار۔ کیا تم اب بھی ہمارے خلاف رہو گے"...... ڈابکر نے معنی خیز لہجے میں جوزف سے پوچھا۔ اس کا خیال تھا کہ نمبر سکس نے اپنی طاقت کے متعلق کافی تفصیل سے زلار کو آگاہ کر دیا ہو گا۔

"نہیں جناب میں آپ کا خادم ہوں۔ جیسے آپ حکم کریں"۔ جوزف نے اس بار دانت نکالتے ہوئے جواب دیا اور ڈابکر کے زوردار فاتحانہ قہقہے سے ہال گونج اٹھا۔

"تم اب جاؤ اور صبح کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہمارے پاس لے آنا۔ ہم خود انہیں سزا دیں گے۔ تم قبیلے میں مشہور کرا دو کہ دیوی نے ان سے انتقام لیا ہے اور مکھی بنا کر اڑا دیا ہے"۔ ڈابکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مکھی"...... جوزف اپنے لہجے کی حالت نہ چھپا سکا۔

"ہاں۔ ہاں کیا تمہیں پتہ نہیں کہ یہ تمہارے قبیلے کی روایت ہے کہ مکھی بننا سخت ترین عذاب ہے"...... اس بار ڈابکر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر قبیلے والوں نے شک کیا تو"...... جوزف نے فوراً بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم گھبراؤ نہیں، تم قبیلے کے سردار ہو تم پر قبیلے والے شک نہیں کر سکتے"...... ڈابکر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صبح کو ان لوگوں کو یہاں بھیج دوں گا"۔

جوزف نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ان سب کو باندھ کر جھاڑی کے قریب ڈال دینا۔ ہم نہیں اٹھا کر اندر لے آئیں گے"...... ڈابکر نے کہا اور جوزف نے رضامندی سے سر ہلا دیا۔

"نمبر سکس زلار کو باہر چھوڑ آؤ"...... ڈابکر نے بلیک زیرو کو حکم دیا اور پھر بلیک زیرو اور جوزف ہال سے باہر نکل آئے۔

"سنو جوزف۔ یہ فوٹو لو اور اسے عمران کو دے دینا اور کہنا کہ اس فوٹو والے آدمی کا میک اپ کر کے مجھ سے دو گھنٹے بعد یہیں ملے۔ میں اس کا انتظار کروں گا"...... بلیک زیرو نے جوزف کو ایک فوٹو دیتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلا کر واپس بستی کی طرف چل دیا۔ چند لمحوں بعد وہ جنگل میں غائب ہو چکا تھا۔

عمران کے گرد تمام ممبرز اکٹھے تھے۔ عمران کی ٹانگ پر جڑی بوٹیوں کا لیپ چڑھا ہوا تھا۔ گو اس کی ٹانگ میں شدید درد تھا مگر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"کیوں دوستو کیسا رہا میرا گوشت۔ میرے خیال میں کڑوا ہی ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ ہماری زندگی کا یہ سب سے زیادہ بھیانک ترین واقعہ ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"پرواہ نہ کرو۔ ابھی تو میں نے تمہارا گوشت کھانا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ہنس دیئے۔

"یہ جوزف نے اچھا چکر چلایا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں جوزف بے حد تیز نکلا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"وہ موسیو نشارا نجانے کہاں غائب ہو گئے ہیں"...... صفدر نے

عمران سے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور جوزف اندر داخل ہوا۔

"آ گئے سردار انکانا۔ کیا حکم ہے ہمارے متعلق"...... عمران نے اسے دیکھتے ہی ہانک لگائی۔

"باس میں آپ سے شرمندہ ہوں"...... جوزف نے کہا اور پھر وہ عمران کے سامنے جھک گیا اور پھر یہ دیکھ کر ساری ٹیم کی حیرت سے آنکھیں پھٹی پھٹی رہ گئیں کہ جوزف کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل رہے تھے۔

"ارے ارے تم رو کیوں رہے ہو۔ کیا کوئی چڑیل نظر آ گئی ہے۔ یا کسی حسینہ نے خواب میں آنے سے انکار کر دیا ہے"...... عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"نہیں باس۔ تم مجھے معاف کر دو۔ میں نے اپنی زندگی کا سب سے شرمناک فعل انجام دیا ہے۔ فار گاڈ سیک مجھے معاف کر دو"...... جوزف بدستور گڑگڑاتے ہوئے بولا۔

"اچھا اچھا معاف کر دیا"...... عمران نے بھی متاثر کن لہجے میں جواب دیا۔

"او گڈ باس۔ اب مجھے ذرا اپنی ٹانگ دکھاؤ"...... جوزف نے کہا۔

"جوتا نہ دکھاؤں تمہیں یا پھر کہو تو ہاتھ دکھاؤں"...... عمران پٹڑی سے اتر گیا مگر جوزف سنجیدہ رہا۔ پھر اس نے عمران کی وہ ٹانگ

اٹھا کر دیکھنا شروع کر دی جہاں سے اس نے گوشت کاٹا تھا۔

"ارے مار ڈالا۔ تم تو آدم خور قبیلے کے سردار ہو۔ اب کیا بقیہ گوشت کھانے کا بھی ارادہ ہے"...... عمران چیخا جیسے واقعی اس کا واسطہ کسی آدم خور قبیلے کے سردار سے پڑ گیا ہو۔

"باس میں ابھی دوا بنا کر لے آتا ہوں۔ دیکھنا افریقہ کی جڑی بوٹیاں کس طرح تمہیں ٹھیک کرتی ہیں"۔ جوزف اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ زخم بھی تو افریقہ ہی نے لگایا ہے"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا لیکن جوزف جھونپڑی سے باہر جا چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہاتھ میں کسی جھاڑی کے پتے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے عمران کا زخم کپڑے سے صاف کر کے گھاؤ میں وہ پتے بھر کر اوپر سے کپڑے سے باندھ دیا۔

"اب ایک گھنٹے بعد باس آپ یہ بھی نہ بتا سکیں گے کہ زخم کس ٹانگ پر ہوا تھا"...... جوزف نے اسے بڑے فخر سے بتایا اور عمران مسکرا دیا۔ واقعی ان پتوں کے رکھنے سے اس کا درد یوں کافور ہو گیا جیسے یہ پتے جادو کے بنے ہوئے ہوں۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا چکر چل رہا ہے"...... عمران نے جوزف سے پوچھا اور جوزف نے تمام تفصیل بتا دی اور پھر جیب سے ایک فوٹو نکال کر عمران کے حوالے کر دیا۔ ساتھ ہی بلیک زیرو کا پیغام بھی دے دیا۔ عمران مسکرا دیا۔ اس نے صفدر سے میک اپ باکس نکالنے کے لئے کہا۔ صفدر نے ایمرجنسی میک اپ باکس نکال کر

دے دیا۔ اس فوٹو کے مطابق عمران نے میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد اس کی شکل بالکل اس کے مطابق ہو چکی تھی۔

"اب آپ کے زخم کا کیا حال ہے"...... جوزف نے پوچھا۔

"درد تو غائب ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ادھر ادھر چل کر دیکھا۔ بالکل معمولی سا درد تھا جو صرف چلتے ہوئے محسوس ہوتا تھا۔ ورنہ معاملہ ٹھیک ہو گیا تھا۔

"بھئی جوزف واپس دارالحکومت چل کر میں تمہیں دکان کھول دوں گا۔ تم تو اب پورے زبدۃ الحکما۔ بن گئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ جڑی بوٹیاں میں کہاں سے حاصل کروں گا"۔ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ جڑی بوٹیوں کے بیج لے چلیں گے۔ میں وہاں جڑی بوٹیوں کا فارم قائم کر لوں گا۔ تم حکیم بن بیٹھنا۔ واہ واہ حکیم عبدالجوزف سلہٹا۔ زبدۃ الحکما۔ وغیرہ وغیرہ"...... عمران کی زبان چل نکلی۔

"باس حالات بہت نازک ہیں"...... جوزف نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"تم سے بھی زیادہ نازک ہیں"...... عمران نے معصومیت سے پوچھا اور باقی لوگ اس طنز پر ہنس پڑے۔

"باس پلیز"...... جوزف نے کھسیانے انداز میں کہا۔

"جناب سردار انکانا ارشاد عالی"...... عمران شاید وقت گزارنے کے موڈ میں تھا۔

"باس۔ سفید فام سردار نے کہا ہے کہ تمام ساتھیوں کو آپ سمیت باندھ کر جھاڑی کے قریب باندھ دوں"...... جوزف نے شاید زبردستی فقرہ پورا کیا۔ اس لئے وہ قدرے بے ربط ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ باندھ کر پھینک دو"...... عمران نے بڑی بے فکری سے جواب دیا۔

"باس۔ موسیو نشارا آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے"۔ جوزف نے ایک اور اطلاع دی کیونکہ اب اتنا وقت گزر چکا تھا جتنا نشارا نے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے چلو"...... عمران کو بھی خیال آ گیا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب آپ کے زخم کا کیا حال ہے"...... صفدر نے پوچھا۔ عمران نے چل کر دیکھا۔ واقعی درد کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا تھا۔ واقعی افریقہ اسرار کا خزانہ واقع ہوا ہے۔ ہر حیرت انگیز بات جو بظاہر ناممکن نظر آتی ہے افریقہ میں آکر ممکن ہو جاتی ہے۔ عمران نے وہ جگہ دیکھی جہاں زخم تھا اور جب پٹی ہٹائی تو وہاں نشان تک بھی موجود نہ تھا۔ ساری محفل جوزف کی حکمت پر ایمان لے آئی۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔ تم سفید فام آقا کے حکم کے مطابق ان سب

کو باندھ کر وہاں ڈال دینا۔ جہاں اس نے کہا تھا۔ اس طرح یہ فائدہ ہو جائے گا کہ تمام ٹیم اس خفیہ اڈے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے گی"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اور جوزف جھونپڑی سے باہر نکل آئے۔ بستی میں وحشیوں کی آمد و رفت جاری تھی مگر جوزف کی وجہ سے کسی نے ان سے سوال نہیں کیا اور وہ جنگل سے ہوتے ہوئے جھاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ جھاڑی کے قریب ایک درخت کی اوٹ میں چھپ گئے ابھی شاید بلیک زیرو نہیں آیا تھا۔

"تم جاؤ جوزف۔ میں خود نشارا کو مل لوں گا"...... عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔ جلد ہی وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ عمران وہیں درخت کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جھاڑی نے حرکت کی اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جھاڑی ایک طرف ہٹ گئی اور پھر اس کی جگہ سے جہاں پہلے جھاڑی تھی بلیک زیرو جو کہ نمبر سکس کے میک اپ میں تھا۔ باہر آ گیا۔ وہ باہر نکل کر بڑے تجسس سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کے انداز سے شاید بے چینی کی آمیزش بھی شامل تھی۔ عمران درخت کی اوٹ سے باہر نکل آیا۔ بلیک زیرو نے جب عمران کو دیکھا تو وہ ایک لمحے کے لئے چونکا لیکن پھر وہ ساکن ہو گیا۔ عمران تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب گیا۔

"تم کون ہو"...... اس کے قریب پہنچتے ہی بلیک زیرو نے

پوچھا۔

"تمہارا خادم علی عمران۔ پرنس آف ڈھمپ۔ حال مقیم افریقہ۔ قید انگانا جو نہ اپنا ہے نہ بیگانہ بلکہ پرائی شادی میں عبداللہ دیوانہ۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"اف عمران صاحب آپ مگر آپ تو شدید زخمی تھے"...... بلیک زیرو نے بڑی حیرت سے پوچھا۔

"دراصل حکیم الحکماء جناب عبدالجوزف فخر افریقہ کا علاج کیا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ حالات بے حد نازک ہیں۔ میں نے یہاں کا تمام نظام دیکھا ہے۔ بے حد وسیع و عریض انتظام کر رکھا ہے۔ وہ دھڑا دھڑ یورینیم نکالا جا رہا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ پلانٹ لگا رکھا ہے آپ دیکھیں گے تو حیران رہ جائیں گے"...... بلیک زیرو نے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے۔ یہیں کھڑے گپ شپ لگانی ہے"۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں کسی کی نظروں میں نہ آجائیں۔

"اوہ چلئے آپ کا نمبر تھری ہے اور آپ ڈابکر کے انتہائی قابل اعتماد ساتھی ہیں"...... بلیک زیرو نے نیچے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اور نمبر تھری کہاں ہے"...... عمران بھی اس کے پیچھے تھا۔

"ہم یہاں سے سیدھے نمبر تھری کے کمرے میں جائیں گے۔ میں نے اس کا انتظام کر لیا ہے"...... بلیک زیرو نے بڑا مبہم سا جواب دیا اور عمران خاموش رہا۔ وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے اور پھر ایک دروازے میں داخل ہوئے تو وہ ایک بے حد وسیع و عریض میدان میں موجود تھے۔ عمران واقعی حیران رہ گیا۔ وہ تیزی سے ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہے اور ایک گیلری میں سے گزر رہے تھے کہ اچانک ایک موڑ پر ڈابکر ان سے آٹکرایا۔

"میرے ساتھ آؤ نمبر سکس اور نمبر تھری"...... اس نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو نے بڑے معنی خیز انداز میں عمران کی طرف دیکھا اور پھر ڈابکر کے پیچھے چل دیا۔ عمران بھی ساتھ تھا۔ وہ تیزی سے چلتے ہوئے مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے ایک خاصے وسیع کمرے میں پہنچ گئے۔

"بیٹھو"...... ڈابکر نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں میز کے سامنے پڑی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈابکر بھی میز کے پیچھے ایک خاصی بڑی کرسی پر براجمان ہو گیا۔

"نمبر سکس اب تمہارا کیا پروگرام ہے"...... ڈابکر نے پراسرار سی مسکراہٹ سے کہا۔

"پروگرام سے آپ کا کیا مطلب ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مجھ سے پوچھ رہے ہو"...... ڈابکر کے چہرے پر اچانک شدید غصے کے آثار نظر آئے اس کا دایاں ہاتھ میز کے کنارے پر تھا۔ اس کی

انگلی نے حرکت کی اور پھر میز کے کنارے پر لگے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے ایک بٹن اس نے دبا دیا اور دوسرے لمحے بلیک زیرو اچھل پڑا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کرسی کے ساتھ آہنی حلقوں سے جکڑے جا چکے تھے۔

"اس کا کیا مطلب ہے"...... بلیک زیرو نے اپنے لہجے میں شدید حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"نمبر تھری۔ تم نے کسی تعجب کا اظہار نہیں کیا"...... ڈابکر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ اب عمران پھنس چکا تھا۔ اس نے تو نمبر تھری کی آواز بھی نہیں سنی ہوئی تھی۔ اب وہ بولتا تو کیا اور بولتا تو کیا اور اگر نہ بولتا تو ڈابکر جو شاید فی الحال اس پر شک نہیں کر رہا تھا اس کے متعلق بھی مشکوک ہو جاتا۔ عجیب الجھن تھی۔

"نمبر تھری۔ باس خواہ مخواہ مجھ پر شک کر رہا ہے۔ تم باس کو سمجھاؤ۔ اپنے خاص آدمیوں پر شک کرنا اچھا نہیں اور میں اس معاملے کو آگے لے جاؤں گا"...... اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا بلیک زیرو عمران سے مخاطب ہو گیا۔ اس نے درمیانی چند الفاظ ایک دوسرے لہجے میں کہے تھے۔ گو وہ اسے انتہائی تیزی سے کہہ گیا تھا مگر عمران اس کا اصل مطلب سمجھ گیا تھا۔

"میں ابھی تمہارا کچا چٹھا بتا دیتا ہوں نمبر سکس"...... بلیک زیرو کے جواب میں ڈابکر نے بڑے غصے سے کہا۔

"باس آخر نمبر سکس کا قصور کیا ہے"...... عمران پہلی بار بولا۔

لہجہ وہی تھا جس میں بلیک زیرو نے درمیانی الفاظ بولے تھے۔

"یہ نمبر سکس نہیں ہے"...... ڈابکر نے انکشاف کیا۔ اسے عمران کے لہجے پر شک نہیں ہوا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ عمران نے نمبر تھری کے اصل لہجے کی بڑی کامیابی سے نقل اتاری تھی۔ وہ ڈابکر کے اس انکشاف پر باقاعدہ اچھل پڑا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے باس"...... عمران کے لہجے میں شدید حیرت ٹپک رہی تھی۔

"ابھی ایمونیا آجاتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے"...... ڈابکر نے زہریلی مسکراہٹ سے جواب دیا۔ بلیک زیرو نے ایمونیا کا نام سنا تو اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔

"باس۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر شک کر رہے ہیں"...... ڈابکر کے انکشاف کے بعد بلیک زیرو پہلی بار بولا۔ اس کے لہجے میں بے حد اطمینان تھا۔ عمران بھی اس کے اطمینان پر دل ہی دل میں مسکرا پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بلیک زیرو نے جس میک اپ باکس سے نمبر سکس کا میک کیا تھا اس کی ٹیوبوں میں ایسے پینٹ تھے جو ایمونیا سے صاف نہیں ہو سکتے تھے اور یہ جدید ترین ایجاد تھی۔ ڈابکر نے میز پر لگا ہوا ایک اور بٹن دبا دیا۔ دور کہیں گھنٹی کے بجنے کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی اور پھر کمرے کا دروازہ کھلا۔ ایک مشین گن بردار سیاہ فام اندر داخل ہوا۔

"یس باس"...... اس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ایک بوتل ایمونیا اور تولیہ لے کر آؤ"...... ڈابکر نے اسے حکم دیا۔

"باس۔آپ کو کیا ہو گیا ہے۔آپ اپنے آدمیوں پر شک کرنے لگے ہیں"...... عمران نے ڈابکر سے پوچھا۔اس کے لہجے میں تلخی تھی۔

"میں جب کہہ رہا ہوں کہ یہ نمبر سکس نہیں ہے پھر تم کیوں ایسی بات کہہ رہے ہو"...... ڈابکر نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا"...... عمران نے ایک اور سوال کر دیا۔

"ابھی بتاتا ہوں پہلے اس کی اصل شکل دیکھ لوں"...... ڈابکر نے لاپرواہی سے جواب دیا اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہ سیاہ فام ہاتھ میں ایمونیا کی بوتل لئے اندر داخل ہوا۔اس کے کاندھے پر تولیہ بھی موجود تھا۔

"نمبر سکس کا منہ ایمونیا سے دھو ڈالو اور پھر تولئے سے اچھی طرح پونچھ دینا"...... ڈابکر نے اس سیاہ فام کو حکم دا۔ایک لمحے کے لئے سیاہ فام حیران ہوا پھر وہ آگے بڑھا۔اس نے مشین گن عمران کی کرسی کے قریب رکھی اور وہ بلیک زیرو کی طرف بڑھ گیا۔اس نے ایمونیا سے بلیک زیرو کا منہ اچھی طرح دھو ڈالا اور پھر تولئے سے پونچھ ڈالا۔اس وقت جبکہ وہ سیاہ فام بلیک زیرو کا منہ دھو رہا تھا ڈابکر کی تجسس سے بھرپور نظریں بلیک زیرو کے چہرے پر جمی ہوئی

تھیں۔عمران نے نیچے جھک کر وہ مشین گن اٹھا لی جو سیاہ فام نے اس کے قریب ہی رکھی تھی۔اس کا انداز ہی ایسا ہی تھا جیسے وہ وقت گزارنے کے لئے مشین گن سے کھیل رہا ہو اور پھر اس نے ڈابکر کی غراہٹ سنی اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بلیک زیرو کے ایک گال سے میک اپ اتر چکا تھا۔عمران کے تصور میں بھی نہیں تھا۔کہ یہ میک اپ ایمونیا سے اتر جائے گا۔اسی لئے وہ بڑے اطمینان سے بیٹھا تھا۔لیکن اب اچانک اس نے مشین گن سیدھی کر دی۔

"ہینڈز اپ"...... وہ کرسی سے اٹھا ہوا تھا۔وہ سیاہ فام اور ڈابکر دونوں کو رینج میں لے چکا تھا۔

"اس کا کیا مطلب ہے"...... ڈابکر اچھل پڑا۔

"نمبر سکس کو آزاد کر دو۔ورنہ گولی مار دوں گا"...... عمران نے نمبر تھری کے لہجے میں ہی کہا مگر لہجہ بے حد سخت تھا۔

"مگر یہ نمبر سکس تو نہیں ہے۔دیکھو اس کے گال پر سے میک اپ اتر چکا ہے"...... ڈابکر نے جواب دیا۔ویسے اس نے ہاتھ میز کے اوپر اٹھا لئے تھے۔اس وقت بلیک زیرو جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔چونک پڑا۔اسے علم نہیں تھا کہ اس کے گال پر سے میک اپ اتر چکا ہے۔دوسرے لمحے عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا مگر رخ سیاہ فام کی طرف تھا جس کا ہاتھ آہستہ آہستہ جیب کی طرف رینگ رہا تھا۔تڑتڑاہٹ ہوئی اور سیاہ فام کے جسم میں کئی سوراخ بن گئے۔وہ

فرش پر گر کر تڑپ رہا تھا۔ جلد ہی وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

"یہ کیا کیا تم نے"...... ڈابکر چیخ پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا اچانک اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی اور گولی اس کی نالی پر پڑی تھی۔ فائر ڈابکر نے ایک چھوٹے سے ریوالور سے کیا تھا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے ڈابکر پر چھلانگ لگا دی اور پھر وہ میز سے ٹکراتا ہوا ڈابکر پر آ پڑا۔ ڈابکر دوسرا فائر کرنا چاہتا تھا مگر وہ نہ کر سکا اور الٹ کر پیچھے جا گرا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔ عمران اس کے ساتھ ہی فرش پر جا گرا مگر پھر ڈابکر نے اٹھنے میں پھرتی دکھائی اور دوسرے لمحے وہ بھاگتا ہوا تیزی سے قریبی کونے کے قریب پہنچا۔ عمران نے اٹھ کر اس کا پیچھا کرنا چاہا مگر پھر دیوار پھٹی اور ڈابکر اس میں سما گیا۔ دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔ اب وہ دونوں کمرے میں اکیلے رہ گئے تھے۔ عمران نے تیزی سے میز کے کنارے پر لگے ہوئے بٹنوں پر نظریں دوڑائیں۔ ایک بٹن آن تھا۔ اس نے وہ بٹن آف کر دیا اور نتیجہ اس کی توقع کے مطابق تھا۔ بلیک زیرو ان حلقوں کی آہنی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"جلد باہر چلو"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر دروازے کی طرف بھاگا اور عمران بھی اس کے پیچھے۔ وہ دونوں آگے پیچھے مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے ایک گیلری میں پہنچ گئے اور پھر بلیک زیرو ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے تھا۔ کمرہ خالی نہیں تھا اس لئے عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔

ڈابکر جب دیوار کے اس خفیہ دروازے سے باہر نکلا تو وہ ایک گیلری میں موجود تھا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور پھر وہ ایک کمرے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور پھر چابی آٹو میٹک لاک میں داخل کر دی۔ ایک ہلکی سی کھٹک ہوئی اور پھر وہ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوا۔ اس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک طویل میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی کی طرف بڑھا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے تیزی سے میز کی سطح پر پھیلے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے چند بٹن دبائے۔ کمرے کی دیواروں کے ساتھ قطار میں بے شمار چھوٹی بڑی مشینیں فٹ تھیں۔ یہ شاید اس کا مخصوص آپریشن روم تھا۔ بٹن دبتے ہی سامنے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک کافی بڑی مشین میں زندگی سی دوڑ گئی اور اس کے اوپر فٹ

ایک بہت بڑی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ہیولے سے نظر آ رہے تھے۔ جلد ہی منظر صاف ہو گیا۔ ڈابکر جو بغور سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک چونک پڑا کیونکہ جو کمرہ اس سکرین پر نظر آ رہا تھا وہ خالی تھا۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں ابھی ابھی ان کی جھڑپ ہوئی تھی۔ ڈابکر نے میز پر لگے ہوئے ایک ڈائل کی ناب گھمانی شروع کر دی۔ پھر اس کے ساتھ ہی منظر تبدیل ہوتے چلے گئے اب مختلف کمروں کے منظر نظر آ رہے تھے۔ اچانک وہ اچھل پڑا کیونکہ سکرین تاریک ہو چکی تھی۔ اس نے بہترا سر مارا لیکن اسے یہ سمجھ میں نہ آسکا۔ کہ مشین نے کام کرنا کیوں چھوڑ دیا ہے۔ وہ اٹھ کر مشین کے قریب گیا اس نے اچھی طرح اس کو دیکھا بھالا مگر کوئی ایسی بات نظر نہ آئی۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے میں ایک ہلکی ہلکی آواز گونجنے لگی۔ یہ سیٹی کی آواز تھی۔ ڈابکر تیزی سے دوبارہ میز کی طرف بڑھا اس نے کرسی پر بیٹھ کر ایک بٹن دبا دیا۔ سیٹی کی آواز آنی بند ہو گئی اور پھر ایک آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

"ہیلو ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ ہیلو ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بھاری بھرکم آواز گونجی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بھوکا بھیڑیا غرا رہا ہو۔

"یس ڈابکر سپیکنگ۔ اوور"...... ڈابکر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہیلو ڈابکر۔ کیا حالات ہیں۔ وہاں ایشیائی جاسوسوں کی ٹیم کا کیا

بنا۔ اوور"...... دوسری طرف سے بولنے والے نے پوچھا۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"چیف ایشیائی جاسوسوں کی ٹیم یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ ہم نے راستے میں ہر ممکن کوشش کی کہ انہیں ختم کر دیا جائے مگر الٹا نقصان ہمیں اٹھانے پڑے۔ اوور"...... ڈابکر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اوور"...... دوسری طرف سے بولنے والے نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے سے شدید حیرت ٹپک رہی تھی۔

"یس باس۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ یہ ٹیم انتہائی عیار اور خطرناک افراد پر مشتمل ہے۔ ان کی وجہ سے مجھے پوائنٹ نمبر فور ختم کرنا پڑا۔ ایک ہیلی کاپٹر تباہ کیا۔ اپنے آدمی مروائے۔ نمبر الیون ان سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ انکانا دیوی میگانا ختم ہو گئی۔ انکانا قبیلے پر ہمارا ہولڈ متزلزل ہو گیا۔ میں سخت الجھن میں ہوں۔ اوور"...... ڈابکر نے مختصر باتیں بتاتے ہوئے کہا۔

"تم روز بروز نکمے اور بزدل ہوتے جا رہے ہو ڈابکر۔ اوور"۔ بھیڑیا اور شدت سے غرانے لگا۔

"باس اس میں میرا قصور کیا ہے۔ اوور"...... ڈابکر کا لہجہ اس بار خوفزدہ سا تھا۔

"اس وقت کیا پوزیشن ہے۔ اوور"...... باس نے پوچھا۔

"اس وقت ساری ٹیم میرے قابو میں ہے۔اوور"...... ڈابکر نے جواب دیا۔

"اچھا پھر کس بات کا غم ہے۔ فوراً پوری ٹیم کو شوٹ کروا دو۔ اوور"...... باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"او کے سر۔اوور"...... ڈابکر نے جواب دیا۔

"مال کی نئی کھیپ کافی عرصہ ہوا نہیں پہنچی۔ کب بھیج رہے ہو۔ اوور"...... باس نے پوچھا۔

"باس دراصل بات یہ ہے کہ اب یورینیم کا ذخیرہ ختم ہونے کے قریب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ سب کچھ اکٹھا بھیج دوں۔ میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ دو دن کا اور ذخیرہ یہاں موجود ہے۔ اس کے بعد یورینیم یہاں ختم ہو جائے گا۔اوور"...... ڈابکر نے جواب دیا۔

"یہ تو بڑی افسوسناک خبر سنائی ہے تم نے۔ ہمیں تو یورینیم کی مستقل ضرورت پڑتی رہے گی۔اوور"...... باس کے لہجے میں تشویش نمایاں تھی۔

"یہاں ختم ہونے کے بعد میں ارد گرد اور سروے کراؤں گا۔ امید ہے ضرور کہیں نہ کہیں کسی اور ذخیرے کا پتہ چل جائے گا۔اوور"۔ ڈابکر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مگر آج سے ہی سروے کروانا شروع کر دو تاکہ سپلائی میں رکاوٹ نہ آئے۔اوور"...... باس نے جواب دیا۔

"او کے سر۔اوور"...... ڈابکر نے جواب دیا۔

"مجھے کل رپورٹ دو۔ کہ اس ٹیم کا تم نے کیا کیا اور سنو۔ میں ناکامی کی بات نہیں سنوں گا۔اوور"...... باس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"او کے آپ بے فکر رہیں۔اوور"...... ڈابکر نے جواب دیا

"اوور اینڈ آل"...... باس نے کہا اور پھر آواز آنی بند ہو گئی۔ ڈابکر نے بٹن آف کر دیا۔ اب وہ دوبارہ اس مشین کی طرف متوجہ ہوا۔ جس کی سکرین اچانک تاریک ہو گئی تھی۔ دراصل اچانک اس طرح باس کی کال آنے پر اسے وقتی طور پر اس مسئلے سے آنکھ بند کرنی پڑی تھی اور دوسرا اس نے جان بوجھ کر باس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ ابھی ابھی اس کے ساتھ کیا چکر ہوا ہے۔ اس نے ڈائل کی ناب گھمائی۔ تو سکرین دوبارہ روشن ہو گئی۔ وہ ناب گھماتا چلا گیا مگر تمام سنٹر دیکھ لینے کے باوجود نمبر سکس اور نمبر تھری اسے کہیں نظر نہ آئے۔ وہ سخت الجھن میں پڑ گیا۔ ویسے ہر کام ٹھیک ہو رہا تھا لیکن ان دونوں کا پتہ کرانا ضروری تھا۔ ابھی وہ اس کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ اس نے جھنجھلا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈابکر سپیکنگ"...... ڈابکر نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ الیون تھری سپیکنگ۔ وحشیوں نے مجرموں کو باندھ کر جھاڑی کے قریب ڈال دیا ہے۔ وحشیوں کا سردار وہیں موجود ہے"...... الیون تھری نے رپورٹ دی۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں گرفتار کر کے آپریشن روم میں لے آؤ اور

تمام آپریشن سنٹرز کو اطلاع دے دو کہ نمبر سکس اور نمبر تھری جہاں کہیں بھی ملیں انہیں گرفتار کر کے آپریشن روم میں لے آؤ"۔ ڈابگر نے کہا۔

"نمبر سکس اور نمبر تھری جناب"...... الیون تھری نے بڑی حیرت سے پوچھا کیونکہ وہ تو اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ نمبر تھری اور نمبر سکس کو گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ دس منٹ کے اندر اندر نمبر تھری اور نمبر سکس دونوں آپریشن روم میں ہونے چاہئیں"...... ڈابگر نے غصے سے کہا۔

"او کے سر"...... الیون تھری نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور ڈابگر نے رسیور رکھ دیا۔

عمران اور بلیک زیرو جیسے ہی کمرے میں گھسے عمران ٹھٹھک کر رہ گیا کیونکہ سامنے نمبر تھری کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہی نمبر تھری جس کا میک اپ عمران نے کر رکھا تھا مگر بلیک زیرو آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر عمران نے دیکھا کہ نمبر تھری بے ہوش ہے اس کی آنکھیں بند ہیں اور اس کا سر کرسی کی پشت سے اس طرح بندھا ہوا تھا جیسے وہ بیٹھا ہوا ہو۔

"یہ زندہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ صرف بے ہوش ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر اچانک بلیک زیرو نے میز پر پڑا ہوا گلدان اٹھا کر چھت پر لگے ہوئے ایک مرکری بلب پر دے مارا ایک چھناکا ہوا اور بلب ٹوٹ گیا۔

"یہ ویژن مشین کا بلب تھا۔ ڈابگر اس مشین کے ذریعے ہمیں

چیک کر لیتا۔ اب ہم چند لمحوں کے لئے محفوظ ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے بچے ماسٹر صاحب کے سبق پر بڑی معصومیت سے سر ہلایا کرتے ہیں۔

" اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔ ڈابکر کی نظروں میں ہم مشکوک ہو چکے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ایسا کرو۔ اس کے خاص گارڈ کا میک اپ کرتے ہیں۔ اس طرح ہم محفوظ بھی رہیں گے اور بوقت ضرورت ڈابکر کو کنٹرول بھی آسانی سے کر لیں گے"...... عمران نے رائے پیش کی۔

"جیسے آپ کہیں"...... بلیک زیرو نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ تم اس کے مسلح گارڈ کا میک اپ کر لو اور مجھے ایک عام سا سیاہ فام بنا دو۔ میں اس پلانٹ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جہاں یورینیم نکل رہا ہے"...... عمران نے فوراً ہی نیا فیصلہ کر دیا اور پھر بلیک زیرو نے ایک الماری کے خفیہ خانے سے میک اپ باکس نکالا اور تقریباً آدھے گھنٹے کی مدت کے بعد دونوں کے حلیے تبدیل ہو چکے تھے۔

" جلدی کریں۔ ڈابکر ہمیں پوری سرگرمی سے تلاش کر رہا ہو گا بلکہ میں حیران ہوں کہ اب تک اس نے کارروائی کیوں نہیں کی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ٹھیک ہے چلو مگر میک اپ باکس مجھے دے دو۔ مجھے پھر بھی اس کی ضرورت پڑے گی اور ہاں تمہارے پاس واچ ٹرانسمیٹر تو ہے

نا۔ اب تک تو اس کی ضرورت نہیں پڑی مگر اب اس کی ضرورت پڑ جائے گی"...... عمران نے کہا۔

" مین پروگرام کیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

" اس پلانٹ پر قبضہ کرنا"...... عمران نے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے بلیک زیرو سے یورینیم پلانٹ کا محل وقوع اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اس کے پیچھے ہی بلیک زیرو بھی کمرے سے باہر نکل آیا۔ عمران گیلری میں چلتا ہوا سیدھا سامنے والی عمارت کی طرف بڑھا۔ جس کے پیچھے یورینیم پلانٹ تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ سیدھا پلانٹ جانے کی بجائے مزدوروں کے کوارٹروں کا رخ کرے اور وہاں ان میں مل کر آگے جائے۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا۔ اس عمارت کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ چند ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ اچانک ایک موڑ سے ایک سفید فام اس سے ٹکرا گیا۔

" تم یہاں کیوں پھر رہے ہو"...... اس نے اچانک جیب سے ریوالور نکال لیا۔

" معاف کر دو۔ غلطی ہو گئی"...... عمران نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

" جاؤ بھاگ جاؤ۔ خبردار آئندہ اپنے حلقے سے باہر آنے کی کوشش کی تو گولی مار دی جائے گی"...... سفید فام کو شاید عمران کی گھگھیاہٹ پر رحم آ گیا اس لئے اس نے اسے جانے کا حکم دے دیا۔ عمران وہاں سے یوں سرپٹ بھاگا جیسے ہزاروں بلائیں اس کا پیچھا کر

رہی ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ وہ عمارت تک بلا روک ٹوک پہنچ گیا۔ عمارت کے صدر دروازے پر دو سیاہ فام پہرہ دے رہے تھے۔

"ادھر آؤ"...... ان میں سے ایک نے مقامی زبان میں عمران کو آواز دی اور عمران ان کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہارا کیا نمبر ہے"...... اس نے بڑے سخت لہجے میں پوچھا۔ ادھر عمران سوچ میں پڑ گیا کہ کیا نمبر بتائے۔

"دو سو گیارہ"...... آخر اس نے انکل پچو ایک نمبر بتا دیا۔

"باہر کیوں گئے تھے"...... اسی نے دوبارہ سوال کیا۔

"باس نے بلوایا تھا"...... عمران نے بے دھڑک جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"...... اس سیاہ فام گارڈ نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ عمران نے دل میں شکر ادا کیا۔ چنانچہ وہ عمارت کی سائیڈ میں بنی ہوئی جھونپڑی کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں مقامی مزدور رہتے تھے۔ یہ سب انکانا قبیلے کے افراد تھے۔ جن سے زبردستی بیگار لی جا رہی تھی۔ عمران چلتا ہوا مختلف جھونپڑیوں کے سامنے سے گزرتا رہا۔ وہ کسی ایسی جھونپڑی کو منتخب کرنا چاہتا تھا جہاں کوئی مزدور اکیلا رہتا ہو اور جلد ہی اسے ایک جھونپڑی نظر آ گئی۔ جھونپڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر زمین پر ایک سیاہ فام سویا ہوا تھا۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جھونپڑی میں گھس گیا۔ اندر ایک مشعل جل رہی تھی۔ شاید سفید فام آقاؤں نے مناسب نہیں سمجھا تھا کہ وحشیوں کو زیادہ سہولتیں دی جائیں۔ عمران نے پیر سے ٹھوکر مار

کر وحشی کو اٹھایا۔ وحشی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"کیا بات ہے۔ کون ہو تم"...... وحشی نے بڑی حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے مقامی زبان میں پوچھا۔

"تمہارا نمبر کیا ہے۔ مجھے باس نے بھیجا ہے"...... عمران نے بھی مقامی زبان میں جواب دیا مگر اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"دو سو آٹھ"...... وحشی نے جواب دیا۔ شاید سفید فاموں نے ان سب کو اچھی طرح نمبر رٹوا دیئے تھے۔

"اپنے متعلق تمام تفصیل بتاؤ"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور وحشی نے مشین کی طرح تمام تفاصیل بتانا شروع کر دیں۔ شاید وہ چیکنگ سٹاف کے سوالات کے عادی تھے۔ عمران کو یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ وحشی مزدوروں پر نگران ہے اور خاص اس پلانٹ میں کام کرتا ہے جہاں یورینیم نکالا جا رہا تھا۔

"اچھا دوست تم چلو۔ تم منہ دوسری طرف کرو"...... عمران نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں"...... دو سو آٹھ نے حیرت سے پوچھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... عمران نے ایک بار پھر اسے ڈانٹا اور اس نے اس بار بڑی فرمانبرداری سے منہ دوسری طرف کر لیا۔ عمران نے بغل کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ریوالور نما آلہ نکال لیا اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور سے ایک تیز شعاع نکلی اور پھر وحشی چیخ بھی نہ

سکا اور کٹے ہوئے درخت کی طرح نیچے گرتا چلا گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کی لاش پر ایک اور فائر کر دیا اور پھر ریوالور دوبارہ بغل کے قریب لٹکے ہوئے ہولسٹر میں ڈال دیا۔ پھر اس نے انتہائی تیزی سے وحشی کا لباس اتار لیا۔ مردہ وحشی کا جسم تیزی سے سوجنا شروع ہو گیا۔ پھر چند لمحوں بعد اس کا جسم پھٹ گیا۔ اب وہ گل رہا تھا۔ اس کا تمام گوشت اور ہڈیاں مائع کی شکل میں تبدیل ہو رہی تھیں۔ عمران خاموش کھڑا دیکھتا رہا۔ پھر چند لمحوں بعد جھونپڑی کی کچی زمین پر بھورے رنگ کا مائع موجود تھا۔ وحشی کی لاش غائب ہو چکی تھی۔ پھر وہ مائع بھی آہستہ آہستہ غائب ہونے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد جھونپڑی خالی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وحشی کا یہاں وجود ہی نہ رہا ہو۔ انتہائی خوفناک اور حیرت انگیز ریوالور تھا۔ عمران چند لمحے تک خاموش کھڑا کچھ سوچ رہا تھا پھر اس نے جیب سے وہی میک اپ باکس نکالا اور پھر اس نے پہلے والا میک اپ صاف کر کے دو سو آٹھ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جلد ہی وہ اس کام سے فارغ ہو گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اپنے کپڑے اتار کر اس وحشی کے کپڑے پہنے یہ شاید مخصوص وردی تھی جو ان کی طرف سے ان وحشیوں کو مجبوراً پہنائی گئی تھی۔ اس نے وحشی کے کپڑے پہننے کے بعد اپنے کپڑوں کی گٹھڑی سی بنائی اور انہیں ایک کونے میں چھپا دیا اور پھر خود وہیں فرش پر لیٹ کر خراٹے لینے لگا۔ اب وہ مکمل طور پر دو سو آٹھ بن چکا تھا۔

ڈابکر آپریشن روم میں بڑی سنجیدگی سے ٹہل رہا تھا۔ عمران کی ٹیم کے تمام ممبرز سوائے عمران، جوزف اور بلیک زیرو کے سامنے دیوار کے ساتھ کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھ پشت کی طرف کر کے اچھی طرح باندھ دیئے گئے تھے۔ وہ سب خاموش کھڑے تھے۔ ڈابکر بڑی سنجیدگی سے ٹہل رہا تھا۔ کمرے میں دو سیاہ فام محافظ ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے تھے۔ مشین گنوں کا رخ ٹیم کی طرف تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور پھر جوزف اندر داخل ہوا۔ اس نے سر پر پروں کا تاج پہنا ہوا تھا۔

"آؤ بیٹھو سردار"...... ڈابکر نے بڑے نرم لہجے میں جوزف سے کہا اور جوزف خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ڈابکر خود بھی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"عمران کہاں ہے"...... ڈابکر نے بڑی سنجیدگی مگر نرم لہجے میں

سوال کیا۔

" عمران کون "...... جوزف نے چونکنے کی بجائے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

" وہ نوجوان۔ جو دیوتا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا"...... ڈابکر کا لہجہ اس بار قدرے تیز تھا۔

" میں واپس گیا تو وہ غائب تھا۔ میں نے اس کی بڑی تلاش کرائی ہے مگر اس کا کہیں پتہ نہیں مل سکا۔ میں نے تو یہی سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دیوتا ہو اس لئے غائب ہو گیا ہے "...... جوزف نے جواب دیا۔

" بکواس ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کیا ہے "...... ڈابکر نے جھنجھلا کر جواب دیا۔

" پھر آپ ہی بتا دیں کہ وہ کہاں غائب ہو گیا ہے "...... جوزف نے بڑے اطمینان سے پوچھا۔ جیسے اسے عمران کے غائب ہونے کی فکر ہی نہ ہو۔

" وہ شدید زخمی ہے اس لئے وہ کہیں دور نہیں جا سکتا۔ اسے ہر قیمت پر تلاش کرنا پڑے گا "...... ڈابکر نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

" میں نے اسے بہت تلاش کیا ہے مگر وہ کہیں نہیں ملا ہے "۔ جوزف نے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ اس کے ساتھیوں کو ضرور معلوم ہو گا کہ وہ کہاں

ہے "۔ ڈابکر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں "...... جوزف نے جواب دیا۔

" اس کو آگے لاؤ "...... ڈابکر نے کیپٹن شکیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک گارڈ سے کہا اور گارڈ نے کیپٹن شکیل کو بازو سے پکڑ کر آگے بڑھا دیا۔

" اس کرسی پر بیٹھ جاؤ "...... ڈابکر نے حکم دیا اور کیپٹن شکیل اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

" اسے کرسی سے باندھ دو "...... ڈابکر نے گارڈ کو حکم دیا۔

" تم کیا چاہتے ہو "...... کیپٹن شکیل نے زبان کھولی۔

" عمران کہاں ہے "...... ڈابکر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" وہ جھونپڑی سے نکل گیا تھا۔ اب ہمیں کیا پتہ وہ کہاں گیا ہے "...... کیپٹن شکیل نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔

" اسے شوٹ کر دو "...... ڈابکر نے چیخ کر کہا اور محافظ نے مشین گن کا رخ کیپٹن شکیل کی طرف کر دیا مگر جوزف اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" تم ایسا نہیں کر سکتے "...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" کیوں۔ تمہیں کیا اعتراض ہے۔ تم جاؤ اور قبیلے والوں کو پیغام دو کہ جلد ہی دیوی ان سے خطاب کرے گی "...... ڈابکر نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔

" نہیں تم انہیں مار نہیں سکتے۔ دیوی خود ان کے متعلق فیصلہ

کرے گی"...... جوزف نے نیزے کو ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"میں انہیں نہیں مارتا۔ ان کا فیصلہ دیوی ہی کرے گی"۔ ڈابکر نرم پڑ گیا۔

"دیوی کب فیصلہ کرے گی"...... جوزف شاید کوئی فیصلہ کن بات کرنا چاہتا تھا۔

"کل رات کا اعلان کر دو اور اس بار جشن زہریلی پہاڑیوں پر ہو گا تاکہ دیوی کے ساتھ ساتھ اوٹر دیوتا وہاں اپنے درشن دے"۔ ڈابکر نے زہریلی مسکراہٹ سے جواب دیا اور جوزف خاموش ہو رہا کیونکہ اسے فی الحال نہ تو زہریلی پہاڑیوں کا پتہ تھا اور نہ ہی اوٹر دیوتا کے متعلق جانتا تھا۔ شاید قبیلے والوں نے کوئی نیا دیوتا نکالا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں اعلان کرا دیتا ہوں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا اگر ان میں سے کسی آدمی کا بال بیکا ہوا تو قبیلہ تمہارے خلاف بغاوت کر دے گا"...... جوزف نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو زلار۔ ہم دیوی کو ناراض نہیں کر سکتے۔ پھر جہاں اوٹر دیوتا ہو گا وہاں ہم بھلا کیسے دخل دے سکتے ہیں"۔ ڈابکر نے کہا۔

"اچھا میں چلتا ہوں"...... جوزف نے کہا اور پھر وہ نیزہ سنبھالے بڑے پروقار انداز میں کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ان سب کو لے جا کر روم نمبر فائیو میں بند کر دو"...... ڈابکر نے محافظوں سے کہا اور چند لمحے بعد ڈابکر کمرے میں اکیلا رہ گیا۔

اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"زیرو الیون سپیکنگ"...... دوسری طرف سے آواز آئی۔

"نمبر تھری اور نمبر سکس کا کچھ پتہ چلا"...... ڈابکر نے پوچھا۔

"جی ہاں نمبر تھری تو اپنے کمرے میں موجود ہیں اور نمبر سکس غائب ہیں۔ تمام سنٹر میں پتہ چلایا گیا ہے وہ کہیں بھی نہیں ہیں"۔ زیرو الیون نے جواب دیا۔

"نمبر تھری کو فوراً میرے پاس بھیجو اور ہاں آپریشن سنٹر اوٹر کو حکم دو کہ کل رات زہریلی پہاڑیوں پر اوٹر آپریشن ہونا ہے۔ وہ آپریشن کے لئے تیار رہے"...... ڈابکر نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔ میں ابھی انہیں آپ کا حکم پہنچا دیتا ہوں"...... زیرو الیون نے جواب دیا اور ڈابکر نے رسیور رکھ دیا۔ وہ اس وقت بری طرح الجھ گیا تھا۔ عمران اس کے لئے دردِ سر بن گیا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور نمبر تھری اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں بھاری معلوم ہو رہی تھی۔ جیسے وہ کافی دیر تک سوتا رہا ہو چہرہ ستا ہوا تھا نمبر تھری کی پشت پر مشین گن کی نال لگائے ایک محافظ بھی ساتھ تھا۔

"یہاں بیٹھو"...... ڈابکر نے نمبر تھری کو بغور دیکھتے ہوئے کہا اور نمبر تھری خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ محافظ اس کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔

"تم نے مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا"...... ڈابکر نے قدرے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"میں نے"...... نمبر تھری نے چونک کر بڑی حیرت سے کہا۔

"ہاں تم نے۔ جبکہ میں نمبر سکس کا میک اپ صاف کرا رہا تھا"۔ ڈابکر نے کہا۔

"نمبر سکس کا میک اپ"...... نمبر تھری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا جیسے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔ ڈابکر نے میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور چند لمحوں بعد ایک اور محافظ ہاتھ میں گن لئے اندر داخل ہوا۔

"الماری سے ایمونیا کی بوتل نکالو اور نمبر تھری کا منہ دھو ڈالو"۔ ڈابکر نے محافظ کو حکم دیا۔ محافظ نے خاموشی سے الماری سے بوتل نکالی اور پھر وہ نمبر تھری کی طرف بڑھا۔

"مگر اس کی وجہ۔ آپ کو کیا مجھ پر شک ہے"...... نمبر تھری نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میرے خیال میں تم نمبر تھری نہیں ہو۔ بلکہ نمبر تھری کے میک اپ میں کوئی اور ہو۔ اس لئے میں اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں"...... ڈابکر نے اطمینان سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آپ تسلی کر لیں"...... نمبر تھری نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔ نمبر تھری کا منہ اچھی طرح سے ایمونیا سے دھویا گیا اور پھر اسے خوب تولئے سے رگڑا گیا مگر سوائے جلد سرخ ہونے کے اور کوئی انکشاف نہیں ہوا۔

"ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نمبر تھری ہو"...... ڈابکر نے کہا

اور اس بار اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک تھی۔

"جی ہاں"...... نمبر تھری نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نمبر تھری۔ میں مجبور ہو گیا تھا۔ مجھے ایک بار نمبر سکس پر شک پڑا۔ جب کہ جشن کی رات اس نے عمران اور اس کی ٹیم کی حمایت کی تھی۔ میں نے نمبر سکس کا منہ دھلوایا تو وہ واقعی میک اپ میں تھا مگر اس سے پہلے کہ میں کوئی کارروائی کرتا نمبر تھری نے مجھ پر حملہ کر دیا مجھے فوراً وہاں سے مین چیکنگ روم میں جانا پڑا۔ وہاں ابھی میں ویژن مشین پر انہیں چیک کر ہی رہا تھا کہ باس کی ہیڈ کوارٹر سے کال آ گئی۔ اب تم مل گئے مگر نمبر سکس غائب ہے"...... ڈابکر نے تفصیلات بتلائیں۔

"دراصل جس نمبر تھری نے آپ پر حملہ کیا تھا وہ میں نہیں تھا بلکہ میرے میک اپ میں کوئی اور ہو گا۔ میری بھی تو سنیں آپ۔ میں یہاں سے جا کر اپنے کمرے میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ نمبر سکس میرے کمرے میں آیا۔ دو چار منٹ ہم نے باتیں کیں کہ اچانک نمبر سکس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر مجھے دکھائی اور کہا کہ اسے سونگھو۔ دیکھو کتنی پیاری خوشبو ہے۔ میں نے وہ شیشی ناک سے لگائی لیکن اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ہوش آیا تو محافظ مجھے یہاں لے آیا"...... نمبر تھری نے رپورٹ دی۔

"اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے انہوں نے تمہیں بے ہوش کر کے

تمہارے میک اپ میں اپنا آدمی میرے سامنے کر دیا"...... ڈابکر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ معلوم تو یہی ہوتا ہے"...... نمبر تھری نے کہا۔

"مجھے اب بے حد تشویش ہو گئی ہے کہ دو آدمی ہمارے درمیان موجود ہیں جنہیں ہم پہچان نہیں سکتے کیونکہ وہ نجانے اس وقت کون سے میک اپ میں ہوں"...... ڈابکر نے کہا۔

"جی ہاں۔ اور یہ انتہائی خطرناک بات ہے۔ وہ لوگ نجانے ہماری لاعلمی میں کیا گل کھلائیں"...... نمبر تھری نے کہا۔ اب اس کے لہجے میں اعتماد جھلک رہا تھا۔

"اب کیا کیا جائے۔ یہ تو تقریباً ناممکن ہے کہ سنٹر کے موجودہ ہر شخص کا منہ ایمونیا سے دھلوایا جائے"...... ڈابکر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں وہ لوگ آپ کے قریب تر ہی رہیں گے کیونکہ آپ پر قبضہ پانے کی صورت میں ہی وہ سنٹر کا کنٹرول کر سکتے ہیں۔ اس لئے آپ محتاط رہیں"...... نمبر تھری نے اسے مشورہ دیا۔

"میں نے پہلے ہی اپنا انتظام کر لیا ہے۔ آج کے بعد میں انڈر گراؤنڈ ہو جاؤں گا"...... ڈابکر نے جواب دیا۔

"کل اوڑ دیوتا کا جشن زہریلی پہاڑیوں پر ہو گا۔ میرے خیال میں عمران کی باقی ٹیم کو وہیں ہلاک کر دیا جائے اور زلار کو بھی کیونکہ مجھے اس پر بھی شک ہے۔ کہ وہ اصلی زلار نہیں۔ میں اس بات کو

تسلیم نہیں کرتا کہ عمران نے اس کی شکل میں تبدیلی کر دی ہے۔ ضرور کوئی چکر ہے"...... ڈابکر نے کہا۔

"تو پھر ابھی زلار کو گرفتار کر لیا جائے"...... نمبر تھری نے تجویز پیش کی۔

"نہیں۔ اس طرح قبیلے میں بغاوت پھیل جائے گی اور پھر ان کی دیکھا دیکھی مقامی مزدور بھی بگڑ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں۔ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے"...... ڈابکر نے کہا اور نمبر تھری خاموش ہو رہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو میں مزید احکامات دیتا ہوں"...... ڈابکر نے اسے جانے کی اجازت دیتے ہوئے کہا اور پھر نمبر تھری اٹھ کر کمرے سے چلا گیا۔ ڈابکر نے رسیور اٹھا کر سب چیکنگ سٹاف کو ہدایت کی کہ اگر انہیں کہیں بھی کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو اسے فوراً رپورٹ دی جائے۔

عمران اس وقت دو سو آٹھ کے روپ میں مین پاور پلانٹ میں موجود تھا اس نے اچھی طرح ہر طرف کا جائزہ لیا تھا۔ یورینیم کا ذخیرہ مخصوص کیمیکلز سے بنے ہوئے شیشہ نما دھات کے چھوٹے چھوٹے باکس میں بند کر کے ایک خفیہ تہہ خانے میں رکھا گیا تھا۔ اس تہہ خانے کی حفاظت کے لئے جدید ترین نظام بروئے عمل لایا گیا تھا۔ جہاں خاص اجازت کے بغیر مکھی بھی نہیں گھس سکتی تھی۔ عمران کو وہیں یہ بھی پتہ چل گیا کہ یورینیم کا ذخیرہ قریب الختم ہے۔ عمران کو خطرہ ہوا کہ کہیں موجود سٹاک بھی نہ بھیج دیا جائے۔ اس طرح سنٹر پر قابو پانے کے باوجود بھی وہ اپنے اصل مقصد میں ناکام ہو جائیں گے۔ ڈیوٹی سے واپس آنے کے بعد عمران اس وقت اپنی جھونپڑی میں موجود تھا۔ جھونپڑی کا دروازہ بند کر کے اس نے اندرونی جیب سے گھڑی نکالی۔ مزدور ہونے کی وجہ سے وہ گھڑی ہاتھ میں نہیں باندھ

سکتا تھا۔ اس لئے اس نے چھپا کر اندر جیب میں رکھ لی تھی۔ اس نے گھڑی کی سوئیاں مخصوص ہندسوں پر فٹ کیں اور ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ چند لمحوں بعد رابطہ مل گیا۔

"ہیلو بلیک زیرو۔ عمران سپیکنگ۔ اوور"...... اس نے کہا۔

"یس۔ بلیک زیرو سپیکنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہو رہا ہے بلیک زیرو۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ میں یہاں ایک گارڈ کے روپ میں فٹ ہو گیا ہوں۔ گارڈ کو میں نے سوبوریز سے ختم کر دیا ہے۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے رپورٹ دی۔

"کوئی نئی بات"...... عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ باقی ٹیم یہاں سنٹر میں پہنچ چکی ہے کل رات کو خاص جشن ہو رہا ہے۔ زہریلی پہاڑیوں پر۔ وہاں اوٹر دیوتا بھی درشن دے گا۔ ایک اور لڑکی کو مردہ دیوی کا میک اپ کر کے وہاں دیوی کے روپ میں پیش کیا جائے گا تاکہ وحشیوں کو قابو میں رکھا جا سکے۔ اوور"...... بلیک زیرو نے رپورٹ دی۔

"یہ زہریلی پہاڑیاں کہاں ہیں اور اوٹر دیوتا کیا بلا ہے۔ اوور"...... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے اس کا پتہ چلا لیا ہے۔ مین پلانٹ کے پیچھے جنگل میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں نما ٹیلے موجود ہیں۔ انہیں زہریلی پہاڑیوں کے

نام سے پکارا جاتا ہے اور اوٹر دیوتا کوئی عجیب الخلقت بلا کا نام ہے۔ جو انہی پہاڑیوں میں کہیں رہتی ہے۔ اوور"...... بلیک زیرو نے رپورٹ پیش کی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹیم کے ممبران خطرے میں ہیں۔ اوور"...... عمران نے الجھن زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ یہاں موجود لوگوں کی باتوں سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس بلا سے کوئی فرد نہیں بچ سکا۔ اوور"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا کرو کہ کسی طرح کیپٹن شکیل اور صفدر کو وہاں سے فرار کرا دو۔ وہ میک اپ کر کے سیاہ فاموں میں مل جائیں تاکہ وہ بروقت اس بلا کا مقابلہ کر سکیں۔ اوور"...... عمران نے حکم دیا۔

"بہتر۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اوور"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان سے گفتگو کرتے ہوئے ایکسٹو کا روپ بھی دھار سکتے ہو۔ تاکہ وہ ذرا تیز ہو جائیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"او کے سر۔ اوور"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ ابھی اس نے گھڑی جیب میں رکھی ہی تھی کہ دروازہ زور زور سے بجنے لگا۔ عمران نے تیزی سے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک

سفید فام موجود تھا۔

"نمبر دو سو آٹھ میرے ساتھ چلو"...... اس نے کرخت لہجے میں عمران سے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اس سفید فام کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ ویسے عمران حیران تھا کہ کیا چکر چل رہا ہے۔ اسے کیوں لے جایا جا رہا ہے۔ کہیں اس کی طرف سے یہ لوگ مشکوک تو نہیں ہو گئے۔ عمارت کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ ایک بہت بڑے ہال میں پہنچے۔ ہال کے کونے میں موجود ایک چھوٹے سے کمرے میں اسے لے جایا گیا۔ وہاں کمرے میں اس وقت دو سفید فام موجود تھے۔ عمران نے انہیں سلام کیا۔

"نمبر دو سو آٹھ۔ کل رات اوٹر آپریشن ہونا ہے۔ تمہیں اپنی ڈیوٹی معلوم ہے"...... ان میں سے ایک نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ عمران کے تو فرشتوں کو بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کی ڈیوٹی کیا ہے مگر اب اگر وہ انکار کرتا تو خواہ مخواہ مشکوک ہو جاتا۔ اس لئے اس نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔

"جی ہاں"......

"ٹھیک ہے۔ تم جشن سے ایک گھنٹہ پہلے تہہ خانے میں پہنچ جانا اور ہوشیار رہنا۔ مشین آپریٹ کرتے وقت اگر تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی تمام معاملہ درہم برہم ہو جائے گا"...... انچارج نے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ جناب۔ مجھ سے غلطی نہیں ہو گی"۔ عمران

نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اب تم جاؤ"...... انچارج نے اسے حکم دیا اور عمران سلام کر کے کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ مسلسل سوچ رہا تھا کہ کیا ڈیوٹی ہو گی۔ ویسے اس بات کی خوشی ہوئی تھی کہ وہ بھی اونر جشن میں موجود ہو گا اور ظاہر ہے جو بھی ڈیوٹی ہو گی وہ انتہائی اہم ہو گی۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کو بچا سکتا ہے۔ یہی سوچتا ہوا وہ اپنی جھونپڑی تک پہنچ گیا۔

صفدر، کیپٹن شکیل اور دیگر ساتھی ایک خاصے بڑے کمرے میں موجود تھے۔ یہ کمرہ لوہے کی موٹی موٹی چادروں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کا صرف اکلوتا دروازہ باہر سے بند تھا۔ کمرے کی چھت پر چند چھوٹے چھوٹے سے سوراخ تھے شاید یہ ہوا کی گزرگاہ کے لئے بنائے گئے تھے۔ انہوں نے کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی اپنے ہاتھوں کے بندھن کھول لئے تھے۔ ان کے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں نے اس کام میں ان کی بے حد مدد کی تھی۔

"میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے نکلنے کی تجویز سوچنی چاہئے"۔ صفدر نے کہا اور سب نے اس کی تائید کی کیونکہ یہاں بند کمرے میں پڑے رہنے سے وہ چوہے کی موت بھی مارے جا سکتے تھے۔ مختلف تجویزوں پر بحث ہوتی رہی کہ اچانک صفدر کے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کے ڈائل کا ایک نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ صفدر کی

جیسے ہی نظر پڑی وہ چونک پڑا۔

"ٹرانسمیٹر کال"...... اس کے منہ سے نکلا اور پھر سب لوگ حیران رہ گئے کہ یہاں کال کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔

"شاید عمران کی کال ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ صفدر نے ونڈ بٹن کھینچ کر سلسلہ ملا لیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز آئی اور صفدر سمیت تمام ممبران کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹ گئیں۔

"آ۔ آپ سر۔ اوور"...... صفدر نے حیرت کی شدت سے بوکھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا بات ہے تم لتنے پریشان کیوں معلوم ہو رہے ہو۔ اوور"۔ ایکسٹو کے لہجے میں نرمی تھی۔

"سر دراصل ہم اس بات کی توقع نہیں رکھ سکتے تھے کہ آپ بھی یہاں موجود ہوں گے۔ اوور"...... صفدر اب سنبھل چکا تھا۔

"تم لوگ بری طرح پھنس چکے ہو اس لئے مجھے خود حرکت میں آنا پڑا۔ اوور"...... ایکسٹو نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"تھینک یو سر۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اوور"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کل زہریلی پہاڑیوں پر ایک جشن ہو رہا ہے۔ تم سب کو وہاں قتل کرنے کا پروگرام ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تم جشن سے پہلے

پہلے رہا ہو جاؤ۔ اوور"...... ایکسٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سر۔ یہاں سے رہا ہونے کے بعد ہی ہم لوگ کچھ کر سکتے ہیں۔ اوور"...... صفدر نے جواب دیا۔

"تو میں ابھی تمہیں آزاد کراتا ہوں۔ لیکن صرف دو آدمی تم اور کیپٹن شکیل۔ باقی لوگ یہیں رہیں گے تاکہ مجرم جشن سے پہلے کوئی کارروائی نہ کر سکیں۔ اوور"...... ایکسٹو نے کہا۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں سر۔ اوور"...... صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے پھر تیار رہو۔ ایمرجنسی میک اپ بکس بھی ساتھ لے لینا۔ اوور"...... ایکسٹو نے کہا۔

"وہ ہمارے پاس موجود ہیں جناب۔ اوور"...... صفدر نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل"...... ایکسٹو نے جواب دیا اور پھر سلسلہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اس کا کیا مطلب ہے کہ کیا باقی لوگ قربانی کے بکرے ہیں"...... تنویر نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"نہیں تنویر تم ہمیشہ منفی انداز میں سوچتے ہو۔ تم لوگوں کو یہاں رکھنے میں بھی ایکسٹو کی کوئی سکیم ہو گی"...... صفدر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور ایک سیاہ فام ہاتھ میں مشین گن لئے اندر داخل ہوا۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل"...... اس نے مقامی لہجے میں انگلش بولتے ہوئے کہا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل آگے بڑھے اس نے انہیں باہر چلنے کا اشارہ کیا اور اس سیاہ فام کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر آ گئے۔ سیاہ فام نے باہر نکل کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور تالا لگا دیا۔ یہ ایک طویل گیلری تھی۔ سیاہ فام تیزی سے ایک قریبی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے انہیں اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ وہ سیاہ فام بھی اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ وہاں کرسیوں پر دو سیاہ فام بندھے ہوئے تھے۔

"تم ان دونوں کا میک اپ کر لو مگر جلدی کرو۔ میں باہر موجود ہوں"...... سیاہ فام نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہ سیاہ فام اندر داخل ہوا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر میک اپ کر چکے تھے۔ کرسیوں پر بندھے ہوئے سیاہ فاموں کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے آثار تھے۔ ان کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ بول بھی نہیں سکتے تھے۔

"صفدر آپ کا نام ہے"...... سیاہ فام نے سوالیہ نظروں سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرا نام ہے"...... صفدر نے اسے اپنی طرف متوجہ

کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب آپ کا نام سوموگا ہے اور آپ کا نمبر تین سو چار ہے۔ آپ مین سنٹر کے محافظ گارڈ ہیں"...... اس نے صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کونے میں پڑی ہوئی ایک مشین گن اٹھا کر صفدر کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

"آپ کا نام دیگاسا ہے اور آپ کا نمبر تین سو ایک ہے۔ آپ بھی سنٹر کے محافظ گارڈ ہیں"...... سیاہ فام کیپٹن شکیل سے مخاطب ہوا اور اسے بھی ایک مشین گن دی۔

"آپ اپنا تعارف نہیں کرا سکتے"...... صفدر نے جو اب تک سیاہ فام کے متعلق اندازہ لگا رہا تھا۔ آخر نہ رہ سکا۔

"فی الحال وقت نہیں ہے۔ بعد میں تفصیلی تعارف ہو گا۔ آپ میرے پیچھے آیئے میں آپ کو ڈیوٹی پر پہنچا دوں"...... سیاہ فام نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ دونوں اس کے پیچھے دروازے سے باہر نکل آئے۔ مختلف گیلریوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک کافی بڑے ہال میں پہنچے۔ جہاں مختلف دیو ہیکل مشینیں کام کر رہی تھیں اس ہال کے دروازہ پر جا کر سیاہ فام نے انہیں کھڑا کر دیا۔

"یہاں تمہاری ڈیوٹی ہے۔ اپنے نمبر یاد رکھنا اور ہوشیاری سے کام کرنا۔ ایکسٹو تم کو ہدایات دیتا رہے گا"...... سیاہ فام نے سرگوشی کے انداز میں کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

بستی کے درمیانی میدان میں قبیلے کے تمام افراد موجود تھے۔ ان سب نے ہاتھوں میں نیزے پکڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے جوش اور مسرت سے مزید سیاہ پڑ چکے تھے۔ ایک چبوترے پر کھڑا ہو کر جوزف تقریر کر رہا تھا۔ اس کا لہجہ بے حد جوشیلا تھا۔ اس وقت اسے دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی جوزف ہے جو صرف شراب پینے اور عمران کے احکام کی تعمیل کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اس وقت وہ واقعی کسی وحشی قبیلے کا سردار معلوم ہو رہا تھا۔

"انکانا دیوی کے پجاریو سنو۔ ایک نازک وقت آ گیا ہے۔ آج رات اوٹر دیوتا کا جشن منایا جا رہا ہے۔ یہ جشن خاص موقعوں پر منایا جاتا ہے یہ سفید فام لوگ نجانے کہاں سے ہمارے قبیلے میں آ پہنچے ہیں انہوں نے ہمارے قبیلے کے بہت سے لوگ نجانے کہاں قید کر رکھے ہیں۔ جو شیر کے جبڑوں میں ہاتھ ڈال کر چیر دینے کی طاقت رکھتے

ہیں۔ صرف اس لئے کہ یہ ہماری دیوی کے چہیتے غلام ہیں۔ ہم ہمیشہ ان کے حکم بجالاتے رہے مگر دیکھو ہماری دیوی اس لئے ہم سے روٹھ کر چلی گئی کہ وہ ان سفید فاموں سے ناراض ہو گئی تھی اب فیصلہ اوٹر دیوتا کے ہاتھ میں ہے اگر وہ بھی روٹھ گیا تو ہم کہیں کے نہیں رہیں گے اس لئے ہوشیار رہنا۔ ہمیں ان سفید فاموں سے انتقام لینا ہے۔ اپنے کڑیل جوانوں کا انتقام۔ اگر اوٹر دیوتا نے سفید فاموں کے خلاف فیصلہ دے دیا تو تم سب میرے اشارے پر ان سفید فاموں پر ٹوٹ پڑنا۔ ان کی بوٹیاں اڑا دینا تاکہ دیوی اور اوٹر دیوتا ہم سے خوش رہے"...... جوزف نے بے حد جوشیلی تقریر کی اور وہ وحشیوں کو رام کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"ہم اپنے سردار زلار کے ساتھ ہیں"...... سب وحشیوں نے نیزے اٹھا کر اس کی تائید کی۔

"تو چلو زہریلی پہاڑیوں کی طرف چلو آج سفید فاموں کا فیصلہ ہو جائے گا"...... جوزف نے اپنا نیزہ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تمام قبیلہ جوشیلے نعرے لگاتا ہوا جنگل کی طرف چل پڑا۔ گھنے درختوں سے گزرتے ہوئے کافی دور چلنے کے بعد وہ ایک صاف قطعے میں پہنچ گئے۔ یہاں بے شمار چھوٹے بڑے ٹیلے موجود تھے۔ ان ٹیلوں کو زہریلی پہاڑیوں کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ زہریلی پہاڑیوں کے قریب پہنچ کر تمام قبیلہ ایک طرف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک طرف سے سفید فام پہاڑیوں کی طرف آتے ہوئے نظر آئے۔ ان کے ساتھ سیاہ فام گارڈ

بھی تھے۔ جنہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ درمیان میں عمران کی ٹیم کے بقایا ممبرز تھے۔ جن کے ہاتھ پشت پر باندھے گئے تھے۔ وہ سب لوگ زہریلی پہاڑیوں کے قریب آکر رک گئے۔ بندھے ہوئے لوگوں کو انہوں نے ایک ٹیلے پر بٹھا دیا۔ ڈابکر جو سب سے آگے تھا وہ ایک ٹیلے پر چڑھا اور پھر اس نے بلند آواز سے اوٹر دیوتا اور انکانا دیوی کا نعرہ لگایا اور پھر نیچے اتر آیا۔ یہ جشن شروع ہونے کا اعلان تھا۔ ڈابکر کے جواب میں تمام قبیلے نے بلند آواز سے نعرے لگانے شروع کر دیئے وہ جوش سے اچھل رہے تھے۔

عمران قبیلے کے افراد کے پہنچنے سے ایک گھنٹہ قبل زہریلی پہاڑیوں کے نیچے بنے ہوئے ایک تہہ خانے میں پہنچ چکا تھا یہاں ایک بڑی مشین تھی جس کا ہینڈل ایک آدمی کو مسلسل چلانا پڑتا تھا اور اس ہینڈل کو چلانے کی ڈیوٹی عمران کے سپرد تھی۔ عمران نے بلیک زیرو سے واچ ٹرانسمیٹر پر تمام پروگرام سیٹ کر لیا تھا۔ وہ آج ہی اس کیس کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی ڈیوٹی اس نے یورینیم سٹور کے باہر لگائی تھی۔ اس نے سنٹر میں موجود تقریباً تمام سیاہ فاموں کو سفید فاموں کے خلاف بھڑکا دیا تھا اور وہ سب عمران کو اپنا ساتھی سمجھ کر اس کا کہا ماننے پر راضی ہو گئے تھے۔ اب صرف جشن شروع ہونے کا انتظار تھا۔ تہہ خانے میں ایک سفید فام بھی موجود تھا جو شاید اس آپریشن کا انچارج تھا۔ دیوار میں لگی ہوئی ایک بہت بڑی مشین کے اوپر فٹ سکرین پر زہریلی

پہاڑیوں کا تمام منظر نظر آ رہا تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دور ایک کونے میں چلا گیا۔ اس تہہ خانے میں اس سفید فام اور عمران کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا اور وہ سفید فام اس سکرین پر باہر کا منظر دیکھنے میں محو تھا۔ عمران نے دور ایک کونے میں جا کر اندرونی جیب سے ٹرانسمیٹر واچ نکالی اور پھر اس کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ ونڈ بٹن کھینچتے ہی اس کے ڈائل کا ایک ہندسہ سرخ ہو گیا اس نے اسے منہ سے لگا لیا۔

"ہیلو عمران سپیکنگ۔ اوور"...... اس نے انتہائی مدھم آواز میں کہا۔

"بلیک زیرو۔ اوور"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"پروگرام تیار ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی ڈیوٹی سٹور پر لگا دی ہے۔ میں خود اسلحہ کے سٹور پر موجود ہوں۔ جوزف نے بھی قبیلے کو تیار کر لیا ہے۔ اوور"...... بلیک زیرو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کاشن دوں گا دستی بم کا۔ اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"او کے سر۔ اوور"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر گھڑی

جیب میں ڈال لی۔ وہ سفید فام ابھی تک اس اسکرین کے منظر میں کھویا ہوا تھا۔ عمران دوبارہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔ زہریلی پہاڑیوں کے گرد وحشیوں کا ہجوم اکٹھا تھا۔ جوزف بھی سفید فاموں کے قریب کھڑا نیزہ لہرا رہا تھا۔ سفید فام نے ایک بٹن دبا دیا اور پھر تہہ خانے میں پہاڑیوں پر ہونے والی تمام گفتگو نشر ہونے لگی۔

"تیار ہو جاؤ کام شروع ہونے والا ہے"...... سفید فام نے ڈابکر کا ہاتھ اونچا اٹھتے دیکھ کر عمران سے کہا۔ یہ شاید ان کا مخصوص اشارہ تھا۔ عمران نے مشین کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ ویسے وہ اس پوزیشن میں کھڑا تھا کہ سکرین کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ کمرے میں ڈابکر کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"اوڑ دیوتا اپنے درشن دو۔ انکانا دیوی اپنے درشن دو ہم تمہارے رحم کے طلب گار ہیں"...... ڈابکر مہاپجاری کی حیثیت سے گڑگڑا رہا تھا۔ اچانک ڈابکر نے اپنا اٹھایا ہوا ہاتھ نیچے کر لیا۔

"مشین چلاؤ"...... سفید فام چیخا اور عمران نے زور زور سے ہینڈل چلانا شروع کر دیا۔ مشین میں زندگی جاگ اٹھی۔ وہ ہینڈل چلاتا رہا اور پھر سکرین پر نظر آنے والی پہاڑیوں کو اس نے پھٹتے دیکھا اور آہستہ آہستہ ایک انتہائی خوفناک جانور باہر نکل رہا تھا۔ ایک عجیب و غریب جانور، چار ٹانگوں پر موجود جانور جس کا غار نما مہیب دہانہ دور ہی سے نظر آ رہا تھا اور اس کی آنکھیں اس کے ماتھے پر ہونے کی بجائے اس کے دو لمبے لمبے کانوں کے سروں پر چمکتی ہوئی نظر آ رہی

پہاڑیوں کا تمام منظر نظر آرہا تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دور ایک کونے میں چلا گیا۔ اس تہہ خانے میں اس سفید فام اور عمران کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا اور وہ سفید فام اس سکرین پر باہر کا منظر دیکھنے میں محو تھا۔ عمران نے دور ایک کونے میں جا کر اندرونی جیب سے ٹرانسمیٹر واچ نکالی اور پھر اس کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔ ونڈ بٹن کھینچتے ہی اس کے ڈائل کا ایک ہندسہ سرخ ہو گیا اس نے اسے منہ سے لگا لیا۔

"ہیلو عمران سپیکنگ۔ اوور"...... اس نے انتہائی مدھم آواز میں کہا۔

"بلیک زیرو۔ اوور"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"پروگرام تیار ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی ڈیوٹی سٹور پر لگا دی ہے۔ میں خود اسلحہ کے سٹور پر موجود ہوں۔ جوزف نے بھی قبیلے کو تیار کر لیا ہے۔ اوور"...... بلیک زیرو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کاشن دوں گا دستی بم کا۔ اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"او کے سر۔ اوور"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر گھڑی

جیب میں ڈال لی۔ وہ سفید فام ابھی تک اس اسکرین کے منظر میں کھویا ہوا تھا۔ عمران دوبارہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔ زہریلی پہاڑیوں کے گرد وحشیوں کا ہجوم اکٹھا تھا۔ جوزف بھی سفید فاموں کے قریب کھڑا نیزہ لہرا رہا تھا۔ سفید فام نے ایک بٹن دبا دیا اور پھر تہہ خانے میں پہاڑیوں پر ہونے والی تمام گفتگو نشر ہونے لگی۔

"تیار ہو جاؤ کام شروع ہونے والا ہے"...... سفید فام نے ڈابکر کا ہاتھ اونچا اٹھتے دیکھ کر عمران سے کہا۔ یہ شاید ان کا مخصوص اشارہ تھا۔ عمران نے مشین کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ ویسے وہ اس پوزیشن میں کھڑا تھا کہ سکرین کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ کمرے میں ڈابکر کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"اوٹر دیوتا اپنے درشن دو۔ انکانا دیوی اپنے درشن دو ہم تمہارے رحم کے طلب گار ہیں"...... ڈابکر مہاپجاری کی حیثیت سے گڑگڑا رہا تھا۔ اچانک ڈابکر نے اپنا اٹھایا ہوا ہاتھ نیچے کر لیا۔

"مشین چلاؤ"...... سفید فام چیخا اور عمران نے زور زور سے ہینڈل چلانا شروع کر دیا۔ مشین میں زندگی جاگ اٹھی۔ وہ ہینڈل چلاتا رہا اور پھر سکرین پر نظر آنے والی پہاڑیوں کو اس نے پھٹتے دیکھا اور آہستہ آہستہ ایک انتہائی خوفناک جانور باہر نکل رہا تھا۔ ایک عجیب و غریب جانور، چار ٹانگوں پر موجود جانور جس کا غار نما مہیب دہانہ دور ہی سے نظر آرہا تھا اور اس کی آنکھیں اس کے ماتھے پر ہونے کی بجائے اس کے دو لمبے لمبے کانوں کے سروں پر چمکتی ہوئی نظر آرہی

کار گر رہا۔ وحشیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ سفید فام آقا اوٹر دیوتا کے منہ میں چلا گیا ہے۔ چنانچہ وہ نعرے لگاتے ہوئے باقی بچے ہوئے سفید فاموں پر پل پڑے۔ مشین گنوں کے منہ کھول دیئے گئے اور پھر وہاں چیخ و پکار کا ایک طوفان برپا ہو گیا مگر دس بارہ سفید فام وحشیوں کے ہجوم کا کب تک مقابلہ کرتے۔ وحشیوں نے انہیں نیزوں پر پرو لیا۔ جوزف نے بھاگ کر ٹیم کے باقی ممبروں کے ہاتھ کھولے اور پھر وہ سب جوزف کی رہنمائی میں اس جھاڑی کی طرف بھاگے جہاں سنٹر کے اندر جانے کا راستہ تھا۔ عمران نے ڈابکر کو یوں اس عفریت کے منہ میں غائب ہوتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ ڈابکر اس کے منہ سے ہوتا ہوا سنٹر میں پہنچ جائے گا چنانچہ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور پھر وہ بھاگتا ہوا مین پلانٹ کی طرف بھاگا۔ اس نے پینٹ کی جیب سے ایک دستی بم نکالا اور دیوار سے دے مارا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پھر سنٹر میں بھی وحشیوں کے نعرے گونج اٹھے۔ عمران جیسے ہی ایک گیلری میں مڑا اس کی مڈ بھیڑ ڈابکر سے ہو گئی جو ایک کمرے سے باہر نکل رہا تھا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس نے عمران پر فائر کھول دیا مگر عمران تڑپ کر ایک ستون کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس دفعہ وہ بال بال بچا تھا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو سینکڑوں گولیاں اس کے جسم میں گھس چکی ہوتیں۔ ڈابکر نے جب وار خالی ہوتے دیکھا تو وہ جھپٹ کر ایک کمرے میں گھس گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے بھاگا مگر وہ کمرے کا

دروازہ اندر سے بند کر چکا تھا۔ عمران کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ دروازہ توڑنے کی سوچتا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے ہر قیمت پر سٹور کو بچانا تھا جہاں یورینیم موجود تھا۔ پورا سنٹر گولیوں اور دھماکوں سے گونج رہا تھا۔ سنٹر میں موجود بے شمار سفید فام مقابلے پر اتر آئے تھے۔ عمران تیزی سے بھاگتا ہوا سٹور روم کے قریب پہنچا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل وہاں موجود تھے۔ وہ مشین گن ہاتھوں میں اٹھائے چوکنے کھڑے تھے۔ انہوں نے جب عمران کو جو ایک سیاہ فام کے روپ میں تھا اپنی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

"ٹھہرو میں عمران ہوں"...... عمران چیخا اور وہ دونوں اچھل پڑے۔

"کوئی بھی سٹور روم کے قریب آئے اسے گولی مار دینا"۔ عمران نے انہیں حکم دیا اور آگے بڑھ گیا۔ جلد ہی وہ اسلحہ خانے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ وہاں کافی تعداد میں سیاہ فام موجود تھے اور بلیک زیرو اندر سے اسلحہ نکال کر انہیں تقسیم کر رہا تھا۔

"تم کنٹرول کرو میں ڈابکر کے پیچھے جاتا ہوں"...... عمران نے چیخ کر کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔ وہ ہر قیمت پر ڈابکر کو پکڑنا چاہتا تھا۔ دراصل پروگرام خلاف توقع بدل گیا تھا۔ عمران کا پروگرام تھا کہ وہ لوگ جشن مناتے رہیں گے اور یہاں سنٹر پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ پھر ڈابکر وغیرہ کو گرفتار کرنے میں آسانی ہو جائے گی مگر ڈابکر کے یوں

اوٹر دیوتا کے منہ میں چھلانگ لگا دینے سے تمام پروگرام درہم برہم ہو گیا۔ وہ بھاگتا ہوا ادھر بڑھا جدھر مین پلانٹ موجود تھا۔ مختلف کمروں سے ہوتا ہوا وہ ایک بہت بڑے ہال میں پہنچا۔ اندر گھستے ہی اسے ڈابکر نظر آ گیا۔ جو ایک مشین کے قریب کھڑا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی اس نے مڑ کر دیکھا اور اس سے پہلے کہ عمران اس پر فائر کرتا ڈابکر نے ایک بٹن دبا دیا اور پھر عمران اور ڈابکر کے درمیان ایک شیشے کی دیوار بن گئی تھی۔ عمران نے فائر کیا مگر گولی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر گئی۔ ڈابکر کا فاتحانہ قہقہہ گونجا۔ دیوار اور چھت کے درمیان ایک معمولی سی درز موجود تھی گو عمران وہاں سے گولی تو نہیں مار سکتا تھا مگر آواز تو یقیناً باہر پہنچ جاتی تھی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے کوئی راستہ نظر نہیں آیا۔ جہاں سے وہ ڈابکر تک پہنچ سکتا۔ ڈابکر اطمینان سے مشین کے بٹن آن کرنے لگا۔ عمران ایک لمحے کے لئے سوچتا رہا دوسرے لمحے اس نے جیب سے ایک دستی بم نکالا اور پھر اس کی پن کھینچ کر اس نے اس شیشے کی دیوار پر دے مارا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دیوار کے پرخچے اڑ گئے۔ دیوار شاید بم کے آئیڈئے کو سامنے رکھ کر نہیں بنائی گئی تھی۔ دیوار کے ٹوٹتے ہی عمران نے ڈابکر پر چھلانگ لگا دی مگر ڈابکر کونے میں موجود ایک دروازے سے غائب ہو چکا تھا۔ عمران بھاگتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھا اور پھر جب وہ اس دروازے سے ہوتا ہوا اس کمرے میں پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کمرہ خالی تھا۔ اب وہ ادھر ادھر

دیکھ رہا تھا کہ اس کی پشت پر موجود دروازہ کھٹاک سے بند ہو گیا۔ اب عمران کمرے میں محصور ہو چکا تھا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد یہ تمام سنٹر ڈائنامیٹ سے تباہ ہو جائے گا اور یہ کمرہ تمہاری قبر بن جائے گا"...... ڈابکر کی آواز کمرے میں گونجی۔ عمران نے متوحش نظروں سے ادھر ادھر دیکھا مگر کمرے سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اب تو اس کے پاس بم بھی ختم ہو چکے تھے۔ کمرے کی ٹھوس دیواریں اور بند فولادی دروازہ اس کا منہ چڑا رہا تھا۔

تمام سنٹر میں قیامت کا منظر تھا۔ جوزف کی سرکردگی میں تمام قبیلہ سنٹر میں داخل ہو چکا تھا اور ہر طرف موت کا بازار گرم تھا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر بھی اس قیامت کی لپیٹ میں آ چکے تھے۔ سفید فاموں کے ایک گروپ نے جو جدید ترین اسلحہ سے لیس تھا۔ سٹور روم پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے فائر کھول دیا۔ وہ دونوں ستونوں کی آڑ سے فائرنگ کر رہے تھے۔ اچانک انہیں سٹور روم کے اندر سے کھٹا پٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کوئی اندر موجود ہو۔ یہ ان کے لئے انتہائی نازک مسئلہ تھا۔ انہوں نے ہر قیمت پر سٹور کو بچانا ہو گا مگر اب وہ باہر سے نپٹتے یا اندر کا خیال کرتے۔ ان پر اتنی بے تحاشا فائرنگ ہو رہی تھی کہ وہ ستون کی آڑ سے نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اچانک سفید فاموں کی پشت پر ایک دستی بم پھٹا اور پھر چیخوں کے ساتھ ہی

سامنے سے ہونے والی فائرنگ رک گئی دوسرے لمحے آڑ میں سے چند سیاہ فام باہر نکل آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

"تم کیسے ہو صفدر اور کیپٹن شکیل"...... ایک قوی ہیکل سیاہ فام نے جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی ان کے قریب آکر پوچھا اور یہ دونوں ششدر رہ گئے کیونکہ یہ ایکسٹو کی آواز تھی۔

"ہم ٹھیک ہیں سر مگر اندر سے سٹور روم سے کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے سنبھل کر جواب دیا۔

"اوہ فوراً اندر جاؤ۔ یہ نہ ہو کہیں بے خبری میں مجرم سٹور ہی صاف کر جائیں"...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔ کیپٹن شکیل نے دروازے کی طرف رخ کر کے فائر کھول دیا مگر جیسے ہی دروازے سے گولی ٹکراتی ایک شعلہ سا کوندتا اور گولی پگھل کر دروازے کی دہلیز پر گر جاتی۔

"اوہ۔ الیکٹرونک سسٹم"...... صفدر نے کہا۔

"اب کیا کریں اندر تو کافی لوگ موجود ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کسی طرح اس الیکٹرونک سسٹم کو ختم کر دیا جائے تب کام بن سکتا ہے"...... صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیپٹن شکیل ایک لمحے تک سوچتا رہا۔ پھر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔

"تم یہاں ٹھہرو صفدر میں پاور پلانٹ بند کر دوں"...... شکیل نے کہا۔

"پاور پلانٹ کہاں ہے"...... صفدر نے پوچھا مگر کیپٹن شکیل آگے بڑھ گیا تھا۔ وہ تیزی سے ایک طرف دوڑا جا رہا تھا۔ اس وقت جبکہ سیاہ فام اسے یہاں لے آ رہا تھا۔ اس نے دروازے کے سامنے پاور پلانٹ کی تختی دیکھی تھی۔ وہ تقریباً بھاگتا ہوا پاور پلانٹ کی طرف بڑھا۔ اسے احتیاط ضروری کرنی پڑ رہی تھی کیونکہ سنٹر میں بے تحاشا گولیاں چل رہی تھیں۔ سفید فام وہاں کافی تعداد میں تھے اور اس کے علاوہ کافی تعداد میں سیاہ فام بھی ان کی حمایت میں لڑ رہے تھے۔ بہرحال وہ بچتا بچاتا پاور پلانٹ تک پہنچ گیا۔ پاور پلانٹ کے سامنے سفید فام ڈٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے باقاعدہ آڑ لے رکھی تھی۔ ویسے پاور پلانٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر مشینیں چل رہی تھیں۔ سفید فاموں نے شاید پاور پلانٹ کو دفاعی مرکز بنا رکھا تھا۔ کیپٹن شکیل چند لمحے ایک ستون کی آڑ میں ہو کر حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے ایک نفسیاتی داؤ آزمانے کا فیصلہ کیا۔ وہ ستون کی آڑ سے نکلا اور بڑے اعتماد سے قدم اٹھاتا ہوا پاور پلانٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"کون ہو تم رک جاؤ"...... پاور پلانٹ کے قریب آڑ سے ایک آدمی نے اسے ڈانٹ کر کہا اور دوسرے لمحے ایک گولی اس کے کان کے قریب سے ہو کر گزر گئی۔

"باس کہاں ہے۔ مجھے باس سے ملنے دو۔ میں ایک خاص خبر لے کر آیا ہوں"...... کیپٹن شکیل رکا نہیں بلکہ بڑے اعتماد سے آگے بڑھتا رہا۔

"باس یہاں نہیں ہے"...... اچانک ایک سفید فام نے ایک ستون کی آڑ سے نکل کر اس کے سینے پر مشین گن کی نالی رکھ دی۔

"گن پھینک دو"...... اس نے کڑکتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے ایک لمحہ دیر کئے بغیر گن پھینک دی۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو اور کون ہو"...... اسی سفید فام نے پوچھا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"مجھے فوراً باس کے پاس لے چلو، ورنہ ہم سب تباہ ہو جائیں گے"...... کیپٹن شکیل نے مقامی زبان میں جواب دیا۔ اس کے لہجے سے بے پناہ پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔

"چلو اندر"...... سفید فام نے اسے اندر چلنے کے لئے کہا اور پھر وہ سفید فام کی رہنمائی میں ہال کے اندر داخل ہو گیا۔ ہال کے درمیان میں ایک میز کے گرد چار سفید فام بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھے تھے۔ ان کے اعصاب پر بے چینی طاری تھی۔ ایک سیاہ فام کو یوں مشین گن کی نال پر اندر آتے دیکھ کر وہ چونک کر کھڑے ہو گئے۔

"کیا بات ہے یہ کون ہے"...... ان میں سے ایک نے پوچھا لہجہ بے حد سخت تھا۔ اسی لمحے خطرے کے الارم سے پورا ہال گونج اٹھا۔

"یہ"...... سفید فام جو کیپٹن شکیل کی پشت پر کھڑا تھا اس نے کچھ کہنا چاہا مگر اس کے منہ سے صرف ایک ہی لفظ نکلا تھا کہ کیپٹن شکیل چیتے جیسی پھرتی سے مڑا اور پھر پلک جھپکنے میں وہ سفید فام کیپٹن شکیل کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس نے اس

سفید فام کو ان چاروں پر دے مارا۔ ہال میں ان چار افراد کے علاوہ دو اور محافظ بھی موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ صورتحال کا اندازہ لگاتے کیپٹن شکیل نے ایک جمپ لگایا اور دوسرے لمحے اس نے ان چاروں میں سے ایک سفید فام کو جھپٹ کر آگے کر لیا۔ دونوں محافظوں نے اسی اثنا میں فائر کر دیا مگر ایک گولی اس سفید فام کو چاٹ گئی۔ جو کیپٹن شکیل کے آگے تھا۔ کیپٹن شکیل نے اسے دوسرے پر دھکیل دیا پھر وہاں انتہائی تیز جنگ چھڑ گئی۔ کیپٹن شکیل کی پھرتی قابل دید تھی۔ وہ بجلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اس نے محافظوں کو اتنا وقفہ ہی نہیں دیا کہ وہ اس پر فائر کر سکیں۔ آخر چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد وہ ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں گرانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کوشش میں کامیاب ہوتے ہی اس نے پینترا بدلا اور اس بار اس کے دائیں ہاتھ کے کنگن نے کام دکھانا شروع کر دیا۔ کنگن کی گھنڈی کھینچنے سے اس میں چھپا ہوا تیز بلیڈ باہر نکل آیا تھا اور پھر کمرے میں لگاتار چیخوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ صرف چند لمحوں میں وہ چار آدمیوں کو ختم کر چکا تھا۔ پاور پلانٹ کے باہر سیاہ فاموں نے حملہ کر دیا تھا۔ اس لئے باہر موجود محافظ بری طرح الجھ گئے تھے دوسرے لمحے کیپٹن شکیل نے ایک جھٹکے سے بڑی میز اٹھائی اور پھر اس نے وہ میز پاور پلانٹ کی مین مشین پر پوری قوت سے دے مارا۔ فولادی میز کے زوردار جھٹکے سے مین مشین کے ڈائل اور پرزے ٹوٹ گئے اور دوسرے لمحے ہال میں تاریکی چھا گئی۔

پھر لگاتار دھماکے ہونے لگے۔ پہلا دھماکہ ہی کافی زوردار تھا۔ پورا ہال ہل گیا تھا۔ کیپٹن شکیل نے باہر چھلانگ لگا دی پھر وہ بھاگتا ہوا سٹور روم کی طرف بڑھا۔ ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پاور پلانٹ کی تمام عمارت کے پرخچے اڑ گئے۔ کیپٹن شکیل بھاگتا ہوا اندازے سے سٹور روم کی طرف بڑھا۔ اندازے سے جب اس نے سمجھا کہ سٹور روم آ گیا ہے تو اس نے صفدر کو آوازیں دینی شروع کر دیں مگر وہاں گھپ اندھیرے میں صفدر کی طرف سے اسے کوئی جواب نہیں ملا وہ شدید پریشانی کے عالم میں ناچ کر رہ گیا۔

بلیک زیرو عمران اور ڈابکر کی تلاش میں دیوانہ وار پھر رہا تھا مگر یہ دونوں غائب تھے۔ مختلف کمروں سے گزرتا ہوا آخر وہ اس ہال میں پہنچ گیا جہاں عمران نے بم مار کر شیشے کی دیوار توڑ دی تھی۔ ٹوٹی ہوئی دیوار اور فرش پر پڑی ہوئی دبیز شیشے کی کرچوں سے اس نے اندازہ لگا لیا کہ یہاں کوئی جھڑپ ہوئی ہے۔ اچانک اسے ہلکی سی ٹھک ٹھک کی آوازیں آنے لگیں یہ کونے کے فولادی دروازے کے اندر سے آ رہی تھیں۔ دروازے کے باہر ایک سرخ رنگ کا ہینڈل موجود تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے وہ ہینڈل کھینچ لیا دوسرے لمحے دروازہ کھلتا چلا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا ایک سیاہ فام اس سے ٹکرا گیا۔ یہ عمران تھا لیکن چونکہ وہ میک اپ میں تھا اور بلیک زیرو نے اس کا یہ میک اپ نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ تو اسے پہچان نہ سکا مگر عمران نے اسے پہچان لیا کیونکہ بلیک زیرو نے گارڈ کا

میک اپ اس کے سامنے کیا تھا۔

"طاہر فوراً بھاگو۔ ابھی پورا سنٹر ڈائنامیٹ سے اڑ جائے گا"۔ عمران نے باہر کی طرف بھاگتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو حیرت سے اس کے پیچھے بھاگنے لگا۔

"مگر عمران صاحب وہ یورینیم"...... اس نے گھبراتے ہوئے اونچی آواز میں پوچھا۔

"جہنم میں جائے یورینیم پہلے مجھے اپنی ٹیم کو بچانا ہے"۔ عمران ایک گیلری میں پہنچ چکا تھا اور بلیک زیرو اس پریشانی اور افراتفری کے عالم میں ہونے کے باوجود عمران کی عظمت کا قائل ہونے پر مجبور ہو گیا کہ جس مقصد کے لئے اتنا بکھیڑا پڑا وہ ٹیم کی خاطر اسے بھی چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا۔

"عمران صاحب پھر خطرے کا سائرن بجا دینا چاہئے"...... بلیک زیرو نے رائے پیش کی۔

"کہاں ہے الارم"...... عمران نے بے تابی سے پوچھا۔

"ادھر میرے پیچھے آیئے"...... بلیک زیرو ایک طرف مڑ گیا اور پھر وہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے ہوئے ایک کمرے میں گھس گئے یہاں بھی مشینیں موجود تھیں۔ اس ہال کے ایک کونے میں ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے اس کیبن میں گھس گیا۔ کیبن خالی تھا۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا اس نے میز کے قریب پڑی ایک چھوٹی سی مشین کا بٹن آن کر دیا دوسرے لمحے سائرن کی زوردا

آوازوں سے ماحول گونج اٹھا۔

"اب باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈو۔ جلدی کرو"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"باہر کہاں۔ سنٹر سے باہر یا ان کمروں سے باہر"...... بلیک زیرو نے گڑبڑا کر کہا۔

"ان کمروں کے جال سے تو باہر نکلو۔ میں اپنی ٹیم کو کاشن دینا چاہتا ہوں"...... عمران نے جھنجھلا کر کہا اور پھر وہ دونوں بھاگتے ہوئے مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے باہر میدان میں پہنچے مگر اسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پھر پورے سنٹر میں تاریکی چھا گئی پھر لگاتار دھماکے ہونے لگے۔ عمران نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر دوسرے لمحے اس نے ایک چھوٹا سا کیپسول نکال کر زمین پر دے مارا۔ کیپسول زمین پر لگتے ہی ایک سرخ رنگ کی شعاع اس میں سے نکلی اور آتش بازی کی ہوائی کی طرح وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی چلی گئی لیکن اوپر چھت تھی اس لئے چھت سے ٹکرا کر وہ بکھر گئی۔

"تم باہر جاؤ۔ میں سٹور کی طرف جاتا ہوں"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"مگر"...... بلیک زیرو نے کچھ کہنا چاہا۔

"جو میں کہتا ہوں وہ کرو"...... عمران بھیڑیئے کی طرح غرایا اور بلیک زیرو اس طرف بھاگ پڑا جدھر جھاڑی کے ذریعے باہر نکلنے کا راستہ تھا۔ عمران اندھیرے میں اندازے سے بھاگتا ہوا سٹور روم کی

طرف بڑھا۔ اب سنٹر میں خاموشی طاری تھی کہیں کوئی فائر نہیں ہو رہا تھا۔ شاید سائرن کی آواز سن کر سب لوگوں نے بھاگنے کے متعلق ہی سوچا تھا۔ جلد ہی وہ سٹور روم کے قریب پہنچ گیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ سٹور روم کدھر ہے اب اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں چنانچہ اس نے دیکھ لیا کہ سٹور روم کا فولادی دروازہ کھلا ہوا ہے وہ ایک لمحہ رکے بغیر اندر گھستا چلا گیا اور پھر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سٹور روم میں پڑی ہوئی پیٹیاں جن میں وہ چھوٹے چھوٹے باکس بھرے ہوئے تھے جن میں یورینیم تھا غائب تھے اور سٹور خالی پڑا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ واپس بھاگتا اس نے ہال کے کونے میں حرکت دیکھ لی۔ یہ کوئی آدمی تھا جو اب گم ہو چکا تھا۔ عمران ادھر بھاگا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں کونے میں ایک دروازہ موجود تھا جو کھلا ہوا تھا۔ اب ایک طویل سرنگ نظر آ رہی تھی وہ اندھا دھند اس سرنگ میں بھاگتا چلا گیا۔ اس سے کافی دور ایک اور آدمی بھی سرنگ میں بھاگ رہا تھا۔ عمران کو شک پڑا کہ یہ ڈابکر ہو گا۔ چنانچہ وہ اس کے پیچھے بھاگتا رہا۔ جلد ہی سامنے اسے دھیمی دھیمی روشنی نظر آئی اور پھر جس وقت وہ پہنچا تو یہ ایک کافی بڑا سوراخ تھا وہ اس سوراخ سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اسی اوٹر دیوتا کے منہ سے باہر نکل آیا ہے۔ جو اب بھی زہریلی پہاڑیوں پر ساکت کھڑا تھا۔ صبح ہو چکی تھی اس لئے ہر طرف روشنی تھی اور پھر اس نے آگے بھاگنے والے کو پہچان لیا۔ وہ واقعی

ڈابکر تھا جو ایک چھوٹی سی پیٹی کاندھے پر اٹھائے جنگل کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اس نے جیب سے سوبو ریز والا ریوالور نکالا اور پھر اس نے بھاگتے ہوئے ڈابکر پر فائر کر دیا۔ ایک تیز شعاع اس میں سے نکلی اور دوسرے لمحے اس نے ڈابکر کو لڑکھڑا کر گرتے دیکھ لیا۔ شعاع اسے ختم کر چکی تھی۔ عمران بھاگتا ہوا ڈابکر کے قریب پہنچا۔ ڈابکر ختم ہو چکا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ اب جلد ہی ڈابکر کا جسم مائع میں تبدیل ہو کر غائب ہو جائے گا چنانچہ اس نے مردہ ڈابکر کی طرف توجہ دینے کی بجائے جھپٹ کر وہ پیٹی اٹھائی اور پھر اس طرف بھاگ پڑا جدھر ڈابکر جا رہا تھا۔ ایک درخت کی اوٹ سے نکلتے ہی اسے ایک چھوٹے سے درختوں سے خالی قطعے میں ایک کافی بڑا ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آ گیا۔ ہیلی کاپٹر کے گرد دو سفید فام ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے۔ عمران نے وہ پیٹی وہیں درخت کی جڑ کے قریب رکھی اور پھر پھرتی سے درخت کے اوپر چڑھتا چلا گیا یہاں پر درخت ایک دوسرے سے یوں ملے ہوئے تھے کہ وہ باسانی بندروں کی طرح چھلانگیں لگاتا ہوا ایک درخت سے دوسرے درخت پر اور دوسرے سے تیسرے درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جلد ہی آخری درخت کے قریب پہنچ گیا۔ سفید فام مشین گنیں اٹھائے سامنے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے درختوں کی طرف توجہ نہیں دی۔ یا تو پریشانی میں انہوں نے پتوں اور ٹہنیوں کے شور کو نہیں سنا تھا یا انہوں نے سوچا ہو گا کہ بندر وغیرہ درخت پر ہوں گے۔ آخری درخت کے قریب پہنچ

کر اب وہ دونوں عمران کے سوبو ریز ریوالور کی رینج میں تھے۔ اس لئے عمران نے بغیر وقت ضائع کئے فائر کر دیئے۔ دوسرے لمحے وہ دونوں زمین پر ڈھیر ہو چکے تھے۔ عمران چند لمحوں درخت پر بیٹھا انتظار کرتا رہا کہ شاید ہیلی کاپٹر میں کوئی شخص موجود ہو مگر جب کوئی باہر نہیں نکلا تو وہ سمجھ گیا کہ یہاں یہی دو آدمی تھے چنانچہ وہ پھرتی سے درخت کے نیچے اتر آیا۔ نیچے اتر کر وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر دیکھا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس ہیلی کاپٹر کے اندر یورینیم کی پیٹیوں کو ایک دوسرے کے اوپر چنا گیا تھا۔ عمران واپس مڑا اور پھر وہ تیزی سے اس درخت کی طرف بڑھا جہاں اس نے وہ پیٹی رکھی تھی۔ وہاں سے اس نے وہ پیٹی اٹھائی اور اسے بھی لے جا کر ہیلی کاپٹر کے اندر رکھ دیا وہ ڈابکر کا پروگرام سمجھ گیا تھا۔ اس تمام ہنگامے میں ڈابکر نے یہی کیا تھا کہ اس خفیہ سرنگ کے ذریعے تمام پیٹیاں اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں لاد دیں۔ اب وہ آخری پیٹی لا رہا تھا اگر اتفاق سے عمران بروقت نہ پہنچ جاتا تو وہ یورینیم لے کر اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے فرار ہو جاتا اور عمران صرف ہاتھ ملتا رہ جاتا۔ اس وقت یہ ہیلی کاپٹر دنیا کا قیمتی ترین خزانہ لئے کھڑا تھا۔ عمران کو یورینیم کی طرف سے اطمینان تھا تو اس نے اندرونی جیب سے ٹرانسمیٹر واچ نکالی اور پھر ونڈ بٹن کھینچ کر بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ مل گیا۔

"عمران سپیکنگ۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی عمران نے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب۔اوور"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو۔اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"میں سنٹر سے باہر نکل آیا ہوں اور آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ ٹیم کے تمام ممبران اس وقت سنٹر سے باہر ہیں۔ میں ایک درخت پر موجود ان لوگوں کو چیک کر رہا ہوں۔ یہ بستی کے قریب کھڑے ہیں۔ نعمانی، تنویر اور صفدر زخمی ہیں۔ جوزف ٹھیک ہے۔ شاید وہ سب لوگ آپ کی طرف سے بے حد پریشان ہیں۔ اوور"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا اس خوشخبری پر میں دارالحکومت میں تمہیں سپیشل ڈنر کھلواؤں گا۔ فی الحال تم ایسا کرو کہ زہریلی پہاڑیوں سے دائیں ہاتھ پر جنگل میں تقریباً پانچ سو گز کے فاصلے پر پہنچ جاؤ۔ میں یہاں موجود ہوں بمعہ یورینیم کے ذخیرے کے۔ اوور"...... عمران نے اسے ہدایات دیں۔

"اوکے میں آرہا ہوں۔اوور"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا اس کے بعد اس نے گھڑی کی سوئیاں ایک بار پھر مخصوص ہندسوں پر فٹ کیں اور ونڈ بٹن دوبارہ کھینچ لیا جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"ہیلو صفدر سپیکنگ۔اوور"...... دوسری طرف سے صفدر کی نقاہت سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔اوور"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"اوہ سر آپ کہاں ہیں۔ عمران صاحب غائب ہیں۔ اوور"...... صفدر نے پریشانی کے لہجے میں کہا۔

"عمران ٹھیک ہے۔ ٹیم کا حال سناؤ۔ کوئی آدمی سنٹر میں تو نہیں رہ گیا۔اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"نو سر۔ سوائے عمران صاحب کے باقی سب باہر نکل آئے ہیں۔ مخصوص کاشن ملتے ہی سب نے باہر کا رخ کیا تھا۔ نعمانی، میں اور تنویر زخمی ہیں مگر زیادہ شدید نہیں۔اوور"...... صفدر نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ عمران ابھی تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا دیا۔ سامنے سے بلیک زیرو اسے آتا ہوا نظر آ گیا تھا۔ اس کے قریب آنے پر عمران نے کہا۔

"بلیک زیرو تم ہیلی کاپٹر میں بیٹھو۔ خیال رکھنا یہ اس وقت دنیا کا انتہائی قیمتی ہیلی کاپٹر ہے۔ میں ٹیم کو لے کر ابھی آتا ہوں"۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر بستی کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ چند قدم ہی بڑھ پایا تھا کہ ایک انتہائی ہولناک گڑگڑاہٹ ہوئی۔ جیسے کوئی پہاڑ پھٹ گیا ہو۔ پھر ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا عمران زمین پر گر پڑا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے تھے۔ مگر چونکہ وہ صاف قطعے میں تھا اس لئے ان درختوں کی زد میں آنے سے بچ گیا اور پھر سامنے دور سے آگ کی دیوار بلند ہوتی ہوئی نظر

آئی۔ شاید پورا سنٹر تباہ ہو گیا تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو عمران اٹھا اور پھر وہ ٹوٹے ہوئے درختوں کے تنوں کو پھلانگتا ہوا بستی کی طرف بھاگا۔

ٹیم کے تمام ممبرز حیرت اور خوف سے اس آگ کی بلند دیوار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بستی کے افراد جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ دھماکہ ہوتے ہی سجدے میں گر گئے۔ ان کے خیال میں اوئر دیوتا ان سے ناراض ہو گیا تھا۔ عمران نے دور سے ہی سیٹی ماری اور ٹیم کے تمام ممبران جوزف سمیت چونک پڑے۔ وہ اس مخصوص سیٹی کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور پھر انہیں ایک درخت کے قریب کھڑا سیاہ فام نظر آ گیا۔ وہ تیزی سے ہاتھ ہلا ہلا کر اشارے کر رہا تھا۔ مخصوص اشارے اور پھر کیپٹن شکیل نے سب سے پہلے جھپٹ کر صفدر کو کاندھے پر لادا۔ جوزف نے تنویر اور صدیقی نے نعمانی کو اٹھانے میں پیروی کی اور پھر وہ تیزی سے عمران کی طرف بھاگ پڑے۔ وحشی ابھی تک سجدے میں تھے۔

"جلدی کرو میرے پیچھے آؤ ورنہ وحشی سجدے سے اٹھتے ہی ہم

لوگوں پر حملہ کر دیں گے۔ ان کے خیال میں ہم ہی سارے فساد کی جڑ ہیں"....... عمران نے ان کے قریب آتے ہی کہا اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے بھاگتے ہوئے جلد ہی ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئے۔ اسی لمحے انہیں اپنے پیچھے وحشیوں کے نعروں اور چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔

"جلدی کرو۔ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جاؤ۔ وحشی آ رہے ہیں"۔ عمران نے کہا اور پھر باری باری سب لوگ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ پھر وحشی چیختے چلاتے ہوئے آتے نظر آگئے۔ وہ غصے سے پاگل ہو رہے تھے۔ کنٹرولنگ پر بلیک زیرو بیٹھا تھا۔ اس نے فوراً ہی ہیلی کاپٹر سٹارٹ کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وحشی ان کے قریب پہنچتے ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر پہنچ چکا تھا۔ نیچے سے انہوں نے ہیلی کاپٹر پر نیزے مارے مگر بے سود۔ ہیلی کاپٹر کافی بلندی تک پہنچ چکا تھا۔ سب نے اطمینان کا سانس لیا۔

"یورینیم کا کیا بنا عمران صاحب"....... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہ پیٹیاں یورینیم کی ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پورے ہیلی کاپٹر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی وہ کامیاب ہو چکے تھے پھر عمران نے انہیں تمام تفصیلات سنائیں۔

"اوٹر دیوتا کیا تھا عمران صاحب"....... نعمانی نے پوچھا۔

"ایک مشینی درندہ جسے نیچے تہہ خانے سے آپریٹ کیا جاتا تھا اور جو سٹور روم کی سرنگ کا دروازہ بھی تھا پھر کیپٹن شکیل نے بتلایا کہ

کس طرح وہ صفدر کو جو سٹور روم میں بے ہوش پڑا تھا اٹھا کر باہر لے آیا تھا۔ صفدر اسے ممنونیت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"سردار زلار۔ اوہ معاف کرنا حکیم عبدالجوزف زبدۃ الحکما تمہارا کیا حال ہے"....... عمران نے جوزف کو چھیڑا جو خاموش بیٹھا تھا۔

"باس مجھے تو یاد بھی نہیں رہا کہ دو دن سے میں نے شراب نہیں پی"....... جوزف کے لہجے میں مردنی تھی اور ہیلی کاپٹر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم میں سے کوئی شدید زخمی تو نہیں ہوا"....... اچانک بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں پوچھا اور ہیلی کاپٹر میں گونجنے والے قہقہوں کا دم گھٹ گیا۔ وہ سب بوکھلا کر سیدھے ہو بیٹھے کہ ایکسٹو خود ہی ہیلی کاپٹر میں موجود ہے۔

"نو سر"....... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"وہ بے چارہ موسیو نشارا اس مشن میں کام آگیا"....... عمران نے غمزدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ ان کے اپنے ملک کی طرف جو اب یقیناً ایٹمی قوت کی صف میں آجائے گا۔ عمران اور اس کی ٹیم کی بدولت اور یہ ایک بہت بڑی فتح تھی جس پر وہ بجا طور پر فخر کر سکتے تھے۔

ختم شد